عمران سیریز

ولیانائٹ گروپ

مظہر کلیم ایم اے

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات
اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی
جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے
پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ------- اشرف قریشی
--------- یوسف قریشی
پرنٹر ------- محمد یونس
طابع ------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------- -/30 روپے

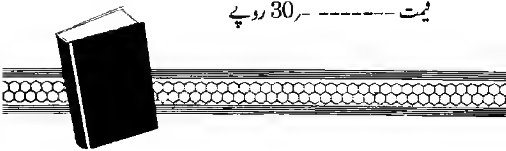

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون۔ نیا ناول "جولیا فائٹ گروپ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول کا نام ہی بتا رہا ہے کہ یہ کہانی منفرد انداز کی ہے۔ اور میں نے ہمیشہ یہی کوشش کی ہے کہ آپ کو ہر بار منفرد اور متنوع کہانیاں پڑھنے کو ملیں میرے اکثر قارئین مجھ سے فرمائش کرتے رہتے ہیں کہ ایسی کہانیاں ضرور لکھی جائیں جن میں سیکرٹ سروس کے ممبران میں سے کسی کا کردار مرکزی ہو تاکہ اس کی بھرپور صلاحیتیں سامنے آسکیں ورنہ عمران کی بے پناہ صلاحیتوں کے مقابلے میں سیکرٹ سروس کے ممبران کی اپنی صلاحیتیں دبی رہتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ عمران کہانی سے غائب نہ ہو۔ چنانچہ جوزف پر ایک کہانی 'بلیک پرنس' لکھی گئی جو قارئین نے بے پناہ پسند کی اور اب یہ کہانی جولیا فائٹ گروپ حاضر ہے۔ ظاہر ہے اس میں جولیا کی صلاحیتیں اپنے پورے عروج پر ہیں۔ لیکن جولیا فائٹ گروپ کن افراد پر مشتمل ہے اور کیا جولیا نے سیکرٹ سروس سے ہٹ کر اپنا کوئی گروپ بنا لیا ہے اور اس کے مقاصد کیا ہیں؟ اس کی تفصیل تو آپ ناول میں ہی پڑھیں گے۔ لیکن اتنا ضرور عرض کر دوں کہ جولیا فائٹ گروپ کی کارکردگی سیکرٹ سروس سے بھی کہیں زیادہ تیز رہی ہے۔ لیکن جب جولیا فائٹ گروپ کے مقابلے میں ایسے مجرم آموجود ہوں جو جولیا فائٹ گروپ کو ایک لمحے میں مٹی کا ڈھیر بنا دینے کا دعویٰ رکھتے ہوں اور پھر جب اس کا عملی ثبوت بھی سامنے آجائے کہ جولیا فائٹ گروپ پہلے ہی قدم پر ہاتھوں میں

ہتھکڑیاں ڈلوائے مجرموں کی قید میں پہنچ جائے تو کیا اسے واقعی فائٹ گروپ کہا جا سکتا ہے۔

لیکن اس فائٹ گروپ کی انچارج جولیا تھی۔ جولیا جسے سیکرٹ سروس میں صرف زیبائش کے لئے ہی شامل نہ کیا گیا تھا۔ اس نے یہ عہدہ اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے بل پر ہی حاصل کیا تھا۔ اس لئے کیا جولیا اپنے گروپ کو یوں مٹی کا ڈھیر ہوتے برداشت کر سکتی تھی ___؟ ہرگز نہیں ___ جولیا فائٹ گروپ نے بہرحال ثابت کر دیا کہ وہ فائٹ گروپ ہے۔ اور پھر حیرت انگیز بات یہ بھی کہ عمران، جولیا فائٹ گروپ میں شامل نہ ہونے کے باوجود اس کہانی میں شامل ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جہاں عمران ہو وہاں کسی اور کا چراغ نہیں جل سکتا چنانچہ یہ کہانی انتہائی حیرت انگیز ___ حد سے زیادہ دلچسپ ___ سنسنی خیز اور یادگار کہانی کے روپ میں ڈھلتی چلی گئی۔

مجھے یقین ہے کہ یہ کہانی اپنے بھرپور تاثر کی وجہ سے آپ کو عرصے تک یاد رہے گی۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

عمران نے کار جولیا کے فلیٹ کے نیچے روکی اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر دروازے پر پہنچ گیا۔ فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور سامنے ہی ڈرائنگ روم میں جولیا صوفے پر بیٹھی کسی گہری سوچ میں غرق نظر آ رہی تھی۔

"مجھے پہلے بتایا ہوتا میں کیمرہ بھی ساتھ لے آتا ___" عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے لہجہ کو دانستہ سنجیدہ بنا کر کہا۔

"اوہ آؤ بیٹھو ___" جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے انداز سے بیزاری اور سنجیدگی ٹپک رہی تھی۔

"کیا ہوا۔ کیا فالج کا حملہ ہو گیا ہے ___" عمران نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"فالج کا نہیں تو۔ کیوں یہاں فالج کا کیا تعلق ___" جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم اس انداز میں بیٹھی ہو جیسے حرکت کرنے سے ہی معذور ہو گئی ہو۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں۔ ویسے میرے پاس فالج کا بڑا اکسیری نسخہ موجود ہے ــــــ" عمران نے مسکرا کر سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران میں نے تمہیں ایک خاص مشورے کے لئے بلایا ہے۔ اس لئے بہتر سنجیدگی اختیار کرو ــــــ" جولیا نے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن میری صنف تو ابھی تک نہیں بدلی۔ کم از کم میں تو یہی سمجھتا ہوں ــــــ" عمران نے حیرت بھرے انداز میں اپنے جسم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"صنف نہیں بدلی۔ کیا بکواس ہے ــــــ" جولیا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"بھئی وہ خاص مشورہ تو لیڈیز۔ مم۔ مم میرا مطلب......" عمران نے شرماتے اور لجاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اور جولیا نے پاس پڑا ہوا ہینڈ بیگ بڑے غصیلے انداز میں اٹھا کر پوری قوت سے عمران کو مارا مگر ظاہر ہے عمران ایسے نشانوں کی زد میں کہاں آتا تھا۔

"ارے ارے یہی تو نسخہ تھا فالج دور کرنے کا۔ دیکھا اب جسم میں حرکت آگئی ہاں ــــــ" عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور جولیا نہ چاہنے کے باوجود ہنسنے پر مجبور ہو گئی۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب پورا فالج ختم ہو گیا۔ لیکن تمہیں یہ بیٹھے بٹھائے ہوا کیا۔ مجھے تو تمہارا نروس بریک ڈاؤن ہوا نظر آتا ہے۔"

عمران نے بڑے ہمدردانہ انداز میں کہا۔

"بس تم اپنی طب بند کرو۔ پہلے فالج اب نروس بریک ڈاؤن۔ بس بس ــــــ" جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو بند کر دی۔ بلکہ زپ لگا دی۔ ویسے میرے پاس اس بیماری کا بڑا اکسیری نسخہ تھا۔ بہرحال تمہاری مرضی ــــــ" عمران نے صوفے سے پشت لگاتے ہوئے کہا۔

"میں ایکسٹو کو چھوڑ رہی ہوں ــــــ" جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد یوں کہا جیسے کوئی بہت بڑا دھماکہ کر رہی ہو۔

"فوراً چھوڑ دو۔ اس سے تمہیں کیا ملنا ہے۔ بڈھا کھوسٹ ہوگا۔ تبھی تو پردے میں رہتا ہے۔ میری خدمات حاضر ہیں ــــــ" عمران نے جولیا کی توقع کے خلاف بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔ میں سیکرٹ سروس چھوڑنا چاہتی ہوں" جولیا نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ویری گڈ۔ یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ دوسرے رقیب کی بھی چھٹی۔ میرا مطلب ہے تنویر سیکرٹ سروس میں ہی ہے ناں۔ پھر تو میرا سکوپ سو فیصد بن جائے گا ــــــ" عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میں سنجیدہ ہوں عمران ــــــ" جولیا نے کہا۔

"تو میں کب رنجیدہ ہوں مس جولیا سوڈا واٹر۔ اوہ سوری یہ میری یادداشت بھی عجیب ہے جہاں ضرورت ہوتی ہے وہیں غوطہ کھا جاتی ہے اور غوطہ بھی ایسا کہ پھر ابھرنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ جو میرا خیال ہے فلاٹر ٹماٹر نام تھا مگر نہیں ــــــ" عمران نے ایک ہاتھ سے پیشانی

پکڑتے ہوئے جواب دیا۔

"فٹزواٹر ـــــ" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں فائر واٹر۔ یعنی لڑنے والا پانی۔ واہ کیا خوبصورت نام ہے۔ انوکھا۔ منفرد ـــــ" عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"سنو عمران۔ میں سنجیدگی سے کہہ رہی ہوں۔ چاہے ایکسٹو مجھے قتل کیوں نہ کرا دے میں اب سیکرٹ سروس میں نہیں رہ سکتی" جولیا پر ایک بار پھر سنجیدگی کا دورہ پڑ گیا۔

"تو کوئی بات نہیں۔ سیکرٹ سروس کو اپنے میں رکھ لو۔ لوگ سروس بھی کرتے ہیں۔ سروس کے جوتے بھی پہنتے ہیں اور سروس میں رہتے بھی ہیں۔ سروس چھوڑ بھی دیتے ہیں اور سروس سے ریٹائر بھی ہو جاتے ہیں۔ بات تو سروس کی ہے ناں ـــــ" عمران نے جواب دیا۔

اور جولیا چند لمحے خاموشی سے عمران کو دیکھتی رہی پھر اس نے پاس پڑا ہوا فون کا رسیور اٹھا لیا اور ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور عمران اُسے اس بار واقعی حیرت سے دیکھنے لگا۔ وہ اب تک یہی سمجھا تھا کہ شاید جولیا اُسے کسی نئے انداز میں چیک کرنا چاہتی ہے لیکن جولیا تو واقعی سنجیدہ تھی۔ اور یہ بات کم از کم عمران کے لیے انتہائی حیرت انگیز تھی۔ لیکن وہ خاموش رہا۔

"ایکسٹو ـــــ" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز ابھری۔ یقیناً فون بلیک زیرو اٹینڈ کر رہا تھا۔

"سر میں جولیا بول رہی ہوں۔ آپ سے ایک درخواست کرنی ہے"

جولیا نے اُلجھے اُلجھے لہجے میں کہا۔

"کہو ـــــ" ایکسٹو کا لہجہ اور سرد ہو گیا۔

"سر میں سیکرٹ سروس چھوڑنا چاہتی ہوں۔ ہمیشہ کے لئے ـــــ" جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"کیا تم نشے میں ہو جولیا ـــــ" ایکسٹو کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

"نو سر میں سنجیدہ ہوں۔ آپ چاہے مجھے قتل کرا دیں۔ لیکن اب میں سیکرٹ سروس کے لئے کام نہیں کر سکتی ـــــ" جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔ میں کسی کو مجبور نہیں کر سکتا۔ لیکن سیکرٹ سروس چھوڑنے کا جو نتیجہ ہوتا ہے وہ بہر حال تمہیں بھگتنا ہو گا ـــــ" ایکسٹو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔ عمران بلیک زیرو کے مضبوط اعصاب کی دل ہی دل میں داد دینے لگا کہ اس نے ذرا سی بھی حیرت ظاہر کئے بغیر وہی کچھ کہا جو اُسے کہنا چاہیئے تھا۔

جولیا ہاتھ میں رسیور پکڑے بُت بنی بیٹھی رہی اور پھر رسیور اس کے ہاتھ سے خود بخود نیچے گر گیا اور دوسرے لمحے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ عمران نے اُسے چُپ کرانے کی قطعاً کوشش نہیں کی۔ بلکہ خاموش بیٹھا رہا۔

"یہ انسان نہیں پتھر ہے پتھر۔ سرد پتھر۔ اس کے لیے کسی کے جذبات کسی کی خدمات کا کوئی صلہ نہیں۔ بس کام کئے جاؤ۔ حکم ملنے جاؤ۔ اور پھر کسی روز مر جاؤ۔ لیکن یہ تو لاش بھی دھوپ سے اٹھا کر چھاؤں

میں نہیں رکھے گا۔ یہ ظالم ہے۔ ظالم پتھر —" جولیا نے ہچکیاں لے لے کر روتے ہوئے کہا۔ عمران خاموش بیٹھا سنتا رہا لیکن اس نے کوئی تبصرہ نہ کیا۔ چند لمحوں بعد جولیا خاموش ہوگئی۔ اس نے جیب سے ٹشو پیپر نکال کر آنکھیں صاف کیں اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ڈسٹرڈ واٹر ختم ہوگیا۔ خاصا جمع ہوگیا تھا —" عمران نے پہلی بار تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم بھی اسی قبیل کے آدمی ہو۔ مسخرے۔ بد مزاج۔ پتھر۔ نکل جاؤ میرے فلیٹ سے۔ ابھی نکلو۔ دفع ہو جاؤ۔ میں خودکشی کر لوں گی۔ مر جاؤں گی —" جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور کسی عقاب کی طرح عمران پر جھپٹ پڑی۔

"ارے ارے کم از کم نکاح۔ ارے۔ ارے۔ ...." عمران نے دونوں ہاتھ سر کے گرد لپیٹتے ہوئے اپنے آپ کو جولیا کے دو ہتھڑوں سے بچانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"نکل جاؤ۔ میں کہتی ہوں نکل جاؤ۔ میرے فلیٹ سے۔ تم بھی آدمی نہیں ہو —" جولیا نے چیختے ہوئے کہا اور وہ بری طرح عمران کو دھکیلنے لگی۔

"ارے میری بات تو سنو۔ ارے بیٹھے بٹھائے مس سے مسز اوے ارے —" عمران نے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے کہا۔

"جولیا یہ کیا ہو رہا ہے —" اچانک دروازے سے صفدر کی آواز سنائی دی اور جولیا پر پڑا ہوا دورہ یک لخت ختم ہوگیا۔ وہ

یک جھٹکے سے پیچھے ہٹی۔ اس کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"لو گواہ بھی آگیا۔ خدا کرے گا ابھی دوسرا گواہ اور مولوی صاحب بھی آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نیک نیت لوگوں کی مدد کرتا ہے —" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم کیسے آئے —؟" جولیا نے چند لمحوں بعد صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اب وہ اپنے آپ پر قابو پا چکی تھی۔

"مجھے ایکسٹو نے فون کیا تھا کہ تم سیکرٹ[لہ] سروس چھوڑ رہی ہو" صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تم مجھے سیکرٹ سروس چھوڑنے کی سزا دینے آئے ہو۔ ٹھیک ہے مار دو گولی —" جولیا نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا ہوگیا ہے جولیا۔ خواہ مخواہ کوئین جا رہی ہو۔ تم سیکرٹ سروس کی اہم اور سینئر رکن ہو۔ ایکسٹو نے اپنے بعد تمہیں انچارج بنایا ہوا ہے۔ وہ تم پر مکمل اعتماد کرتا ہے اور تم ....." صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا اور جولیا یک لخت ٹھنڈی پڑ گئی۔ اس کے چہرے سے ایسے معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے اس کی کوئی نفسیاتی گرہ کھل گئی ہو۔ وہ مسکراتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"تو پھر مجھے اس نے نظر انداز کیوں کر رکھا ہے۔ اس لئے کہ اب وہ مجھ پر اعتماد نہیں کرتا۔ میں نے سیکرٹ سروس سے غداری کی تھی۔ لیکن تم جانتے ہو اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ مجھے دفاعی طور پر

[لہ] اس کے لئے پڑھئے مظہر کلیم ایم اے کا شاہکار ناول "غدار جولیا"

کنٹرول کر لیا گیا تھا ۔۔۔۔" جولیا نے کہا۔

"کیسی غداری۔ کیسی باتیں کر رہی ہو تم۔ سب جانتے ہیں کہ اصل چکر کیا تھا۔ پھر تمہارا ایسا سوچنا ہی حماقت ہے۔ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ اگر تم پر ذرا سا بھی غداری کا شبہ باقی رہ جاتا تو تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکتیں ۔۔۔۔" صفدر نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مجھے نظر انداز کیوں کیا جا رہا ہے۔ کوئی کیس نہیں۔ بالا ہی بالا کام ہو جاتے ہیں اور میں فلیٹ میں بیٹھی مکھیاں مارتی رہتی ہوں ۔۔۔۔" جولیا نے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ یہ دراصل سارا قصور عمران کا ہے۔ میں نے خود محسوس کیا ہے کہ کئی ماہ سے یہ ہر کیس اکیلا ہی نپٹا لیتا ہے اور ہمیں اس وقت پتہ چلتا ہے جب مجرم پکڑے جا چکے ہوتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ ہم نگرانی کرتے اور تعاقب کرتے رہ جاتے ہیں۔" صفدر نے مسکرا کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو خاموش بیٹھا اُلو کی طرح بس دیدے گھمائے چلا جا رہا تھا۔

"میری بات کرتے ہو۔ کمال ہے آدمی نیکی کرے تب بھی جرم دار۔ میں نے سوچا ملک میں مکھیاں بہت ہو گئی ہیں۔ چلو سیکرٹ سروس کو اس دھندے سے لگا دو۔ آخر یہ بھی تو خدمت ہے۔ ویسے بائی دی وے بسکور کیا ہو گیا ہے ۔۔۔۔" عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اس لیے یہ مجھے کہہ رہا تھا کہ چھوڑ دو سیکرٹ سروس۔ یہ خود غرض اور مطلبی آدمی اس لئے مجھے مروانا چاہتا تھا۔ تاکہ یہی کام کرتا رہے ۔۔۔۔" جولیا اب عمران پر الٹ پڑی۔

"یارو کچھ سوچو۔ غور کرو۔ آج کل کتنی مہنگائی ہے۔ تمہیں تو لمبی لمبی تنخواہیں ملتی ہیں۔ فلیٹ رہائش کے لیے مفت ملے ہوئے ہیں ٹیلیفون فری۔ کاریں مفت۔ پٹرول مفت۔ ہوٹلوں کے بل سیکرٹ سروس کے کھاتے میں اور تنخواہ سیدھی بنک میں۔ اور میں۔ میں کیا کروں۔ سلیمان ہر وقت میری گردن پکڑے رہتا ہے۔ کہ لاؤ خرچہ۔ سوپر فیاض ہر وقت فلیٹ خالی کرانے کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ پٹرول پمپ والے اب پٹرول نہیں دیتے۔ کہتے ہیں جتنا پٹرول تم ادھار لے چکے ہو اتنی رقم میں نیا پٹرول پمپ چل سکتا ہے۔ ورکشاپ والے میری کار کو دیکھتے ہی ورکشاپ کا پھاٹک بند کر دیتے ہیں۔ دھوبی۔ درزی۔ نائی۔ موچی۔ کیا کیا گنواؤں۔ بس بھاگ دوڑ کر کے کچھ کام ہو جاتا ہے تو تمہارا چیف چھوٹا سا چیک پکڑا دیتا ہے ۔۔۔۔" عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور جولیا کی صورت دیکھنے والی ہو گئی۔ اس کو شاید تصور بھی نہ تھا کہ عمران کا یہ حال بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے چہرے پر شدید خجالت کے آثار نمایاں تھے۔ جبکہ صفدر میٹھا مسکرا رہا تھا، وہ عمران کی رگ رگ سے واقف تھا۔

"اوہ تم واقعی مظلوم ہو۔ واقعی میں نے تو سوچا بھی نہ تھا کہ تمہارا یہ حال ہے۔ میں ایکسٹو سے بات کرتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ایکسٹو تمہیں سیکرٹ سروس میں شامل کر لے گا ۔۔۔۔" جولیا نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"ارے باپ رے۔ ارے جولیا خدا کے لیے۔ میں تو بے موت مارا جاؤں گا۔ ارے ارے بس میں ایسے ہی ٹھیک ہوں ۔۔۔۔" عمران نے اچھل کر فون پر ہاتھ رکھتے ہوئے بوکھلا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ روتے بھی ہو اور روکتے بھی ہو ۔۔۔۔" جولیا نے کہا۔

"جولیا تم اسے جانتی ہو۔ پھر اس چکر میں آ جاتی ہو۔ یہ اکیلا پوری سیکرٹ سروس سے زیادہ کما لیتا ہے۔ سوپر فیاض جب تک زندہ ہے۔ اسے کسی چیز کی کمی نہیں ہے ——" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سوپر فیاض۔ کیا مطلب وہ تو خود بھی ملازم ہے ——" جولیا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"بس چھوڑو تم نہیں سمجھ سکتیں ——" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار صفدر، کچھ مجھے اینٹھ لینے دینا تھا جولیا سے۔ بڑی تنخواہ جمع ہو گئی ہو گی اس کی۔ خواہ مخواہ بول پڑے ——" عمران نے بڑے شکوہ بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو تم مجھے ہی کاٹنے کا پروگرام بنا رہے تھے ——" جولیا نے مصنوعی طور پر غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہیں کاٹ کر مجھے کیا ملے گا۔ میں تو پوری کا قائل ہوں۔ آدھی تنویر کو ہی مبارک ——" عمران نے کہا اور صفدر ہنس پڑا۔

"تو تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ میں بات کر لوں ایکسٹو سے ——" صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں خود ہی معافی مانگتی ہوں۔ بس فارغ بیٹھے بیٹھے پاگل ہو گئی تھی" جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ رسیور اٹھا کر اس نے ایک بار پھر ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو ——" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ لہجہ ویسے ہی سپاٹ تھا۔

"سر میں جولیا بول رہی ہوں۔ میں معافی چاہتی ہوں سر۔ میں سخت شرمندہ

ہوں سر ——" جولیا نے اٹکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"صفدر تمہارے پاس پہنچا ہے ——" ایکسٹو نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر موجود ہے سر۔ سر میں شرمندہ ہوں ——" جولیا نے ایک بار پھر کہنا شروع کر دیا۔

"جولیا میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے۔ رسیور صفدر کو دو ——" ایکسٹو نے اسے ڈانٹ دیا اور جولیا نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر لٹک گیا تھا۔ عمران خاموش بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ ویسے اس کے ذہن میں ایک اور کھچڑی پک رہی تھی۔ اسے جولیا کی باتوں سے یہ احساس ہو گیا تھا کہ واقعی گزشتہ کئی ماہ سے وہی صرف حرکت میں رہا ہے اور سیکرٹ سروس بیکار —— ہو کر رہ گئی ہے اور اب وہ سیکرٹ سروس کو دوبارہ فعال بنانا چاہتا تھا۔

"یس سر صفدر بول رہا ہوں سر۔ مس جولیا نارمل ہیں سر۔ انہیں دراصل یہ احساس ہو گیا تھا کہ انہیں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ ان پر اعتبار نہیں کیا جا رہا۔ جب میں نے سمجھایا تو سر بات ان کی سمجھ میں آ گئی۔ وہ اپنے کئے پر شرمندہ ہے سر ——" صفدر نے کہا۔

"مگر اسے احساس کیوں اور کیسے ہوا ——" ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سر بس خالی بیٹھے بیٹھے اسے وہم ہو گیا۔ عمران صاحب یہاں پہلے سے موجود تھے ——" صفدر نے جان بوجھ کر عمران کا نام لے دیا۔

تاکہ اس کی جان بچ جائے۔

"عمران وہاں موجود ہے۔ رسیور اسے دو ——" ایکسٹو نے کہا اور صفدر نے مسکراتے ہوئے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"عالیجناب فرمایئے ——" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"تم جولیا کے پاس کیسے پہنچ گئے ——" ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں کار پر آیا تھا جناب۔ پٹرول ختم ہو گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو جولیا سے ادھار پیسے مانگ لوں مگر یہ تو بیٹھی پہلے ہی رو رہی تھی کہ مجھے تنخواہ کم ملتی ہے۔ گزارہ نہیں ہوتا۔ میں استعفیٰ دے کر کہیں اور نوکری کرتی ہوں ——" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ سب تمہاری شرارت ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ فون جولیا کو دو ——" ایکسٹو نے نرم لہجے میں کہا اور عمران نے رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

"لوکر لو بات۔ اب ذرا نرم پڑ گیا ہے۔ تنخواہ بڑھوا لو مگر بڑھا ہوا حصہ میرا ہوگا ——" عمران نے رسیور جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا تاکہ بلیک زیرو سن لے۔

"سر میں شرمندہ ہوں۔ تنخواہ والی کوئی بات نہیں سر ——" جولیا نے کہا۔

"جولیا تم ایک اہم ترین ادارے کی سینئر رکن ہو۔ تمہیں ایسی جذباتی باتیں زیب نہیں دیتیں۔ اور چونکہ تم نے یہ حرکت پہلی بار کی ہے۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ آئندہ اگر تم نے اس قسم کی بات کی تو پھر نتائج دوسرے بھی ہو سکتے ہیں۔ محتاط رہنا ——" ایکسٹو نے نرم لہجے میں کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ایکسٹو نے اُسے سینئر رکن کہہ دیا تھا بس وہ اسی بات پر مُسرت سے کھلی جا رہی تھی۔ اس کے سارے گلے شکوے دور ہو گئے تھے۔

"اچھا خاصا موقع بن گیا تھا تنخواہ بڑھانے کا۔ مروا دیا ناں جیسلو تمہاری مرضی میرا کیا ——" عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ایکسٹو والا مسئلہ تو ختم ہو گیا۔ اب آپ بتائیں کہ آپ پر کیا جرمانہ کیا جائے کہ آپ نے ہمیں بیکار بنا کر رکھ دیا ہے" صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیکار۔ کیا مطلب۔ ایکسٹو نے تم سے کاریں چھین لی ہیں ——" عمران نے جان بوجھ کر آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"بس اب اڑو نہیں۔ جرمانہ بتاؤ ——" صفدر نے کہا۔

"صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ یہ سب تمہاری شرارت ہے ——" جولیا نے بھی صفدر کی تائید کی۔

"ایک مشورہ دوں مانو گے ——" عمران نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر ماننے کا ہوا تو ضرور مانیں گے ——" صفدر اور جولیا نے بیک وقت جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ ہم ایک پرائیویٹ سیکرٹ سروس بنا لیں۔ جولیا اس کی سربراہ ہو۔ اور ہم سب اس کے ممبر۔ بس کام ہی کام ہوگا ——" عمران نے کہا۔

"احمق ہو تم۔ سیکرٹ سروس پرائیویٹ کیسے ہو سکتی ہے سیکرٹ

سروس تو سرکاری کیس ہی بھگتا سکتی ہے۔ پرائیویٹ کام اسے کون دے گا ـــــ" صفدر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو چلو پرائیویٹ نام رکھ دیتے ہیں۔ گینگ کیسا رہے گا ـــــ" عمران نے فوراً ہی نام بدلتے ہوئے کہا۔

"گینگ۔ یہ کیا نام ہوا۔ گینگ تو مجرموں کے ہوتے ہیں ـــــ" اس بار جولیا نے اعتراض کیا۔

"فائٹ گینگ رکھ لو۔ نائٹ گینگ رکھ لو۔ واہ واہ کیا خوبصورت نام ہے جولیا نائٹ گینگ۔۔۔۔۔" عمران نے کہا اور جولیا نے اپنی جوتی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"ارے ارے زبان پھسل جاتی ہے۔ فائٹ گینگ۔ جولیا فائٹ گینگ" عمران نے کہا۔

"مگر اس گینگ کا مقصد ـــــ" صفدر نے کہا۔

"یار ذرا رعب داب رہے گا۔ تمہارا کیا جاتا ہے۔ چلو میری روزی کا دھندا بن جائے گا اور تمہاری خواہش بھی پوری ہو جائے گی کہ بیکار بیٹھے رہتے ہو۔ غنڈہ ٹیکس بھی وصول میں کیا کروں گا۔ فائٹ تم کرتے رہنا ـــــ" عمران نے جواب دیا۔

"نہیں ایکسٹو کو پتہ چل گیا تو شامت آ جائے گی۔ باز آئے ہم ایسے گینگ سے ـــــ" جولیا نے کہا۔

"ایکسٹو کی بات چھوڑو۔ اسے میں راضی کر لوں گا اور پھر اسے اعتراض بھی کیا ہو سکتا ہے۔ گینگ تو کام ہی اس وقت کرے جب فارغ ہو گا ـــــ" عمران نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"مگر کام کیا ہو گا۔ غنڈہ گردی کرنی ہو گی اور یہ کام ہم سے ہوتا نہیں" صفدر نے جواب دیا۔

"کام۔ ہاں کام تو سوچنا پڑے گا۔ لے آگئی بات سمجھ میں۔ کرائے پر قتل کیے رہیں گے۔ موٹی رقم ملے گی ـــــ" عمران نے کہا۔

"بس اب تم دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ سیکرٹ سروس اب کرائے پر قتل کرتی پھرے گی ـــــ" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے ایک آئیڈیا۔ انوکھا آئیڈیا۔ جولیا فائٹ گینگ ریسلنگ کرے گا۔ خوب ٹکٹیں بکیں گی۔ جولیا کا مقابلہ جب کسی مشہور پہلوان سے رنگ میں ہو گا تو بس سمجھ لو۔ پورا دارالحکومت ہی الٹ پڑے گا۔ دس سال کی روٹیاں کھری ہو جائیں گی ـــــ" عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ جبکہ جولیا نے بُرا سا منہ بنا لیا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات کرتا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جولیا نے چونک کر رسیور اٹھا لیا

"جولیا سپیکنگ ـــــ" جولیا نے کہا۔

"جولیا فائٹ گینگ کہو ناں۔ کیوں خواہ مخواہ اپنا رعب ختم کراتی ہو ـــــ" عمران نے اونچی آواز میں کہا اور جولیا نے غصے سے آنکھیں نکال کر اس کی طرف دیکھا۔

"ایکسٹو۔ یہ عمران ابھی تک تمہارے فلیٹ میں موجود ہے ـــــ" ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"یس سر ـــــ" جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اور صفدر ـــــ" ایکسٹو نے پوچھا۔

"صفدر بھی موجود ہے سر ـــــ" جولیا نے جواب دیا۔

"تم صفدر کو ہمراہ لے کر بندرگاہ پہ پہنچو۔ وہاں ایک مسافر بحری جہاز پہنچنے والا ہے۔ ایم، وی، بقری، اس جہاز پر ایک مسافر کا حلیہ نوٹ کر لو۔ اس کی ٹھوڑی اور دائیں گال پر زخم کا طویل نشان ہے۔ تم دونوں نے علیحدہ رہ کر اس کی نگرانی کرنی ہے۔ مکمل نگرانی۔ اگر اس سے کوئی مشکوک آدمی ملے تو صفدر کو اس مشکوک آدمی کی نگرانی پہ بھیج دینا ـــــ" ایکسٹو نے کہا۔

"بہتر سر ـــــ" جولیا نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی جولیا نے رسیور رکھ دیا۔

"چلو صفدر کام شروع ہو گیا۔ میرے رونے پیٹنے کا کچھ تو فائدہ ہوا۔" جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میری روزی ماری گئی اور کیا فائدہ ہوا ـــــ" عمران نے بھی بُرا سا منہ بنا کر اٹھتے ہوئے کہا اور جولیا مسکرا دی۔

"آپ کی روزی تو سوپر فیاض ہے۔ وہ تو زندہ ہے۔ آپ کیوں گھبراتے ہیں ـــــ" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں خدا اُسے عمرِ خضر عطا کرے۔ واقعی فیاض آدمی ہے۔ ہم جیسے غریب اُس کے سہارے تو زندہ ہیں مگر وہ فائٹ گینگ والا آئیڈیا۔ اس کا کیا ہوگا ـــــ" عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب آپ اپنا ہی گینگ بنا لیں۔ عمران فائٹ گینگ اور اس میں جوانا۔ جوزف اور سلیمان کو شامل کر لیں ـــــ" صفدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ارے گڈ آئیڈیا۔ لیکن یار ذرا نسوانی نام اچھا رہتا ہے پبلسٹی جلدی ہو جاتی ہے۔ اچھا سوچوں گا۔ فی الحال تم تو جاؤ اپنے لیبر کام پر ـــــ" عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا فلیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا۔ وہ بلیک زیرو کا بتایا ہوا حلیہ سن کر ہی سمجھ گیا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ ان دونوں کو بھگا دیا ہے۔ اس کا اصل مقصد عمران کو بلانا تھا اور ظاہر ہے وہ اب براہِ راست تو اُسے بلانے سے رہا۔ اس لیے اس نے ایک عام سا حلیہ بتا کر ان دونوں کو بھیج دیا۔ نہ اس حلیہ کا آدمی ہوگا نہ نگرانی ہو گی۔ ٹائیں ٹائیں فش۔

اس کی کار تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ البتہ اس کے ذہن میں فائٹ گینگ کا آئیڈیا ابل رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ آئیڈیا تو اچھا ہے لیکن کوئی واضح مقصد سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر یہ گینگ کرے گا کیا۔ لیکن اس نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ اس آئیڈے کو عملی جامہ ضرور پہنائے گا۔ کوئی نہ کوئی ٹھوس مقصد ڈھونڈھ ہی لے گا۔ کچھ تو ورائٹی بھی ہونی چاہیے زندگی میں۔ یہی سوچتا ہوا وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ کار برآمدے کے باہر روک کر جب وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھا تو دروازے میں ہی ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

انقرہ کے کمال بازار میں اس وقت رونق اپنے پورے عروج پر تھی۔ ہر طبقے کے لوگ ٹھٹ یا ٹھٹوں پہ جم غفیر کی صورت میں آجا رہے تھے۔ سڑک پہ کاروں کا ایک سیلاب سا آیا ہوا تھا۔ ہر رنگ اور ہر ماڈل کی کار اس سڑک پر نظر آجاتی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ بازار نہ ہو بلکہ کاروں کی نمائش گاہ ہو۔ کمال بازار انقرہ کا سب سے بارونق بازار تھا۔ اور یہاں جیولری کی عظیم الشان دکانوں کے پہلو بہ پہلو مٹی کے کچے برتن بیچنے کی بھی چھوٹی چھوٹی دکانیں موجود تھیں۔ اس بازار کے متعلق پورے انقرہ میں یہ مشہور تھا یہاں سوئی سے لے کر ہوائی جہاز تک مل جاتا ہے۔ یہ بازار دس میل لمبائی میں تھا۔ انتہائی کھلی اور چوڑی سڑک اور سڑک کے دونوں اطراف میں رنگ برنگی اور تیز روشنیوں سے جھملاتی ہوئی ہر قسم کی دکانیں۔ جن کے شوکیسوں میں لاکھوں روپے کا مال جگمگا رہا تھا۔ اس سڑک کو کاٹتی ہوئی بے شمار

گلیاں تھیں۔ جو کہلاتی تو گلیاں ہی تھیں لیکن سڑکوں سے بھی زیادہ چوڑی تھیں۔ ان سڑکوں پہ دکانوں کے ساتھ ساتھ قہوہ خانے۔ بار روم، ریستوران اور ہوٹل موجود تھے۔ زیادہ تعداد باروں کی تھی۔ جن کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں بڑے بڑے جوئے خانوں کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کی منشیات اور شراب کھلے عام فروخت کی جاتی تھی۔ کمال بازار کی مشرقی طرف ایک سڑک پرل لین یعنی موتی گلی کہلاتی تھی کسی زمانے میں اس سڑک پہ سچے موتی فروخت کرنے کی بے شمار دکانیں تھیں۔ اس لیے اس سڑک کا نام بھی پرل لین پڑ گیا تھا۔ پرل لین کے آخری سرے پر ایک کافی بڑا بار روم تھا جس کے اوپر بار کا نیون سائن پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ جشیکا بار کی شہرت اس وقت اپنے پورے عروج پر تھی کیونکہ اس بار میں ہر قسم کی شراب کھلے عام فروخت ہوتی تھی۔ منشیات کا ہر آئٹم یہاں فروخت ہوتا تھا۔ اور اس کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں اعلیٰ پیمانے پر جوا کھیلا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بار ہر قسم کے جرائم کا بہت بڑا مرکز بنا ہوا تھا۔ اس بار کا مالک عدنان بیگ تھا۔ نامی گرامی غنڈہ اور بدمعاش۔ اس نے حال ہی میں یہ بار ایک عورت جشیکا سے خریدا تھا۔ اس عورت نے یہ بار اپنے نام پر بنایا ہوا تھا۔ اور اس وقت اس کا نام کم ہی لوگ جانتے تھے لیکن جب سے عدنان بیگ نے یہ بار خریدا تو اس کی شہرت پورے انقرہ میں پر لگا کر پھیل چکی تھی۔ عدنان بیگ نے بار کا نام تو نہ بدلا تھا لیکن اس کا انداز بدل دیا تھا۔ عدنان بیگ کے تعلقات انقرہ کے انتہائی اعلیٰ ترین حلقوں سے بہت قریبی تھے۔ حتیٰ کہ انقرہ کا پولیس کمشنر

طاہر بیگ اس کا قریبی ساتھی سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جشیکا بار ہر قسم کے چھاپے سے محفوظ تھا۔ جشیکا بار میں انقرہ کے معروف ترین ڈاکے ہر وقت موجود رہتے تھے۔ انھیں عرف عام میں راونڈ ہیڈز کہا جاتا تھا کیونکہ یہ سر سے گنجے رہتے تھے۔ یہ ایک ایسا گروپ تھا جس سے ہر شخص ہر وقت خوف زدہ رہتا تھا کیونکہ یہ انتہائی سخت جیوڑ، بات بات پر بے دریغ قتل کر دینے والے اور ظالم قسم کے لوگ تھے۔ ان کے منہ لگنا لوگ موت کے منہ آنا سمجھتے تھے۔ ان کے رعب اور دبدبے کا یہ عالم تھا کہ کوئی راونڈ ہیڈ اگر کسی جیولری کی دکان میں جا کر اس کا قیمتی ہیرا اٹھا کر باہر آ جاتا تو جیولر کو یہ ہمت نہ ہوتی تھی کہ وہ اُسے روک سکے۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ دوسرے لمحے نہ صرف دکان کا ہر شخص قتل ہو جائے گا بلکہ پوری دکان کھلے عام لوٹ لی جائے گی۔ اس طرح وہ ان کے خلاف پولیس میں رپٹ درج کرانے سے بھی گھبراتے تھے۔ کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ اوّل تو پولیس ان کے خلاف کوئی ایکشن نہ لے گی اور اگر کچھ کرے گی بھی سہی تو پورے انقرہ میں ایک شخص بھی ایسا نہ ملے گا جو ان کے خلاف کسی قسم کی گواہی دینے کے لیے تیار ہو جاتا۔ جشیکا بار انہی راونڈ ہیڈز گروپ کا مرکزی اڈہ تھا اور عدنان بیگ اس پورے گروپ کا سرغنہ تھا۔ وہ بہت بڑا سمگلر اور بلیک میلر بھی تھا۔ راونڈ ہیڈز کی نشانی یہی تھی کہ وہ سر سے بالکل گنجے رہتے تھے اور پیشانی پر سُرخ رنگ کی پٹی باندھے رکھتے تھے۔ اس پٹی پر سامنے عین پیشانی کے درمیان زرد رنگ کا بڑا سا بچھو بنا ہوا تھا جس کی دم اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ اس بچھو کی وجہ سے انھیں سکارپین بھی کہا جاتا تھا۔

لیکن راونڈ ہیڈ کے نام سے زیادہ مشہور تھے۔ عام طور پر راونڈ ہیڈ کسی کو نہ چھیڑتے تھے اور نہ ہی کسی کو بلاوجہ نقصان پہنچاتے تھے۔ البتہ اگر وہ ذرا سا مشکوک ہو جاتے کہ کوئی ان کے خلاف ایک فقرہ بھی بولا ہے تو اس کی مسخ شدہ لاش چند گھنٹوں کے اندر چوک پر پڑی ہوتی تھی۔ اور اس پر راونڈ ہیڈ کا بچھو والا کارڈ رکھ دیا جاتا تھا۔ عام لوگوں میں یہ مشہور تھا کہ راونڈ ہیڈ گروپ کو وزیر اعظم جمال بے کی پشت پناہی حاصل ہے اور وہ اس گروپ کی مدد سے اپنے سیاسی مخالفوں کو دبائے رکھتا ہے۔ اور شاید یہ بات سچ بھی تھی کیونکہ اکثر حکومت کے مخالفین اپنی رہائش گاہوں اور کھلے بازاروں میں قتل کر دیئے جاتے تھے۔ اور قاتلوں کا آج تک سراغ بھی نہ لگا تھا۔ عدنان بیگ راونڈ ہیڈ گروپ کا سربراہ ضرور تھا لیکن وہ بطور راونڈ ہیڈ کبھی سامنے نہ آیا تھا اور نہ ہی اس نے سر کو گنجا کرایا تھا۔ بلکہ اس کے سر پر سنہرے رنگ کے خوبصورت گھنگریالے بال موجود تھے۔ وہ پس پردہ رہ کر انھیں کنٹرول کرتا تھا۔ صرف جشیکا بار میں راونڈ ہیڈ گروپ کی موجودگی سے یہ پتہ چلتا تھا کہ ان کا تعلق اس بار سے ہے

راونڈ ہیڈ گروپ کا بظاہر سرغنہ جمشید نامی ایک غنڈہ تھا جسے سب آقا جمشید کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آقا جمشید کا چہرہ اس قدر بھیانک اور خوفزدہ تھا کہ اس کا چہرہ دیکھتے ہی آدمی پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ بلڈاگ جیسی شکل صورت رکھنے والے آقا جمشید کے پورے چہرے پر زخموں کے کانٹے دار نشانوں کی بھرمار تھی۔ اس کی آنکھوں میں خوف ناک قسم کی دہشت چھائی رہتی تھی اور لوگ کہتے تھے کہ اس کی

آنکھوں میں سانپ کی سی چمک ہے کہ ایک بار جو شخص اس کی آنکھوں میں جھانکنے کی جرأت کر لیتا تھا پھر وہ حرکت کرنے سے معذور ہو جاتا تھا۔ لڑائی بھڑائی کے فن میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ سات فٹ قد اور دیو جیسا ٹھوس اور بڑا جسم مخالفوں پر لرزہ طاری کر دینے کے لیے کافی تھا۔ وہ انتہائی ماہر نشانہ باز مانا جاتا تھا اور اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اگر چاہے تو ریوالور کی گولی سے اڑتی ہوئی مکھی کی دو ٹانگوں کا علیحدہ علیحدہ نشانہ لے سکتا تھا۔ اس کی پیشانی پر بندھی ہوئی سرخ رنگ کی پٹی پر ایک کی بجائے زرد رنگ کے بچھوؤں کی پوری قطار بنی ہوئی تھی۔ یہی اس کے راؤنڈ ہیڈ گروپ کے نمبر ون ہونے کی نشانی تھی۔ اس کا زیادہ تر وقت جشیکا بار میں ہی گزرتا تھا۔ یہاں اس نے ایک عالی شان اور خوبصورت دفتر بنایا ہوا تھا جس کی ساری دیواریں شفاف شیشے کی بنی ہوئی تھیں اور یہ دفتر جوا خانے کے بڑے ہال کے کونے میں بنا ہوا تھا۔ لیکن اس وقت وہ اپنے دفتر کی بجائے جشیکا بار کے اوپر والی منزل میں عدنان بیگ کے بڑے دفتر میں موجود تھا۔ عدنان بیگ ایک بڑی سی میز کے پیچھے پڑی ہوئی اونچی نشست والی کرسی پر بے چینی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ میز کے سامنے تین چار کرسیاں موجود تھیں جن میں سے ایک پر آقا جمشید موجود تھا۔

"باس آخر پولیس کمشنر نے کیا کہا ہے کچھ پتہ تو چلے ——" آقا جمشید نے کرخت لہجے میں کہا۔

"وہ ابھی آنے والا ہی ہے۔ تفصیل تو وہ آکر ہی بتائے گا۔ البتہ اس

نے فون پر اتنا بتایا ہے کہ ہمارے لئے کوئی خاص پریشانی کھڑی ہو گئی ہے ——" عدنان بیگ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ آقا جمشید کوئی بات کرتا۔ دفتر کا دروازہ کھلا اور پھر ادھیڑ عمر پولیس کمشنر اندر داخل ہوا۔ اس نے عام لباس پہنا ہوا تھا۔ البتہ اس کے خشک چہرے پر اس وقت گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"آؤ طاہر بیگ میں تمہارا کافی دیر سے انتظار کر رہا تھا ——" عدنان بیگ نے اسے دیکھتے ہی کہا۔ ویسے ان دونوں میں سے کوئی بھی اس کے استقبال کے لئے نہ اٹھا تھا۔ بلکہ وہ اسے اپنے عام ساتھی کی طرح ہی ٹریٹ کر رہے تھے۔

"بڑی مشکل سے جان چھڑا کر آیا ہوں۔ تم بھی تو اب حد سے بڑھتے جا رہے ہو ——" طاہر بیگ نے قدرے غصیلے انداز میں کہا اور ایک کرسی پر دھم سے بیٹھ گیا۔ اس کے الفاظ سنتے ہی آقا جمشید کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ پولیس کمشنر کے الفاظ اسے سخت ناگوار گزرے تھے۔ لیکن وہ باس عدنان بیگ کی وجہ سے خاموش ہو گیا تھا ورنہ شاید اپنے ہاتھ کو نہ روک سکتا۔

"کیا ہوا۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے ——" عدنان بیگ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے قدرے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"سنو عدنان بیگ عصمت آرا کو اب تمہیں واپس کرنا ہی ہو گا۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے ——" پولیس کمشنر نے سخت لہجے میں کہا اور عصمت آرا کا نام سنتے ہی عدنان بیگ

اور آقا جمشید دونوں چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ عصمت آرا بیگم میری بیوی بن چکی ہے۔ وہ کیسے واپس ہو سکتی ہے ——" عدنان بیگ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں عدنان بیگ کہ تم نے اسے جبراً اغوا کر کے اس سے نکاح پڑھوا لیا ہے۔ لیکن پرائم منسٹر اسے اپنی غیرت کا مسئلہ بنائے بیٹھے ہیں۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ عصمت آرا ان کی سگی بھتیجی ہے اور تمہارے اس طرح اسے اغوا کر لینے کے چرچے پورے ملک میں پھیل چکے ہیں ——" پولیس کمشنر نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے لیکن تم جانتے ہو کہ میں اسے واپس نہیں کر سکتا۔ اس وقت تو ہرگز واپس نہیں ہو سکتی جب تک وہ میرے دل سے نہ اتر جائے۔ اس کے بعد میں اسے طلاق دے کر باہر نکال دوں گا۔ پھر چاہے وہ جہاں جاتی پھرے ——" عدنان بیگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب ایسے نہیں چلے گا عدنان بیگ۔ پرائم منسٹر نے مجھے آخری الٹی میٹم دیا ہے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر عصمت آرا واپس اپنے گھر پہنچ جائے اور جس نے اسے اغوا کیا ہے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں عدنان بیگ اسے اغوا کے مقدمے میں گرفتار کر لیا جائے۔ ورنہ میں اپنا استعفیٰ لے کر ان کے سامنے حاضر ہو جاؤں۔ اور تم جانتے ہو کہ وہ میری بجائے انقرہ کا پولیس کمشنر کسے بنانا چاہتے ہیں ——" پولیس کمشنر نے کہا۔

"کسے بنانا چاہتا ہے وہ پولیس کمشنر ——" عدنان بیگ نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"اقبال اخوند کو اور تم جانتے ہو وہ تمہارا پرانا دشمن ہے ——" پولیس کمشنر نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں دارالحکومت کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ اور طاہر بیگ میری بات غور سے سن لو اور اپنے وزیر اعظم کو بتا دو کہ وہ عصمت آرا اب عدنان بیگ کی بیوی بن چکی ہے۔ وہ اب اسے بھول جائے۔ ورنہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آج تک ہم اس کے مخالفوں کی گردنیں کاٹتے رہے ہیں لیکن اس کی گردن ہمارے ہاتھوں سے دور نہیں ہے ——" عدنان بیگ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"جذبات میں مت آؤ عدنان بیگ۔ یہ موقع جذبات میں آنے کا نہیں ہے۔ تم پوری حکومت کی فورس سے ٹکر نہیں لے سکتے۔ اس کا نتیجہ بھیانک تباہی ہی ہو گا۔ جہاں تک وزیر اعظم کی ذات کا تعلق ہے اس نے اپنا محافظ دستہ بدل دیا ہے اور آج کل ملٹری سیکرٹ سروس کے منجھے ہوئے ایجنٹ اس کی حفاظت کے لیے معمور ہیں تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ اور جہاں تک اقبال اخوند کا تعلق ہے وہ اگر میری بجائے پولیس کمشنر بن گیا اور اسے پرائم منسٹر کی شہہ بھی مل گئی تو پھر اس کا نتیجہ بہرحال تمہارے حق میں نہ نکلے گا ——" پولیس کمشنر نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس اگر آپ حکم کریں تو میں اس اقبال اخوند کا کانٹا آج ہی نکال دوں تاکہ کم از کم یہ مسئلہ تو ختم ہو جائے ——" اب تک خاموش بیٹھے ہوئے آقا جمشید نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"آقا جمشید تمہیں حالات کا اندازہ نہیں ہے۔ اقبال اخوند اب تمہیں باہر نہیں مل سکتا۔ وہ ملٹری سیکرٹ سروس کا سربراہ بن چکا ہے ——" پولیس کمشنر نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ لیکن بہر حال کچھ بھی ہو جائے میں عصمت آرا کو اس طرح واپس نہیں کر سکتا۔ یہ میری توہین ہے ——" عدنان بیگ نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی۔ پھر یہی ہو سکتا ہے کہ میں جا کر استعفیٰ دے دوں اور اس کے بعد اقبال اخوند جانے، پرائم منسٹر جانے اور تم جانو۔ میرا جو فرض بنتا تھا وہ میں نے ادا کر دیا ہے ——" پولیس کمشنر طاہر بیگ نے سرد لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو طاہر بیگ۔ اطمینان سے بیٹھو۔ ابھی چوبیس گھنٹے گزرنے میں کافی وقت باقی ہے۔ ہم اس کا کوئی ایسا حل ڈھونڈ لیتے ہیں جس سے معاملات خراب نہ ہوں ——" عدنان بیگ نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور طاہر بیگ کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار نمایاں ہوتے اور وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔

"باس نرم پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم خود ہی حالات سے نپٹ لیں گے ——" آقا جمشید نے غراتے ہوئے کہا۔

"آقا جمشید ہر جگہ غنڈہ گردی اور بدمعاشی نہیں چلتی۔ ہمیں کوئی اور طریقہ ڈھونڈنا ہو گا جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے" عدنان بیگ نے تلخ لہجے میں آقا جمشید کو جھاڑتے ہوئے کہا اور آقا جمشید برا سا منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

"طاہر بیگ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ایک ہفتے کی مہلت حاصل کر لو۔ ایک ہفتے بعد میں عصمت آرا کو واپس کر دوں گا ——" عدنان بیگ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ایک ہفتہ۔ کیا واقعی تم عصمت آرا کو واپس کر دو گے ——" طاہر بیگ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اسے شاید عدنان بیگ کی بات پر یقین نہ آ رہا تھا۔ اور یہی صورت حال آقا جمشید کی بھی تھی۔ وہ بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے باس کو دیکھ رہا تھا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ واقعی ایک ہفتے بعد عصمت آرا کو واپس کر دوں گا ——" عدنان بیگ نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"باس ....." آقا جمشید نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عدنان بیگ نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کر دیا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی وزیر اعظم سے بات کر لیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مان جائے گا ——" طاہر بیگ نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے میز پر پڑے ہوئے فون کو اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ عدنان بیگ بیٹھا اسے فون کرتے دیکھتا رہا۔

"یس پی اے ٹو پرائم منسٹر ——" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں پولیس کمشنر طاہر بیگ بول رہا ہوں۔ صاحب سے بات کراؤ۔ اٹ از ایمرجنسی ——" طاہر بیگ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"بہتر ہولڈ آن کیجئے ——" دوسری طرف سے کہا گیا اور طاہر بیگ خاموش ہو گیا۔

"یس طاہر بیگ کیا بات ہے ــــــ" چند لمحوں بعد ہی وزیر اعظم جمال بے کی سخت آواز سنائی دی۔

"سر میں نے عدنان بیگ کو راضی کر لیا ہے۔ وہ ایک ہفتے کی مہلت مانگ رہا ہے۔ کیونکہ اس نے عصمت آرا کو کسی دوسرے ملک میں چھپایا ہوا ہے۔ اُسے وہاں سے لانے میں ایک ہفتہ لگ جائے گا ــــــ" پولیس کمشنر نے عدنان بیگ کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ اور عدنان بیگ اس کی چالاکی پر مسکرا دیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ ایک ہفتے بعد اُسے واپس کر دے گا ــــــ" وزیر اعظم نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر مجھے پوری طرح یقین ہے وہ ایسا شخص ہے کہ جو کچھ ایک بار کہہ دے وہ حتمی ہوتا ہے ــــــ" طاہر بیگ نے کہا۔

"اُسے تم نے یہ بتا دیا ہے کہ اس پر عصمت آرا کے اغوا کا باقاعدہ مقدمہ چلے گا اور اسے یہ بھی معلوم ہے یا نہیں کہ ہمارے ملک میں اغوا کی سزا موت ہے ــــــ" جمال بے نے تلخ لہجے میں کہا۔

"سر اس سلسلے میں کچھ رعایت کرنی ہوگی۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس مقدمے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ پورے انقرہ میں ایک شخص بھی ایسا نہ ملے گا جو عدنان بیگ کے خلاف گواہی دینے پر تیار ہو جائے اور آپ جانتے ہیں کہ بغیر گواہی کے عدالت سزا دے ہی نہیں سکتی۔ اس لئے اس سلسلے میں اگر کوئی راضی نامہ ہو جائے تو بہتر ہے ــــــ" طاہر بیگ نے کہا۔

"طاہر بیگ کیا تم جانتے ہو کہ تم کس سے بات کر رہے ہو۔ کیا اب حکومت عدنان بیگ اور راؤنڈ ہیڈ گروپ کے ہاتھوں میں چلی گئی ہے۔

میں اگر چاہوں تو ملٹری ایکشن کر کے چار گھنٹوں میں ان کا صفایا کرا دوں" وزیر اعظم نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"سر آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ میں نے تو رعایت کا کہا ہے آخر عدنان بیگ نے حکومت کے لیے بے شمار کام کیے ہیں۔ کیا اس کے صلے میں اس سے رعایت نہیں ہو سکتی سر۔ ویسے آپ مالک ہیں جیسے حکم فرمائیں ــــــ" طاہر بیگ نے بڑی چالاکی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ رعایت کی بات دوسری ہے۔ عصمت آرا کے واپس آنے پر میں اس مسئلے پر غور کروں گا۔ پہلے کوئی وعدہ نہیں کر سکتا ــــــ" وزیر اعظم نے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ جناب۔ بس اتنا ہی کافی ہے سر ــــــ" طاہر بیگ نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تو بھئی۔ کام بن گیا۔ مجھے معلوم ہے۔ عصمت آرا کی واپسی کے بعد معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے گا ــــــ" طاہر بیگ نے عدنان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او کے ایک ہفتہ بعد عصمت آرا واپس اپنے گھر پہنچ جائے گی بے فکر رہو ــــــ" عدنان بیگ نے سرد لہجے میں کہا۔

"او کے۔ اب مجھے اجازت دو۔ میں نے کچھ سرکاری کام نپٹانے ہیں ــــــ" طاہر بیگ نے مطمئن انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔ اور عدنان بیگ کے سر ہلانے پر وہ مسکراتا ہوا تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"باس آخر آپ نے یہ وعدہ کیوں کیا ہے ـــــ" آقا جمشید نے طاہر بیگ کے باہر جانے کے بعد تلخ لہجے میں کہا۔

"سنو جمشید جو کچھ تم سوچ رہے ہو ایسا نہیں ہوگا۔ تم صرف جذبات سے کام لیتے ہو جبکہ ہر مسئلہ جذبات سے حل نہیں ہوتا۔ میں نے ایک ہفتے کی مہلت خاص مقصد کے لئے لی ہے۔ میرا ارادہ کوئی عصمت آرا کو واپس کرنے کا نہیں ہے ـــــ" عدنان نے کہا۔

"اوہ مگر پھر آپ کا پلان کیا ہے ـــــ" آقا جمشید نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ ایک ہفتے کے اندر جمال بے اور اقبال اخوند دونوں کا خاتمہ ہو جائے۔ ان دونوں کے خاتمے کے ساتھ ہی سارا مسئلہ ختم ہو جائے گا اور تم جانتے ہو کہ حزب اختلاف پارٹی کا سیکنڈ لیڈر مجتبے عظیم ہمارا خاص آدمی ہے۔ جمال بے کے بعد اقتدار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور پھر ہم اور بھی زیادہ آزاد ہو جائیں گے ـــــ" عدنان بیگ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ چاہے زمین کی تہہ میں کیوں نہ چھپ جائیں۔ میں ان کا خاتمہ کر کے رہوں گا۔ مجھے تو صرف آپ کی اجازت کی ضرورت تھی" آقا جمشید نے بھیڑیے کی طرح دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"سنو اقبال اخوند اور جمال بے کا خاتمہ اکٹھا ہونا چاہئے۔ میں مجتبے اعظیم کو ہوشیار کر دیتا ہوں تاکہ وہ فوری طور پر اقتدار سنبھال لے ـــــ" عدنان بیگ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ ہو جائے گا ـــــ" آقا جمشید نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران آنکھیں پھاڑے حیرت بھرے انداز میں آپریشن روم کے دروازے ہی کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک لڑکی بیٹھی بلیک زیرو سے باتیں کر رہی تھی۔ اس لڑکی کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی لڑکی اس طرح دانش منزل کے آپریشن روم میں آ کر بیٹھ سکتی ہے۔

"آئیے عمران صاحب آئیے۔ رک کیوں گئے ـــــ" بلیک زیرو نے عمران کو دیکھتے ہی مسکرا کر کہا اور اسی لمحے لڑکی نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کے تنے ہوئے اعصاب یک لخت ڈھیلے پڑ گئے۔ یہ ثریا تھی اس کی بہن۔

"اوہ بھائی جان۔ آپ آ گئے ـــــ" ثریا نے بے اختیارانہ کرسی

سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں کیسے آئیں۔ خیریت ہے" ———— عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"بھائی جان امی بیمار ہیں۔ میں نے آپ کے فلیٹ پر فون کیا تھا۔ وہاں سلیمان نے بتایا کہ آپ دو تین روز سے غائب ہیں۔ مجھے یہاں کے نمبر معلوم نہیں تھے۔ جوزف کے نمبر البتہ معلوم تھے۔ جوزف سے میں نے پوچھا تو اس نے بھی لاعلمی ظاہر کی۔ البتہ اس نے اتنا بتایا کہ دانش منزل سے پتہ لگ سکتا ہے۔ چنانچہ میں ٹیکسی پر بیٹھ کر خود یہاں آگئی۔ تاکہ آپ کو ساتھ لے جاؤں۔ طاہر صاحب نے بتایا ہے کہ انھوں نے آپ کو فون کیا ہے۔ آپ ابھی پہنچ جائیں گے" ———— ثریا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ پہلی بار دانش منزل آئی تھی۔

"تمہیں دانش منزل کا جوزف نے بتایا ہوگا۔ اس سے فون پر نمبر پوچھ لینے تھے۔ فون کر لیتیں۔ کیا ہوا امی کو" ———— عمران نے کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ان کو دل کا دورہ پڑا تھا۔ ان کی حالت تو سنبھل گئی ہے۔ ڈاکٹر واسطی نے کہا ہے کہ اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔ لیکن حالت سنبھلتے ہی انھوں نے آپ کو بلانے کی رٹ لگا رکھی ہے۔ اس لئے مجھے خود آنا پڑا" ———— ثریا نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ثریا بہن نے جب کال بیل بجائی تو میں انہیں دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ بہرحال میں نے انہیں اندر بلا لیا۔ آپ کو فون میں پہلے ہی کر چکا تھا اس لئے میں نے انہیں بتایا ہے کہ ابھی پہنچنے والے ہیں" ———— طاہر نے مسکراتے ہوئے اپنی صفائی پیش کی۔

"وہ بندرگاہ والا کام تم نے اس کے ذمہ لگایا تھا" ———— عمران نے جان بوجھ کر گول مول بات کی وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ کہیں بلیک زیرو نے ثریا کے سامنے تو ایکسٹو کے لہجے میں بات نہیں کی۔ کیونکہ ثریا کو اس سارے چکر کا علم نہ تھا۔ اُسے تو بس اتنا معلوم تھا کہ عمران سیکرٹ سروس کے لئے بطور فری لانسر کام کرتا رہتا ہے۔ طاہر اور دانش منزل کے متعلق وہ صرف اتنا جانتی تھی کہ طاہر وزارت خارجہ میں کام کرتا ہے اور دانش منزل میں وزارت خارجہ کا ریکارڈ روم اور طاہر کا دفتر ہے۔

"سر سلطان کا فون آیا تھا۔ انھوں نے کہا تھا کہ عمران کو ڈھونڈو اور اس سے میری بات کراؤ" ———— طاہر نے جواب دیا۔

"اوہ انکل سلطان کو میں نے ہی فون کیا تھا کہ شاید انھیں آپ کا پتہ ہو۔ انھوں نے کہا تھا کہ وہ آپ کو ڈھونڈھ کر پیغام دے دیں گے" ———— ثریا نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں۔ ویسے یہ سرکاری دفتر ہے۔ یہاں تمہارا آنا ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے پیغام بہرحال مل ہی جاتا" ———— عمران نے خشک لہجے میں ثریا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ چاہتا تھا کہ آئندہ ثریا کبھی اس طرف کا دوبارہ رُخ نہ کرے۔

"وہ امی نے واویلا کر رکھا تھا بھائی جان۔ ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی یہاں آنے کی" ———— ثریا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا آؤ اب چلیں۔ سر سلطان کا فون آئے تو انہیں بتا دینا کہ میں ثریا

کے ساتھ گھر گیا ہوں ـــــ" عمران نے کہا۔ اور پھر ثریا کو ہمراہ لئے وہ آپریشن روم سے باہر آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار اپنی کوٹھی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"بہت بڑی عمارت ہے یہ دانش منزل ـــــ" ثریا نے کہا۔

"ہاں وزارت خارجہ کا خفیہ ریکارڈ روم ہے۔ طاہر یہاں کا انچارج ہے!" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ایکسٹو کا دفتر کہاں ہے بھائی جان۔ ابا جان اکثر کہتے رہتے ہیں کہ آپ ایکسٹو کے لئے کام کرتے ہیں ـــــ" ثریا نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"اس کا آج تک کسی کو پتہ ہی نہیں چل سکا بس آواز کی حد تک سر سلطان کے ساتھ اس کا رابطہ ہے۔ سر سلطان بھی نہیں جانتے کہ وہ کون ہے ـــــ" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ثریا سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد عمران کوٹھی پہنچ گیا۔ عمران کی والدہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اور عمران بھی کافی دیر ماں کے پاس بیٹھا انہیں اپنی باتوں سے ہنساتا رہا اور پھر چائے پینے کے بعد ماں سے اجازت لے کر اٹھا تو اس نے ثریا سے پوچھا۔

"ثریا ڈیڈی نظر نہیں آئے ـــــ" عمران نے کہا۔

"ان کے کوئی دوست انقرہ سے آئے ہیں وہ ان کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہیں ـــــ" ثریا نے جواب دیا۔

"انقرہ سے ـــــ" عمران نے چونکتے ہوئے کہا کیونکہ اس سے پہلے اس نے انقرہ میں سر رحمان کے کسی دوست کا تذکرہ

نہ سنا تھا چنانچہ وہ باہر جانے کی بجائے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ٹھٹھک گیا۔ اندر سے باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"کون ہے ـــــ" اچانک سر رحمان کی کرخت آواز سنائی دی۔ وہ شاید عمران کی آہٹ سن چکے تھے۔ اب عمران کے لیے اندر جانا ضروری ہو گیا تھا۔ وہ دروازے میں نمودار ہوا۔

"السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ قبلہ و کعبہ مکہ و مدینہ۔ بیت المقدس اوہ..... سوری اور کوئی مقدس مقامات ہی یاد نہیں آ رہے۔ اس لئے مجبوری ہے۔ ابا جان ـــــ" عمران کی زبان اندر داخل ہوتے ہی چل پڑی اور عمران نے دیکھا کہ سر رحمان کے سامنے صوفے پر بیٹھا ہوا ایک ادھیڑ عمر ترک بڑی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم یہاں کیسے آئے۔ دفع ہو جاؤ ـــــ" سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کون ہے یہ رحمان صاحب ـــــ" اس بار ادھیڑ عمر ترک نے سر رحمان سے پوچھ لیا۔

"جناب میں قبلہ و کعبہ کا فرزند ارجمند، سکہ بند، مہر بند -----"

عمران کی گردان ایک بار پھر چل پڑی۔

"یہ میرا بیٹا عمران ہے۔ احمق، نالائق ـــــ" سر رحمان نے خود ہی تعارف کرا دیا۔ انداز ایسا تھا جیسے اسے بیٹا کہہ کر وہ خود شرمندہ ہو رہے ہوں۔

"عمران۔ علی عمران تو نہیں ـــــ" ادھیڑ عمر ترک نے چونکتے ہوئے

کہا۔ اس کے چہرے پر یک لخت جوش نمایاں ہو گیا تھا۔

"جی ہاں جناب۔ بندے کو ہی علی عمران خلف الرشید سر رحمان باورچی سلیمان، انکل سلطان اور سب مہربان سوائے سر رحمان کہتے ہیں ——" عمران نے تقریباً رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا اور وہ ادھیڑ عمر ترک یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ اوہ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ میں دنیا کی عظیم ترین شخصیت سے مل رہا ہوں۔ اوہ، اوہ میری خوش نصیبی۔ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ اوہ ——" ادھیڑ عمر ترک نے بے اختیار ہاتھ ملتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے جبراً عمران کا ہاتھ پکڑا اور پھر اُسے بے اختیار چومنا شروع کر دیا اور ادھیڑ عمر ترک کے اس انداز پر سر رحمان تو آنکھیں پھاڑے بیٹھے دیکھتے ہی رہے۔ البتہ عمران خود بھی حیران رہ گیا۔

"اجی قبلہ میری کھال نمکین ہے۔ قبلہ بلکہ کڑوی ہے ——" عمران نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور ادھیڑ عمر ترک اس کا ہاتھ چھوڑ کر بے اختیار اس کے گلے سے لپٹ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے عمران سے گلے ملنا دنیا کی سب سے بڑی سعادت ہو۔

"ارے قبلہ میرا گلہ تو بالکل ہی کڑوا ہے ——" عمران نے منہ بنا دینے والے لہجے میں کہا اور پھر ادھیڑ عمر ترک بچوں کی طرح قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"آئیے آئیے تشریف رکھیے۔ اللہ رے میری خوش نصیبی رحمان صاحب۔ آپ نے بتایا ہی نہیں کہ آپ اس قدر عظیم شخصیت کے

والد ہیں۔ اوہ کتنے خوش نصیب ہیں آپ۔ علی عمران کے والد۔ کمال ہے خوش نصیبی کی انتہا ہے۔ معراج ہے ——" ادھیڑ عمر ترک اس بُری طرح ریشہ خطمی ہوا جا رہا تھا کہ عمران کو سچ مچ شرم آنے لگ گئی تھی اور سر رحمان اُسے آنکھیں پھاڑے دیکھتے رہ گئے۔ اور ادھیڑ عمر ترک نے بازو سے پکڑ کر عمران کو اپنے ساتھ والے صوفے پر بیٹھا لیا۔

"یہ عظیم شخصیت۔ آپ مجھ پر طنز کر رہے ہیں مصطفےٰ بے۔ یہ تو پہلے درجے کا نالائق۔ احمق اور مسخرہ ہے ——" سر رحمان نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"ابا جان درست فرما رہے ہیں قبلہ آخر میں انہی کا بیٹا ہی ہوں۔" عمران نے کہا اور ادھیڑ عمر ترک مصطفےٰ بے کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اوہ اچھا اچھا۔ باپ بیٹے میں ابھی بے تکلفی ہے۔ بہت خوب واقعی ایسا ہونا چاہیے ——" مصطفےٰ بے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رحمان صاحب تو شاید ہی میرا تعارف کرائیں۔ میں اپنا تعارف خود کرا دیتا ہوں۔ میرا نام مصطفےٰ بے ہے اور میں ترکی سیکرٹ سروس "باسم" کا چیف ہوں۔ ایک ذاتی دورے پر یہاں آیا تو میں نے سوچا کہ سر رحمان سے ملتا جاؤں۔ ہم دونوں کلاس فیلو رہے ہیں ——" مصطفےٰ بے نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اور عمران حیرت سے مصطفےٰ بے کو دیکھنے لگا جو ایک بہت بڑے ملک کی سیکرٹ سروس کا چیف تھا۔

"لیکن آپ اس نالائق کو کیسے جانتے ہیں ——" سر رحمان نے پوچھا۔

"کسے ۔ عمران کو ——— ارے رحمان صاحب انھیں کون نہیں جانتا۔ سیکرٹ سروس سے تعلق رکھنے والا کون سا شخص ہوگا جو عمران کو نہ جانتا ہو۔ دنیا بھر کی سیکرٹ سروسز کے ارکان کا عمران ہیرو ہے۔ قابلِ پرستش ہیرو۔ ہمارے ہاں تو عمران کے کارناموں کا ہر شخص مداح ہے۔ ان کے انداز۔ ان کے کام کرنے کے طریقے تو ہمارے ہاں جاسوسی کے کورسس میں پڑھائے جاتے ہیں اور اسے عمران سٹائل کہا جاتا ہے۔ کمال ہے آپ ان کے والد ہو کر پوچھ رہے ہیں کہ انھیں میں کیسے جانتا ہوں ———" مصطفےٰ بے نے اس انداز میں کہا جیسے سر رحمان کی لاعلمی پہ اُسے دلی افسوس ہو رہا ہو۔

"وہ کوئی اور عمران ہوگا۔ یہ تو پرلے درجے کا نالائق ہے۔ اسے تو بس یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف نے سر چڑھا رکھا ہے ———" سر رحمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن ان کے انداز سے یہی ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ مصطفےٰ بے کی زبان سے عمران کی اس انداز کی تعریف سن کر دل ہی دل میں خوش ہو رہے ہوں لیکن بظاہر اس کا اظہار نہ کرنا چاہتے ہوں۔

"ارے نہیں۔ ان کی گفتگو کے یہی انداز تو مشہور ہیں۔ میں بھی ان کے مخصوص انداز سے انھیں پہچانتا ہوں ———" مصطفےٰ بے نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"قبلہ مصطفےٰ الف تو آپ کے والد ہوں گے لیکن آپ کے دادا کیا کہلاتے ہوں گے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی ———" عمران جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک بول پڑا۔

"مصطفےٰ الف میرے والد ———" مصطفےٰ بے نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اچھا اچھا میں سمجھ گیا۔ بے کی وجہ سے میرے والد کو الف کہہ رہے ہیں اور دادا تو ظاہر ہے خالی ہی ہوگا۔ بہت خوب۔ گڈ جوک ———" مصطفےٰ بے نے بُری طرح ہنستے ہوئے کہا اور سر رحمان جیسے خشک آدمی بھی بات سمجھ میں آنے پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"دیکھو عمران اگر تم تمیز سے بیٹھ سکتے ہو تو بیٹھو ورنہ دفع ہو جاؤ۔ میں بدتمیزی برداشت نہیں کر سکتا ———" سر رحمان نے لہجہ کو خشک بناتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں رحمان صاحب۔ خدا کی قسم عمران سے مل کر میرا سیروں خون بڑھ گیا ہے اور ہاں سر رحمان، عمران ہماری مدد کر سکتا ہے راونڈ ہیڈ کے سلسلے میں کیا خیال ہے ———" مصطفےٰ بے نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ اس کا کام نہیں ہے چھوڑو ———" سر رحمان نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر اچھے پیسے ملیں اور ساتھ ہی ایک ولایتی استرا بھی ہو تو بے صاحب آپ جس کو فرمائیں راونڈ ہیڈ بنا دوں گا ———" عمران نے کہا۔

"اوہ یہ بات نہیں کسی کو گنجا نہیں کرنا۔ بلکہ راونڈ ہیڈ ایک گروپ ہے۔ بدمعاشوں کا۔ انھوں نے انقرہ میں اودھم مچا رکھا ہے کسی شریف آدمی کی عزت محفوظ نہیں ہے۔ وہ انتہائی خوفناک قسم کے لڑاکے ہیں۔ ہر قسم کے جرائم میں ملوث۔ ہر قسم کے جرائم کے عادی۔ پہلے ہمارے

سابقہ وزیر اعظم جمال بے کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ ان کی سرپرستی کرتے ہیں۔ پھر وزیر اعظم جمال بے کی بھتیجی عصمت آرا کو راونڈ ہیڈ نے اغوا کر لیا۔ انقرہ کا پولیس کمشنر طاہر بیگ راونڈ ہیڈ کا خاص آدمی ہے۔ وزیر اعظم نے ان کی مدد سے راونڈ ہیڈ پر عصمت آرا کی واپسی کے لئے دباؤ ڈالا۔ تو راونڈ ہیڈ نے ایک ہفتے کی مہلت طلب کی۔ لیکن ایک ہفتہ گذرنے سے پہلے اچانک جمال بے پر ایک فنکشن کے دوران بم پھینکا گیا اور وہ ہلاک ہو گئے۔ اور اسی فنکشن میں راونڈ ہیڈ کا بدترین مخالف ملٹری سیکرٹ سروس کے چیف اقبال اتو تد کو بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

ان دونوں وارداتوں میں راونڈ ہیڈ کھلے عام ملوث تھے لیکن جمال بے کے مرتے ہی وزیر اعظم کا عہدہ مجتبے اعظیم نے سنبھال لیا اور مجتبے اعظیم جمال بے سے بھی بڑھ کر راونڈ ہیڈ کی سرپرستی کر رہا ہے اس لیے اب ان کی دیدہ دلیری اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ خدا کی پناہ۔ وہ انقرہ کے لیے دہشت بنے ہوئے ہیں ـــــ" مصطفےٰ بے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تو آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں۔ آپ ان کے خلاف کام کیوں نہیں کرتے ـــــ" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"یہ سوال مجھ سے رحمان صاحب نے بھی کیا تھا۔ دراصل ہمارے ہاتھ وزیر اعظم نے باندھ رکھے ہیں۔ ان کی سخت ترین ہدایات ہیں کہ ہم رسمی طور پر کسی مسئلے میں ملوث نہ ہوں۔ اس لئے ہیں مجبور ہوں ـــــ" مصطفےٰ بے نے بڑی بے بسی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اوہ یہ تو بہت زیادتی ہے۔ شریف شہریوں کی جان و مال اور عزت

کا تحفظ بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا غیر ملکی مجرموں سے نمٹنے کا۔ ارے ہاں مجھے یاد آیا۔ بے صاحب۔ آپ کا مسئلہ یقیناً حل ہو جائے گا۔ ویری گڈ۔ لیکن ایک بات ہے۔ رقم کون ادا کرے گا ـــــ" عمران نے فقرے کا آخری حصہ ادا کرتے ہوئے مایوسی سے منہ لٹکا لیا۔

"رقم کیسی رقم ـــــ" مصطفےٰ بے نے کہا۔

"ایک گروپ میرا واقف ہے۔ جولیا فائٹنگ گروپ۔ اگر وہ انقرہ پہنچ جائے تو راونڈ ہیڈ کا چراغ گل ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ فری فائٹنگ لانسز گروپ ہے۔ وہ تو رقم مانگے گا ـــــ" عمران نے کہا۔

"دیکھو عمران۔ میں بہت دیر سے تمہیں برداشت کر رہا ہوں۔ اب تم میرے دوستوں کو بھی بلیک میل کرنے سے باز نہیں آتے۔ دفع ہو جاؤ۔ نکل جاؤ۔ میں جانتا ہوں تمہاری اس بکواس کو ـــــ" سر رحمان نے جو اب تک خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ رقم کی بات سنتے ہی بھڑک اٹھے۔ ان کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا۔

"ہوٹل شالیمار شام چار بجے ضرور ملیں ـــــ" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی بڑبڑاہٹ ایسی تھی کہ سر رحمان تو نہ سمجھ سکے البتہ مصطفےٰ بے قریب ہونے کی وجہ سے سمجھ گیا اور اس کے سر ہلانے پر عمران تیزی سے اٹھا اور پھر خدا حافظ کہتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی گاڑی دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اب جولیا فائٹ گینگ کا ٹھوس مقصد سامنے آ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا۔

"ہیلو بلیک زیرو وہ زخم کے نشان والا آدمی مل گیا جولیا اور صفدر

کو ———" عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی سامنے بیٹھے بلیک زیرو سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

"ارے عمران صاحب۔ وہ تو میں نے آپ کو بلانے کے لئے ایسے ہی فرضی حلیہ جولیا اور صفدر کو بتایا تھا۔ لیکن آپ حیران ہوں گے کہ جولیا اور صفدر نے واقعی اس حلیے کے آدمی کو ڈھونڈھ نکالا ہے ———" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ڈھونڈھ نکالا ہے واقعی۔ واہ یہ خوب رہی پھر ———" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں دلچسپی کی چمک ابھر آئی۔

"پھر کیا وہ شخص ہوٹل الاسکا میں ٹھہرا ہے۔ صفدر اور جولیا اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ چلو اچھا ہے۔ لگے رہیں کام سے۔ خود ہی تو گلہ کرتے ہیں کہ کام نہیں ہے ———" بلیک زیرو نے کہا۔

"مگر وہ ایم۔ وی۔ تھری جہاز بھی واقعی بندرگاہ پر لگ گیا تھا یا وہ بھی بلف تھا ———" عمران نے کہا۔

"ارے نہیں۔ وہ تو درست تھا۔ اخبار میں مسافر بحری جہازوں کی آمد کے اوقات درج تھے۔ اخبار میرے سامنے پڑا تھا۔ میں نے بس اسی وقت بندرگاہ پر لگنے والے جہاز کا نام لے دیا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم کہ اس حلیے کا آدمی بھی اس میں سے برآمد ہو جائے گا ———" بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ شخص کون ہے۔ ویسے جو حلیہ تم نے بتایا ہے۔ وہ تو واقعی کسی مجرم کا ہی ہو سکتا ہے ———" عمران نے کہا۔

"صفدر نے مجھے ابھی فون کیا تھا۔ اس شخص نے ہوٹل میں اپنا نام

نکل ولیم لکھوایا ہے۔ وہ یونان کا شہری ہے اور پیشہ تجارت ہے ———" بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ جولیا فائٹنگ گروپ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ———" عمران نے کہا۔

"جولیا فائٹنگ گروپ۔ یہ کیا بات ہوئی۔ کیسا گروپ۔ کیا جولیا نے یہ گروپ بنایا ہے ———" بلیک زیرو نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے پوچھا۔ اور عمران نے جولیا کے فلیٹ میں ہونے والی تمام گفتگو سنا دی

"آئیڈیا تو اچھا ہے۔ ذرا ہاتھ پیر ملتے رہیں گے۔ لیکن مقصد کیا ہوگا۔ کیا غنڈہ گردی کریگا یہ گروپ ———؟" بلیک زیرو نے کہا۔

"مقصد بھی مل گیا ہے" اور عمران نے مصطفیٰ ابے سے ملاقات اور راؤنڈ ہیڈ گروپ کی تفصیل بتا دی۔ "اگر جولیا فائٹ گروپ اور راؤنڈ ہیڈ گروپ کا مقابلہ کرا دیا جائے تو کیسا رہے گا۔ اس بہانے ترکی کی سیر بھی ہو جائے گی ———" عمران نے کہا۔

"اوہ مگر یہ سرکاری کام تو نہیں ہو سکتا۔ یہ تو نجی مسئلہ ہے گا اور آپ جانتے ہیں کہ اس کے اخراجات پر خاصی رقم آ جائے گی اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس دوران یہاں کوئی کام آ جائے پھر۔۔۔" بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اخراجات کا بھی بندوبست ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے مصطفیٰ ابے اتنی رقم پر مان جائے گا جس سے گینگ کے اخراجات آسانی سے پورے ہو جائیں۔ اور باقی رہا کام کا تعلق تو پوری سیکرٹ سروس تو ظاہر ہے وہاں جانے سے رہی۔ چند ممبروں کو بھیج دیں گے ———" عمران

نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ فیصلہ کر چکے ہیں۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ ننسکی ہمارا دوست ملک ہے۔ اس کے شہری اگر اس عذاب سے بچ جائیں تو یہ اچھا ہی ہے"—— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اس کے ساتھ ساتھ بس ذرا شغل ہی رہے گا۔ کچھ ہاتھ پیر بھی کھل جائیں گے"—— عمران نے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے عمران صاحب۔ آپ بتا رہے ہیں کہ انہیں پولیس کی سرپرستی حاصل ہے۔ تب تو فائٹ گینگ کے لئے خاصی مشکل بن جائے گی"—— بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں بندوبست کر لوں گا سب۔ تم گھبراؤ نہیں۔ تمہاری جولیا کو کچھ نہیں ہوگا"—— عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار جھینپ گیا۔

"آپ خواہ مخواہ جولیا کو مجھ پر تھوپ دیتے ہیں"—— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بھئی لاڈلی جو ہوئی۔ اس نے استعفیٰ کی دھمکی دی تو فوراً صفدر کو بھیج دیا تھا تاکہ وہ اسے منا لے۔ میں نے کہا ہوتا استعفیٰ کا، تو صفدر کی بجائے گولی مجھے منانے آتی"—— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"ویسے تم نے غلطی کی۔ صفدر کی بجائے تنویر کو بھیجا ہوتا پھر کچھ اور تماشہ ہوتا"—— عمران نے کہا

"صفدر کا فلیٹ نزدیک تھا۔ اس لئے میں نے اسے فون کر دیا۔

مجھے جولیا کی حالت سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ خودکشی کر لے گی۔ اب مجھے کیا معلوم کہ آپ وہاں پہلے سے موجود تھے"—— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"—— عمران نے کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں سر۔ نکل ولیم نے یہاں گرم مصالحہ بیچنے والی ایک فرم لنڈن جانسن اینڈ کمپنی کے ڈائریکٹر سے بات کی ہے۔ وہ گرم مصالحے کا کوئی بڑا معاہدہ ان سے کرنا چاہتا ہے۔ شام کو ہوٹل میں ملاقات طے ہوئی ہے۔ ویسے اب تک نہ ہی نکل ولیم سے کوئی ملنے آیا ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو فون کیا ہے، سوائے اس کمپنی کے ڈائریکٹر کے"—— صفدر نے بڑی سنجیدگی سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا کہاں ہے"—— عمران نے پوچھا۔

"وہ سرکمسے کی نگرانی میں مصروف ہے۔ میں ایکس چینج میں بیٹھا فون چیک کر رہا ہوں۔ وہاں میرا ایک دوست ہے۔ اس کی معرفت"—— صفدر نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ تم جولیا کو لے کر اپنے فلیٹوں پر چلے جاؤ۔ نکل ولیم کے متعلق تحقیقات مکمل ہو چکی ہے۔ فارن آفس نے رپورٹ دے دی ہے کہ وہ ہمارے مطلب کا آدمی نہیں ہے۔ وہ بس ایک اتفاق کی وجہ سے مشکوک ہو گیا تھا"—— عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ سر میرا بھی یہی آئیڈیا تھا کہ وہ ایک بے ضرر سا

کاروباری آدمی ہے ——" صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے عمران نے رپورٹ دی ہے کہ جولیا کوئی فائٹ گینگ بنانا چاہتی ہے ——" عمران نے سامنے بیٹھے بلیک زیرو کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ حسب معمول سرد ہی تھا۔

"اوہ سر —— یہ بات جولیا نے نہیں کی سر۔ عمران کا اپنا ہی آئیڈیا تھا۔ جسے میں نے فوری طور پر مسترد کر دیا تھا۔ ظاہر ہے سر، ہم اس قسم کی غنڈہ گردی تو نہیں کر سکتے ——" صفدر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"یہاں تو واقعی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ایک کام ایسا آگیا ہے اس کی ضرورت پڑے گی۔ میں تو خود اس بارے میں جولیا کو فون کرنا چاہتا تھا ——" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ سر —— کیسا کام ——" صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہمارے برادر ملک ترکی نے ہم سے درخواست کی ہے کہ ایک مسئلے میں ہم ان کی مدد کریں لیکن چونکہ یہ کام ہماری لائن کا نہیں۔ اس لئے میں نے انکار کر دیا۔ لیکن وہ مسئلہ ایسا گھمبیر ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے انکار کے باوجود ہم یہاں سے ایک گروپ کی صورت میں کچھ ممبران کو ترکی بھیجنے کا سوچ رہے ہیں۔ پاکیشیا کے لئے یہ دورہ سرکاری ہوگا لیکن حکومت ترکی اس سے لاعلم رہے گی اور ان کا کام بھی ہو جائے گا۔ بعد میں انھیں آگاہ کیا جا سکتا ہے ——" عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر جیسے آپ حکم فرمائیں سر ——" صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید اس بات پر خوش ہو رہا تھا کہ ایکسٹو اس سے تفصیلی بات چیت کر رہا ہے۔

"اوکے ——" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر گھڑی دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں مصطفیٰ ایبے سے مل آؤں اور اس کے بعد تفصیلات طے کر لیں گے ——" عمران نے کہا اور بلیک زیرو کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

جشیکا بار کی رونقیں اپنے پورے عروج پر تھیں۔ عورتوں اور مردوں کے ملے جلے قہقہوں سے بار کا وسیع و عریض ہال گونج رہا تھا۔ کاؤنٹر پر اس وقت ایک راؤنڈ ہیڈ جمال آذر بڑے اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں ہال پر جمی ہوئی تھیں۔ کہ اچانک کاؤنٹر پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور جمال آذر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس آر ایچ جمال بول رہا ہوں جشیکا بار سے ——" جمال آذر نے بڑے اکڑے ہوئے انداز میں کہا۔

"جمشید بول رہا ہوں ——" دوسری طرف سے آقا جمشید کی کرخت آواز سنائی دی۔ اور جمال آذر کا اکڑا ہوا جسم یوں سکڑتا چلا گیا جیسے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے۔

"یس باس حکم فرمائیں ——" جمال آذر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میرے دفتر میں آؤ فوراً ——" دوسری طرف سے کرخت آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جمال آذر نے بڑی پھرتی سے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اچھل کر وہ کاؤنٹر سے باہر آیا اور دوسرے لمحے وہ تقریباً بھاگتا ہوا تہہ خانے کی طرف جانے والی سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اگر اسے چند لمحوں کی بھی دیر ہو گئی تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ سیڑھیاں اتر کر وہ تہہ خانے کے ہال میں پہنچا اور پھر آقا جمشید کے دفتر کا دروازہ کھول کر وہ شیشے کی ٹاپ والی میز کے سامنے جا کر رک گیا۔

"حکم سر ——" جمال آذر نے کہا۔

"سنو جمال۔ گروپ نمبر تین کو لے کر فوراً سینا نمبر بارہ میں موجود بلیو سکائی بار میں جاؤ اور اس بار کی اینٹ سے اینٹ بجا دو۔ اس کے نئے مالک نے ہماری اجازت کے بغیر یہ بار خرید لیا ہے۔ اور اسے اس کی مکمل سزا ملنی چاہیئے اور سنو اس کے مالک کو زندہ پکڑ کر میرے سامنے لے آنا تاکہ اسے میں اپنے ہاتھ سے سزا دے سکوں ——" آقا جمشید نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اس کا مالک کون ہے باس ——" جمال آذر نے پوچھا۔

"کوئی لیڈی ناشورہ ہے اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اس نے چند غنڈے بھی وہاں پال رکھے ہیں ——" آقا جمشید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر حکم کی تعمیل ہو گی سر ——" جمال آذر نے جواب دیا۔ اور تیزی سے واپس پلٹ کر وہ ہال سے گزرتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر باہر آیا اور چند لمحوں بعد اس کی سرخ رنگ کی سپورٹس کار تیزی سے

گروپ نمبر تین کے ہیڈ کوارٹر کی طرف اڑی چلی جارہی تھی۔ وہ راستے میں آنے والے ٹریفک سگنلوں کی پرواہ کئے بغیر آگے بڑھا چلا جارہا تھا۔ اور پولیس کو سیٹی بجانے کی بھی ہمت نہ تھی کیونکہ کار پر سکارپین کا مخصوص نشان موجود تھا۔ چند لمحوں بعد کار ایک کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہو کر رک گئی۔ اور وہ دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ برآمدے میں تین راؤنڈ ہیڈ موجود تھے۔ وہ جمال آذر کو دیکھتے ہی اٹینشن ہو گئے کیونکہ جمال آذر ہی گروپ نمبر تین کا انچارج تھا۔ اس گروپ میں دس راؤنڈ ہیڈز تھے۔ اسی طرح بے شمار گروپ بنائے گئے تھے۔ جن کے ہیڈ کوارٹرز علیحدہ علیحدہ جگہوں پر تھے اور وہ ہر وقت احکامات کی تعمیل کے لئے مستعد رہتے تھے۔

"گروپ کال کرو۔ ہم نے چھاپہ مارنا ہے ——" جمال آذر نے برآمدے میں موجود اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور خود وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ ایک کمرے میں داخل ہوا اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک مشین گن اٹھائی اور چند دستی بم اٹھا کر جیب میں ڈالے اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جب وہ باہر لان میں پہنچا تو وہاں دس مسلح راؤنڈ ہیڈز پہنچ چکے تھے۔ ان سب کی بغلوں میں مشین گنیں موجود تھیں اور [illegible] ہوئی تھیلیوں میں دستی بم صاف نظر آرہے تھے۔

"سنو! آقا جمشید کا حکم ہے کہ سینما نمبر بارہ میں موجود بلیو سکائی بار کو تباہ کرنا ہے۔ وہاں سے کوئی آدمی بچ کر نہ نکلے۔ اینٹ سے اینٹ بجا دینی ہے ——" جمال آذر نے لان میں آتے ہی اپنے ساتھیوں

سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور جمال آذر تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا اور اس کے ساتھی پورچ میں کھڑی دو بڑی کاروں کی طرف مڑ گئے۔ چند لمحوں بعد تینوں کاریں آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں سینما نمبر بارہ کی طرف بڑھنے لگیں۔ سینما نمبر بارہ شہر کی مشرقی سمت میں آقا رضا کے بازار کی سائیڈ میں تھی اور وہاں نامی بڑی دکانیں موجود تھیں۔ ان دکانوں کے درمیان میں بلیو سکائی بار تھا۔ تینوں کاریں تیزی سے دوڑتی ہوئیں بلیو سکائی بار کے سامنے جا کر رک گئیں۔ ان کے ٹائروں سے نکلنے والی چیخوں نے بازار میں موجود ہر شخص کو ان کی طرف متوجہ کیا اور پھر کاروں پر موجود سکارپین کے نشانات دیکھتے ہی سب لوگ اپنی اپنی جگہوں پر خوف سے سمٹ گئے۔ دوسرے لمحے جمال آذر اور اس کے ساتھی کاروں سے نکلے اور تیزی سے بار کی طرف بڑھے۔ سب سے آگے جمال آذر تھا۔ وہ یوں اکڑ کر چل رہا تھا جیسے کوئی شہنشاہ اپنی ریاست میں داخل ہو رہا ہو۔ ہال میں موجود افراد راؤنڈ ہیڈز کو دیکھتے ہی سہم گئے۔ دو راؤنڈ ہیڈز بار کے مرکزی دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ جبکہ باقی تیزی سے ادھر ادھر پھیلتے چلے گئے۔ ان سب نے اسٹین گنیں ہاتھوں میں لے رکھی تھیں۔ ہال میں اس وقت عورتوں اور مردوں کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہوگی۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی۔ یہ راؤنڈ ہیڈز کا حکم ہے ——" جمال آذر نے اندر داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا۔

"کاونٹر پر بیٹھی ہوئی ایک ادھیڑ عمر عورت انہیں دیکھتے ہی اچھل کر

کھڑی ہوگئی۔ یہ بار کی نئی مالکہ لیڈی ناشورہ تھی۔

"تمہارا نام لیڈی ناشورہ ہے ـــــــ" جمال آذر نے اس کے قریب پہنچتے ہی بڑے دھماکہ خیز لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــــ میرا نام ناشورہ ہے۔ لیکن یہاں تمہاری موجودگی کا مقصد" لیڈی ناشورہ کا لہجہ کرخت تھا اور دوسرے لمحے جمال آذر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ہال لیڈی ناشورہ کے گال پر پڑنے والے تھپیڑ کی زوردار آواز سے گونج اٹھا۔ لیڈی ناشورہ تھپیڑ کھا کر چیختی ہوئی نیچے سجے ہوئے شراب کی بوتلوں کے ریک سے ٹکرائی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی جمال آذر نے جھپٹ کر اس کو گردن سے پکڑا اور اچھال کر کاؤنٹر سے باہر فرش پر دے مارا۔ لیڈی ناشورہ کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی اچانک ایک طرف سے فائر کا دھماکہ ہوا اور گولی جمال آذر کے بازو پر پڑی اور جمال آذر چیخ مار کر گھوم گیا اور پھر تو جیسے بار ہال گولیوں اور چیخوں سے گونج اٹھا۔ ہال میں موجود ہر راؤنڈ ہیڈ نے بے تحاشا سٹین گن کی فائرنگ شروع کر دی اور ہال میں موجود افراد چیخ چیخ کر مکھیوں کی طرح ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ راؤنڈ ہیڈ فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف سمٹتے چلے گئے اور جمال آذر ـ زخمی بازو ہونے کے باوجود لیڈی ناشورہ کو گردن سے پکڑے گھسیٹتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچا باقی راؤنڈ ہیڈز بھی بے تحاشا فائرنگ کرتے ہوئے باہر آ گئے اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے جیبوں سے دستی بم نکال نکال کر اندر اور دوسری منزل کی کھڑکیوں کی

طرف پھینکنے شروع کر دیئے۔ اور خوفناک اور لرزا دینے والے دھماکوں سے بلیو سکائی بار کی عمارت کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ اندر سے کسی بھی فرد کو زندہ باہر نہ آنے دیا گیا۔ اردگرد کے دکاندار اپنی دکانیں چھوڑ کر فرار ہو چکے تھے اور بازار سنسان پڑا ہوا تھا۔ ایک شخص بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ صرف راؤنڈ ہیڈز کی کاریں اور فائرنگ کرتے اور بم پھینکتے راؤنڈ ہیڈز ہی نظر آتے تھے۔

جمال آذر نے لیڈی ناشورہ کو زور سے ایک کار میں اچھالا اور پھر واپسی کا حکم دے دیا۔ جس کار میں لیڈی ناشورہ کو پھینکا گیا تھا وہ نمبر تھری گروپ کی کار تھی، اس لیے وہ سب لیڈی ناشورہ کو کار میں قابو کر کے بیٹھ گئے۔ لیڈی ناشورہ سہمی ہوئی چڑیا کی طرح کار کی سیٹوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی۔ خوف کی شدت سے اس کا رنگ زرد پڑ چکا تھا اور اس کا جسم پوری طرح کانپ رہا تھا اور پھر تینوں کاریں تیزی سے سٹارٹ ہوئیں اور ـــــــ واپس مڑ کر جشیکا بار کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ کسی ایک آدمی نے بھی اُن کا راستہ نہ روکا اور دور تک پولیس کا کوئی آدمی نظر نہ آیا۔

تھوڑی دیر بعد کاریں جشیکا بار کے سامنے جا کر رکیں اور پھر جمال آذر لیڈی ناشورہ کا بازو پکڑے اسے بڑی بے دردی سے کھینچتا ہوا آقا جمشید کے پاس لے گیا۔ اس کے باقی ساتھی جمال آذر اور لیڈی ناشورہ کو چھوڑ کر واپس اپنے ہیڈ کوارٹر چلے گئے تھے۔ چند لمحوں بعد جمال آذر نے لیڈی ناشورہ کو آقا جمشید کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا۔

"تم زخمی ہو گئے ہو ـــــــ" آقا جمشید نے دھاڑتے ہوئے جمال آذر

سے مخاطب ہو کر کہا جس کے بازو سے خون بہہ رہا تھا۔

" باس اچانک مجھ پر گولی چلائی گئی تھی —" جمال آذر نے جواب دیا۔

" زخمی آدمی مردے کے برابر ہوتا ہے جمال آذر۔ اور میں کسی مردے کو اپنے گروپ میں شامل نہیں کر سکتا سمجھے —" آقا جمشید نے غصیلے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ میز کی کھلی ہوئی دراز سے باہر نکلا اور پھر ایک دھماکہ ہوا اور گولی جمال آذر کے دل میں گھستی چلی گئی۔ جمال آذر چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر گرا اور پھر اُسے زیادہ دیر تڑپنے کی بھی مہلت نہ ملی۔ اس کے ساتھ کھڑی ہوئی لیڈی ناشورہ کا حال جمال آذر کو اس طرح مرتے دیکھ کر اور بھی زیادہ خراب ہو گیا تھا۔ اس کی ٹانگیں بُری طرح کانپنے لگیں۔

" تمہارا نام لیڈی ناشورہ ہے —" آقا جمشید نے غراتے ہوئے پوچھا۔

" ج۔ ج۔ جی ہاں —" لیڈی ناشورہ نے خوف کی شدت سے بجتے ہوئے دانتوں سے جواب دیا۔

" تم نے انقرہ میں ہم سے اجازت لئے بغیر کیسے بار کھول لیا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ انقرہ میں آقا جمشید سے اجازت لئے بغیر مکھی بھی نہیں اُڑ سکتی —" آقا جمشید کی دہاڑ سے کمرہ گونج اٹھا۔

" م۔ م۔ معافی چاہتی ہوں جناب —" لیڈی ناشورہ نے کہا اور بے اختیار ہاتھ جوڑ لیے۔

" معافی اور آقا جمشید سے۔ تم نے جمال آذر کا حشر نہیں دیکھا —" آقا جمشید نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا اور لیڈی ناشورہ کے حلق سے

آخری چیخ نکلی اور وہ دھڑام سے فرش پر گر گئی۔ لیکن آقا جمشید نے ایک ہی فائر پر ٹریگر نہیں روکا بلکہ لیڈی ناشورہ پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس کا ہاتھ اس وقت رکا جب ریوالور سے ٹرچ کی آواز آئی اور آقا جمشید نے جھنجھلا کر ریوالور بھی لیڈی ناشورہ کی لاش پر کھینچ مارا۔ اس کے انداز میں ایسی جھنجھلاہٹ تھی جیسے اُسے گولیاں ختم ہونے پر بھی غصہ آ گیا ہو۔ ریوالور پھینکنے کے بعد وہ ایک جھٹکے سے واپس کرسی پر بیٹھا اور اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازے کے باہر کھڑا ہوا راونڈ ہیڈ اندر داخل ہوا۔

" یس باس —" آنے والے نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

" جمال آذر کی جگہ اب تم نمبر تھری کی قیادت کرو گے —" آقا جمشید نے آنے والے سے کہا۔

" یس سر —" آنے والے نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

" جمال آذر کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دو اور اس کتیا لیڈی ناشورہ کی لاش کو اٹھوا کر بلیو سکائی بار کے سامنے سڑک پر پھینکوا دو۔ اور اس کے گلے میں راونڈ ہیڈ کا کارڈ ڈال دینا۔ تاکہ آئندہ کسی کو جرات نہ ہو سکے کہ وہ اس کتیا کی طرح اپنی من مانی کرنا شروع کر دیں —" آقا جمشید نے دہاڑتے ہوئے کہا اور آنے والا تیزی سے جھکا اور پھر اس نے جمال آذر کی لاش کو کاندھے پر لادا جبکہ لیڈی ناشورہ کا بازو پکڑ کر اس کی لاش کو گھسیٹتا ہوا کمرے سے اور پھر تہہ خانے سے باہر لے گیا۔ اس ساری کارروائی کے باوجود جوئے خانے میں کھیل جاری

رہا کیونکہ یہ بھی آقا جمشید کا ہی حکم تھا کہ کوئی شخص ہاتھ نہ روکے۔ اور ظاہر ہے آقا جمشید کے حکم میں معمولی سی کوتاہی بھی موت کا پیغام بن سکتی تھی۔ اس لئے اس کارروائی میں کسی کا ہاتھ ایک لمحے کے لئے نہیں رکا تھا۔

الفقرہ کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر جیسے ہی جیٹ طیارہ جا کر رکا۔ اندر سیٹوں پر بیٹھے ہوئے مسافروں نے تیزی سے اپنی سیفٹی بیلٹس کھولنی شروع کر دیں اور پھر جہاز کا دروازہ کھلنے اور سیڑھیاں لگنے تک وہ سب قطار بنائے دروازے کے پاس پہنچ چکے تھے۔ اس جہاز میں سیکرٹ سروس کے ممبران بھی موجود تھے۔ یہ جولیا فائٹ گینگ تھا جو الفقرہ میں موجود راؤنڈ ہیڈز کے مقابلے کے لئے ترتیب دے کر ایکسٹو نے غیر سرکاری طور پر بھیجا تھا۔ اس میں جولیا کے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، نعمانی اور چوہان شامل تھے۔ اس گینگ کی سربراہ جولیا تھی۔ اور جولیا کے کہنے کے باوجود ایکسٹو نے عمران کو ان کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا تھا۔

جہاز سے اترنے کے بعد تمام مسافر کمپنی کی بس میں بیٹھ کر امیگریشن اور کسٹم کاؤنٹرز کے سامنے سے گزرے۔ چونکہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات اصلی اور مکمل تھے۔ اس لئے انہیں امیگریشن کاؤنٹر پر کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اور چونکہ ایکسٹو نے انہیں خاص طور پر ہدایات دے دی تھیں کہ وہ اپنے ساتھ کسی قسم کا اسلحہ نہ رکھیں۔ اس لئے کسٹم کاؤنٹر سے بھی وہ آسانی سے گزر گئے۔ باہر آ کر جولیا نے ٹیکسیاں کرائے پر لیں اور پھر یہ سارا قافلہ ہوٹل بلسان کی طرف چل پڑا۔ جہاں ایکسٹو نے ان کے لئے کمرے پہلے سے بک کرائے ہوئے تھے اور انہیں بتا دیا گیا تھا کہ وہ دو روز تک بغیر کسی کارروائی میں ملوث ہوئے صرف بطور سیاح الفقرہ کی سیر کرتے رہیں۔ تاکہ تمام گلیاں، کالونیاں، ہوٹل، بار، سڑکیں اچھی طرح دیکھ لیں۔ اس کے بعد وہ ایک مخصوص نمبر پر رنگ کر کے ایکسٹو کا حوالہ دیں گے تو انہیں مطلوبہ اسلحہ میک اپ کا سامان اور دو رہائشی کوٹھیوں کے ساتھ ساتھ مطلوبہ تعداد میں کاریں بھی مل جائیں گی۔ اور اس سارے سیٹ اپ کے بعد جولیا فائٹ گینگ منظر عام پر آئے گی اور عمران نے بطور ایکسٹو جولیا کو یہ خصوصی ہدایت کی تھی کہ جولیا فائٹ گینگ نے تمام تر کارروائی انتہائی تیز رفتاری اور ذہانت سے کرنی ہے اور اپنے آپ کو حتی الوسع حکومت کے کارندوں۔ پولیس اور انٹیلی جنس وغیرہ سے بچا کر رکھنا ہے۔ اس نے حشیکا بابا کے متعلق بھی تفصیل سے ہدایات دے دی تھیں۔

چنانچہ ٹیکسیوں میں بیٹھ کر وہ ہوٹل بلسان پہنچ گئے۔ جولیا نے کاؤنٹر پر جا کر جب اپنے پاسپورٹ کاؤنٹر مین کی طرف بڑھائے تو اس نے فوراً ہی چوتھی منزل پر موجود چھ کمروں کی چابیاں ان کے حوالے کر دیں ہر ممبر کے نام علیحدہ علیحدہ کمرے تھے اور پھر ان کا سامان کمروں میں پہنچا دیا گیا۔

دوپہر کا کھانا اپنے اپنے کمروں میں کھانے کے بعد وہ سب اکٹھے ہوئے اور انھوں نے مشترکہ طور پر شہر کی سیر کا پروگرام بنانا شروع کر دیا۔ جولیا نے بیرے سے انقرہ شہر کا سیاحتی نقشہ منگوا لیا تھا اور اب وہ نقشہ سامنے رکھے مختلف مقامات دیکھ رہے تھے۔

”میرا خیال ہے مس جولیا کہ ہمیں سب سے پہلے جشنیکا بار کو دیکھ لینا چاہیے۔ کم از کم اپنے ٹارگٹ کو اچھی طرح دیکھ لیں ——“ چوہان نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

”یہ ٹھیک رہے گا اور ان راؤنڈ ہیڈز کی بھی زیارت ہو جائے گی۔ جو انقرہ کے لئے ہوا بنے ہوئے ہیں ——“ تنویر نے فوراً ہی جولیا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

چلو ایسا کر لیتے ہیں۔ لیکن ایک بات سب ممبر اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ جب تک ہم باقاعدہ پروگرام بنا کر مشن کا آغاز نہ کریں۔ کوئی ممبر بھی اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے اور نہ ہی اشتعال میں آئے۔ اس دوران ہم صرف سیاح ہوں گے۔ شریف سیاح ——“ جولیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے ایسا ہی ہو گا ——“ تنویر اور چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا

”تو یہ بات طے ہو گئی کہ پہلے جشنیکا ربار اور راؤنڈ ہیڈز کو چیک کریں گے۔ باقی شہر دیکھنے کا پروگرام کل دیکھا جائے گا۔ اب یہاں سے جانے کی صورت حال یہ ہو گی کہ میں اور کیپٹن شکیل اکٹھے جائیں گے۔ جبکہ صفدر اور تنویر کی جوڑی علیحدہ ہو گی۔ نعمانی اور چوہان علیحدہ ہوں گے۔ بظاہر ہمارا آپس میں رابطہ نہ ہو گا اور نہ ہم آپس کے رابطے کو ظاہر کریں گے۔“ جولیا نے پلان بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے“ سب نے تائید میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب اٹھ کر جولیا کے کمرے سے باہر آ گئے۔ جولیا کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق وہ بلسان کے ہال میں سے ہوتے ہوئے باہر آ گئے اور پھر علیحدہ علیحدہ ٹیکسیاں لے کر وہ کمال بازار کی طرف چل پڑے جس کی پہلی لین میں جشنیکا ربار موجود تھا۔ ان سب کے چہروں پر دبا دبا اشتیاق صاف نظر آ رہا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے وہ ایسی جگہ جا رہے تھے جسے عرف عام میں موت کا گھر کہا جاتا تھا اور جسے آئندہ انھوں نے خود ہی موت کے گھر میں تبدیل کرنا تھا۔

انقرہ کے ایئرپورٹ پر اترتے ہی عمران نے ٹیکسی پکڑی اور پھر ٹیکسی ڈرائیور کو اس نے ہوٹل ہنی مون چلنے کے لیے کہا اور خود پچھلی نشست سے پشت لگا کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ پہلی فلائٹ سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو بھیجنے کے بعد دوسری فلائٹ پر وہ خود انقرہ چلا آیا تھا۔ گو اس نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کے اصرار کے باوجود انقرہ جانے سے انکار کر دیا تھا لیکن ظاہر ہے وہ پیچھے رک نہیں سکتا تھا۔ اس بار اس نے پروگرام یہی بنایا تھا کہ وہ ان سے علیحدہ رہ کر کام کرے گا اور جولیا اور اس کے ساتھیوں کو آزادی سے کام کرنے کا موقع دے گا۔ ورنہ ظاہر ہے اس کے ساتھ جانے کے بعد ساری کمان خود بخود عمران کے ہاتھوں میں چلی جاتی اور جولیا فائٹ گروپ عمران فائٹ گروپ میں تبدیل ہو کر رہ جاتا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ نہ صرف علیحدہ آیا تھا بلکہ اس نے علیحدہ ہوٹل میں اپنا کمرہ بک کرایا تھا۔ ترکی کی سیکرٹ سروس کے چیف مصطفیٰ بے سے اس نے تمام باتیں طے کر لی تھیں اور اسے بھی اس نے

یہی بتایا تھا۔ کہ وہ ایک فری لانسر گروپ کو راونڈ ہیڈز کے مقابلے کیلئے بھیجے گا اور مصطفیٰ بے نے ان کے لئے مطلوبہ سہولیات مہیا کرنا تھیں۔ چنانچہ ایکسٹو کو ڈیٹ کرنے کے بعد اس نے اسے بتا دیا تھا کہ جب بھی اس حوالے سے اس سے بات کی جائے وہ مطلوبہ سہولیات اس گروپ کو مہیا کر دے۔ مصطفیٰ بے نے سیکرٹ سروس کے خفیہ فنڈ سے ایک کثیر رقم بھی مہیا کرنے کا وعدہ کیا تھا اور عمران نے ظاہر ہے اس رقم سے جولیا فائٹ گروپ کے اخراجات ادا کرنے تھے۔ کیونکہ وہ اس مشن کا بوجھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فنڈ پر نہ ڈالنا چاہتا تھا۔ اس کے ذہن میں کام کرنے کا ایک نیا پروگرام تھا۔

"سر ہوٹل ہنی مون آ گیا ہے ــــــ" اچانک ٹیکسی ڈرائیور نے کار روکتے ہوئے کہا اور عمران چونک پڑا۔ وہ اپنے خیالات میں ایسا گم ہوا تھا کہ اسے راستے کا بھی احساس نہ رہا تھا۔ ٹیکسی کار رکتے ہی وہ دروازہ کھول کر نیچے اترا اور ٹیکسی ڈرائیور نے باہر آ کر ڈگی سے اس کا بیگ نکال کر اپنی طرف بڑھتے ہوئے ہوٹل کے پورٹر کو پکڑا دیا۔ عمران نے کرایہ ادا کیا اور پھر وہ بڑے اطمینان سے قدم اٹھاتا ہوا ہال میں داخل ہو گیا۔ ہوٹل ہنی مون انتہائی شاندار اور خوبصورت ہوٹل تھا۔ اس کے وسیع و عریض ہال کی سجاوٹ انتہائی شاندار انداز میں کی گئی تھی۔ ہال میں داخل ہو کر وہ چند لمحے تو حیرت سے آنکھیں پٹپٹاتا ہال کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ ایک کونے میں بنے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں دو خوبصورت مقامی لڑکیاں بیٹھی ہوئی بکنگ اور دوسرے کاموں میں مصروف تھیں۔ پورٹر نے اس کا بیگ لے جا کر

کاونٹر کے پاس رکھ دیا تھا۔ کاونٹر پر اچھے خاصے لوگ موجود تھے عمران خاموشی سے جا کر ایک کونے میں کھڑا ہو گیا اور ان دونوں لڑکیوں کو کا کرتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس کی نظروں کا انداز خالصتاً عاشقانہ تھا او وہ دونوں کی طرف یوں ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا جیسے اس نے زندگ میں پہلی بار لڑکیاں دیکھی ہوں اور چند ہی لمحوں میں دونوں لڑکیوں نے اپنی مخصوص نسوانی حس کی وجہ سے عمران کے اس انداز کو چیک کر لی انھوں نے غور سے عمران کی طرف دیکھا اور عمران سے کچھ کہنے کی بجا جلدی جلدی سامنے موجود دوسرے افراد کو فارغ کرنا شروع کر دیا اور یہ یہ اتفاق ہی تھا کہ وہ دونوں بیک وقت ہی فارغ ہو گئیں اور اب صر عمران ہی رہ گیا تھا۔

"فرمائیے جناب ——" ان میں سے ایک لڑکی نے کاروباری اندا میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ دوسری خاموش بیٹھی اُسے دیکھے

"کس زبان میں فرماؤں۔ ویسے زبان یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم وا مسئلہ نہیں ہے۔ مجھے ترکی آتی ہے ——" عمران نے کہا۔

"اوہ آپ ترکی میں ہی فرمائیے ——" لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہ

"تو سنئے شعر عرض کیا ہے ——" عمران نے کھنکار کر گلا صاف کر ہوئے کہا اور وہ دونوں ہنس پڑیں۔

"ارے آپ تو شاعر ہیں۔ ہمارا مطلب شعر سنانے سے نہ تھا، بلکہ ہ تو پوچھ رہی تھیں کہ آپ کیسے یہاں کھڑے ہیں ——" دوسری لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں اپنے پیروں پر کھڑا ہوں اور پیروں میں لیدر سول جوتے ہیں او

جوتوں کے نیچے بڑا خوبصورت فرش ہے اور فرش کے نیچے ظاہر ہے زمین ہو گی اور زمین کے نیچے ...." عمران کی زبان چل پڑی اور وہ دونوں ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھ کر مسکرا دیں جیسے کہہ رہی ہوں کہ حضرت کے دماغ میں خلل معلوم ہو رہا ہے۔

"دیکھئے محترم اگر آپ کو کمرہ چاہیے تو ہم معذرت خواہ ہیں۔ ہمارے ہاں کمرے ایڈوانس بک کئے جاتے ہیں ——" ان میں سے ایک نے عمران کی گردان کو روکتے ہوئے جلدی سے کہا۔ کیونکہ انھیں یقین تھا کہ عمران اسی طرح نیچے کی بات کرتے کرتے پاتال سے بھی نیچے پہنچ جائے گ

"اوہ کمرے کا مسئلہ نہیں وہ تو ایڈوانس ہی بک ہے۔ یہ ہنی مون ہوٹل ہے ناں ——" عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کمرہ ایڈوانس بک ہے۔ اوہ ذرا اپنا پاسپورٹ دکھائیے ——" لڑکی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے پوچھا تھا کہ یہ ہنی مون ہوٹل ہے ناں ——" عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پاسپورٹ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں یہ ہنی مون ہوٹل ہے۔ باہر نیون سائن بھی لگا ہوا ہے، آپ کی نظروں سے نہیں گزرا ——" لڑکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میری نظروں کے سامنے راستے میں محصول چنگی والوں نے جبراً چیک پوسٹ بنا دی ہے۔ اس لئے اب مجھے نظریں بچانی پڑتی ہیں ورنہ وہ نظریں گن کر محصول چنگی وصول کر لیں گے ——" عمران نے فلسفہ جھاڑتے ہوئے کہا لیکن شاید لڑکیوں کی سمجھ میں چنگی والا مسئلہ نہ آیا تھا۔ اس لئے وہ پاسپورٹ کھول کر مندرجات دیکھنے میں مصروف ہو گئیں۔ اور پھر

انھوں نے سامنے رکھا ہوا بڑا سا رجسٹر کھولا اور اسے چیک کرنے لگیں۔

"یس سر ——— پرنس آف ڈھمپ کے لئے کمرہ بک ہے سر۔ چوتھی منزل کمرہ نمبر تین سو بارہ ———" ایک لڑکی نے کہا اور پھر اس نے جلدی سے رجسٹر میں مختلف اندراجات کرنے شروع کر دیئے۔

"یہاں دستخط کر دیجئے ———" لڑکی نے رجسٹر کو موڑ کر عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا اور خود مڑ کر اس نے کی بورڈ سے ایک چابی اتاری۔ اور اسے عمران کے سامنے کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

"میں تو انگوٹھا لگاتا ہوں ———" عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"انگوٹھا ——— کیا مطلب ———" دونوں لڑکیوں نے حیرت بھرے لہجے میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہاں ترکی میں شاید انگوٹھے لگانے کا تصور تک نہ تھا۔ کیونکہ وہاں سو فیصد تعلیم تھی۔

"میں ریاست ڈھمپ کا پرنس ہوں۔ پرنس کے دستخطوں کی بڑی قیمت ہوتی ہے۔ اس لئے نشان انگوٹھا لگاتا ہوں ———" عمران نے مطلب سمجھاتے ہوئے کہا۔

اور وہ دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

"لیکن آپ کے پاسپورٹ پر تو انگلش کے دستخط موجود ہیں ———" ان میں سے ایک نے پاسپورٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ یہ دستخط میرے سیکرٹری کے ہیں اور سیکرٹری اس بار میرے ساتھ نہیں آیا ———" عمران نے مطمئن انداز میں کہا۔

"اوہ۔ پھر آپ دستخط رہنے دیں۔ یہ چابی لیں ———" لڑکی نے رجسٹر اپنی

طرف گھماتے ہوئے کہا۔

"ہنی مون کے لئے آپ نے کیا سوچا ہے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آرہا۔ مجھے تو آپ دونوں ہی اچھی لگ رہی ہیں ———" عمران نے لڑکیوں کی طرح شرماتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ———" ان دونوں نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہی۔ ہی۔ ہی۔ اب مطلب بھی میں ہی بتاؤں۔ مجھے تو شرم آتی ہے۔ ہنی مون کا مطلب تو ہنی مون ہی ہوتا ہے ———" عمران نے اور زیادہ شرماتے ہوئے کہا اور لڑکیوں کے چہرے غصے سے سرخ ہو گئے۔

"ہنی مون ہوٹل کا نام ہے مسٹر پرنس۔ بس صرف ہوٹل کا نام ———" ایک لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے ایک طرف پورٹر کو بیگ اٹھانے کا اشارہ کر دیا۔

"ہوٹل کا نام تو وہ ہے ہی۔ اسی لیے تو میں نے یہاں کمرہ لیا تھا" عمران نے یوں جواب دیا جیسے اتنا تو وہ بھی جانتا ہو۔

"آپ اپنے کمرے میں تشریف لے جائیں۔ ہم نے اور بھی کام کرنے ہیں ———" لڑکی نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"چلو میں انتظار کر لوں گا۔ آپ کام نپٹا کر آجائیں ———" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ یک لخت مڑ گیا۔ کیونکہ پورٹر اس کا بیگ اٹھا کر لفٹ کی طرف بڑھ چکا تھا۔

"ارے ارے میرا بیگ ——— ارے اتنی دیدہ دلیری سے ڈاکہ ———" عمران نے چیختے ہوئے کہا اور ہال میں موجود لوگ ڈاکے کا لفظ سن کر بری طرح چونک پڑے۔ آگے جاتا ہوا پورٹر بھی ٹھٹھک کر رک گیا۔

اُسی لمحے عمران نے جلدی سے جاکر اس سے اپنا بیگ جھپٹ لیا۔

"کمال ہے —— دن دیہاڑے میرے ہال میں ڈاکہ ڈال رہے ہو۔ بڑے دیدہ دلیر ہو ——" عمران نے غصیلے لہجے میں پورٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں پورٹر ہوں سر ——" پورٹر نے بُری طرح گھبراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ایک نوجوان تیزی سے ان کے قریب پہنچا۔ اس نے بلیو رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا اور ایک کالر پہ ہوٹل کا نشان اور دوسرے کالر پہ سپروائزر لکھا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے سر —— آپ کس ڈاکے کی بات کر رہے ہیں ——" نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ میرا بیگ اٹھا کر جا رہا تھا۔ غضب خدا کا یہاں دن دہاڑے ڈاکے ڈالے جاتے ہیں۔ اور جب ڈاکو پکڑلو تو وہ بڑی معصومیت سے کہہ دیتا ہے کہ میں پورٹر ہوں ——" عمران نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر —— یہ واقعی ہوٹل کا پورٹر ہے۔ اس کے فرائض میں شامل ہے کہ یہ معزز گاہکوں کا سامان ان کے کمروں تک پہنچائے ——" سپروائزر نے مسکرا کر عمران کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"فرائض۔ یعنی ڈاکہ ڈالنا اس کے فرائض میں شامل ہے۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ مجھے تو آپ بھی اس کے ساتھی لگتے ہیں اور اب آپ معصومیت سے کہہ دیں گے کہ میں تو جی سپروائزر ہوں۔ ڈاکوؤں کے سپروائزر تو ہو سکتے ہو ——" عمران سپروائزر پر بھی الٹ پڑا اور

پھر اُن کا جواب سنے بغیر تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور وہ دونوں حیرت سے اُسے دیکھتے رہ گئے لیکن ابھی عمران نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک وہ رک گیا۔ اس نے تیزی سے بیگ نیچے رکھ دیا۔

"کمال ہے اتنا بڑا ہوٹل ہے اور سامان خود اٹھانا پڑ رہا ہے حیرت ہے۔ کوئی قلی نہیں رکھا انھوں نے۔ کہاں ہے ہوٹل کا منیجر میں ان سے شکایت کروں گا۔ تحریری شکایت۔ آخر میں پرنس ہوں۔ کوئی ٹھائی گیرا تو نہیں کہ اپنا سامان خود اٹھاتا پھروں ——" عمران کا لہجہ نما زوردار تھا۔

"سر —— آپ تو خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہیں۔ لائیے میں آپ کا بیگ کمرے تک پہنچا دوں ——" سپروائزر نے تیزی سے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اب ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ عمران کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

"تم قلی ہو ——" عمران نے غور سے سپروائزر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں سپروائزر ہوں سر۔ اس ہوٹل کا سپروائزر ——" سپروائزر نے جواب دیا۔

"تو پھر جاکر کرو سپروائزری میرے پاس کیا لینے آئے ہو۔ میں نے تو نہیں بنایا یہ ہوٹل ——" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ایک بار پھر بیگ اٹھا کر لفٹ کی طرف بڑھ گیا اور ہال میں موجود افراد جو ان کی طرف متوجہ تھے۔ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ عمران لفٹ میں سوار ہو کر جلد ہی اپنے کمرے تک پہنچ گیا۔ اس کے لبوں پر ہلکی

سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ اس نے اپنا تعارف بہرحال کرا دیا تھا۔ بیگ کو اٹھائے وہ سیدھا باتھ میں گھس گیا اور چند لمحوں کے بعد جب وہ باہر نکلا تو اپنا لباس بدل چکا تھا۔ اب وہ اپنے معروف ٹیکنی کلر باس میں تھا۔ زرد رنگ کی پتلون، سرخ قمیض، نیلی ٹائی اور سفید رنگ کا کوٹ پاؤں میں جوتے براؤن رنگ کے تھے اور چہرے پر پہلے سے کہیں زیادہ حماقتیں جلوہ گر نظر آ رہی تھیں۔ بیگ کو الماری میں رکھ کر وہ کمرے سے باہر آیا اور پھر لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لفٹ بوائے نے اس کے لباس پر حیرت کی نظر ڈالی لیکن وہ خاموش رہا اور پھر چند لمحوں بعد جب عمران لفٹ سے نکل کر اکڑتا ہوا ہال میں سے گزرنے لگا تو ہال میں موجود افراد پہلے تو اس کا حلیہ دیکھ کر مسکرائے لیکن جب ایک شخص نے ہلکا سا قہقہہ مارا تو پھر ہر طرف سے قہقہے ہی قہقہے سنائی دینے لگے۔ لیکن عمران ان کی پرواہ کئے بغیر اسی طرح اکڑ کر چلتا ہوا ہوٹل سے باہر نکل آیا۔ اس نے کسی کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا۔ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر آتے ہی اس نے ایک خالی ٹیکسی کو اشارہ کیا اور ٹیکسی اس کے قریب آ کر رک گئی۔ عمران نے دروازہ کھولا اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"پولیس ہیڈ کوارٹر لے چلو ـــــ" عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک ڈارک براؤن رنگ کی دو منزلہ عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔ عمران

نیچے اترا اور اس نے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں پھینکا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا پولیس ہیڈ کوارٹر کے گیٹ کی طرف بڑھتا گیا۔ گیٹ سے ملحقہ برآمدے میں انکوائری کاؤنٹر بنا ہوا تھا۔ جس پر ایک پولیس آفیسر بیٹھا کسی سے ٹیلیفون پر باتیں کر رہا تھا۔ عمران اس کے قریب جا کر رک گیا۔

"جی فرمائیے ـــــ" پولیس آفیسر نے مائیک پر ہاتھ رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ غور سے عمران کو سر سے پیر تک دیکھ رہا تھا۔

"مجھے پولیس کمشنر طاہر بیگ سے ملنا ہے ـــــ" عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کی تعریف ـــــ" آفیسر نے پولیس کمشنر کا نام سنتے ہی تیزی سے رسیور رکھا اور آگے کی طرف جھک آیا۔

اپنی تعریف کرتے ہوئے ہمیں شرم آتی ہے۔ ویسے میں آپ کی تعریف کر سکتا ہوں کہ آپ ڈیوٹی کے دوران اپنی محبوبہ سے باتوں میں مصروف تھے اور دوسری بات یہ کہ آپ کی محبوبہ کسی ہوٹل میں ویٹرس ہے۔ اس کی عمر بیس سے پچیس سال کے درمیان ہے۔ اور یہ آپ کی کم از کم دسویں محبوبہ ضرور ہے۔ کافی ہے یا کچھ اور بھی بتاؤں ـــــ" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ آپ کوئی نجومی ہیں۔ حیرت ہے ـــــ" پولیس آفیسر کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا میں نے آپ کی تعریف درست کی ہے یا کوئی غلطی رہ گئی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"ایک غلطی ہے۔ یہ میری دسویں نہیں بارہویں محبوبہ ہے ـــــ" پولیس آفیسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ پھر آپ خاصے تیز رفتار واقع ہوئے ہیں۔ بہرحال پولیس کمشنر سے ملاقات والا مسئلہ اپنی جگہ رہا ـــــ" عمران نے کہا۔

"آپ پہلے بتائیے کہ کیا واقعی آپ نجومی ہیں ـــــ" پولیس آفیسر نے زور دے کر پوچھا۔

"ہمارا نام پرنس آف ڈھمپ ہے۔ ہم ہمالیہ کی ریاست ڈھمپ کے پرنس ہیں اور ریاست ڈھمپ میں نجومی ہونا قابل دست اندازی پولیس جرم ہے ـــــ" عمران نے گھبرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ نجومی نہیں تو پھر آپ نے یہ سب کچھ کیسے بتا دیا۔ کیا آپ مجھے پہلے سے جانتے ہیں ـــــ" پولیس آفیسر کے لہجے میں مزید حیرت ابھر آئی۔

"میں تو آج ہی یہاں پہنچا ہوں۔ اور اگر آپ نے واقعی انکوائری کرنی ہے تو پھر آپ میری جگہ آ کر کھڑے ہو جائیں اور مجھے اپنی جگہ لینے دیں تاکہ کم از کم میری ٹانگیں تو کھڑے کھڑے نہ سوکھ جائیں ـــــ" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری ـــــ مجھے خیال نہیں رہا۔ آپ پولیس کمشنر صاحب سے کیوں ملنا چاہتے ہیں ـــــ" پولیس آفیسر کو اچانک اپنے فرائض کا خیال آ گیا۔

"میں ان کی تعریف فرمانا چاہتا ہوں۔ جیسے میں نے آپ کی فرمائی ہے ـــــ" عمران نے جواب دیا۔

میں وہ تو اس لائن کے آدمی نہیں ہیں ـــــ" پولیس آفیسر ور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک کاؤنٹر پر ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور پولیس آفیسر نے فوراً رسیور ابیا۔

ئیں پولیس ہیڈکوارٹر انکوائری ـــــ" پولیس آفیسر نے قدرے سخت ں کہا۔

لیں سر ـــــ بہتر سر میں ابھی پتہ کرتا ہوں سر۔ اور سر ایک صاحب ے ملنے آئے ہیں وہ اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بتاتے ـــــ" پولیس آفیسر نے دوسری طرف کی بات سننے کے بعد ؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ پولیس ہ فون آیا تھا۔

سر ہمالیا کی ریاست کا پتہ بتا رہا ہے۔ ویسے سر بس عام سا آدمی ینکینی کلر لباس پہنے ہوئے ہے ـــــ" پولیس آفیسر نے تے ہوئے جواب دیا اور عمران نے اکڑ کر ٹائی کی ناٹ ٹھیک کرنی ع کر دی جیسے اس کی تضحیک کی بجائے تعریف کی جا رہی ہو۔

بہتر سر ـــــ" پولیس آفیسر نے کچھ سننے کے بعد مؤدبانہ لہجے یا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

تشریف لے جائیے جناب ـــــ کمشنر صاحب آپ کے ہیں۔ دوسری منزل میں بائیں طرف آخری کمرہ ان کا دفتر ہے ـــــ" یس آفیسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

شکریہ ـــــ ویسے ایک بات بتا دوں۔ ڈیوٹی کے دوران محبوبہ

کو فون کرنے سے محبوبہ بیوی میں بدل جاتی ہے اور آپ جانتے کہ یہ تبدیلی کتنی ہولناک ہوتی ہے ——" عمران نے بڑے سنجی لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ اس پولیس آ کو کیا بتاتا کہ اس کے بات کرنے کے انداز سے اور چہرے کے تاث سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ بات محبوبہ سے کی جا رہی ہے۔ موٹل کی ویٹر اس نے اس لئے کہہ دیا تھا کہ اس ٹائپ کے لوگوں کی محبوبائیں ا طبقے سے ہوتی ہیں۔ دوسرے لوگ تو ان کی وردی دیکھ کر ہی بدک ج ہیں۔ باقی رہی عمر تو ظاہر ہے ویٹرس اب بوڑھی کھوسٹ تو ہونے رہی اور پھر ویٹرس ٹائپ عشق ہوتا ہی ایسا ہے جس طرح ویٹرس کی ڈ بدلتی ہیں۔ اسی طرح عشق بھی بدل جاتے ہیں۔ عمران تیزی سے سیڑھیا چڑھتا ہوا دوسری منزل پر پہنچا اور پھر بائیں طرف والی راہداری میں آ بڑھتا چلا گیا۔ آخری دروازے پر آ کے دور سے ہی طاہر بیگ پولی کمشنر کی تختی لگی ہوئی نظر آ گئی تھی۔ دروازے کے باہر ایک مسلح س بڑے چوکنے انداز میں کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔

" ہمیں پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں ——" عمران نے قریب ہ سپاہی سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— صاحب آپ کے منتظر ہیں ——" سپاہی نے چو ہوئے کہا اور عمران بڑے اطمینان سے دروازے کی طرف بڑ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ البتہ ایک پردہ سا لٹکا ہوا تھا۔ عمران نے پردہ اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا دفتر تھا جس میں ایک بڑی میز کے پیچھے پولیس کمشنر طاہر بیگ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ادھیڑ عمر کا لی

ما صحت مند آدمی دکھائی دے رہا تھا اور اس کے کاندھوں پر موجود ے ضرورت سے کچھ زیادہ چمک رہے تھے۔

ئے آپ تو شریف آدمی لگ رہے ہیں حیرت ہے ——" عمران نے ہو طرح آنکھیں گھماتے ہوئے اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

یا مطلب ——" طاہر بیگ جو اسے غور سے دیکھ رہا تھا چونکہ جانتے لا۔ اس کے چہرے پر قدرے ناگواری کے آثار ابھر آئے تھے۔ مب

مطلب پوچھنے والی بیماری دو جگہ مشترک ہی ہے۔ مطلب یہ کہ ال کر کھلیں ہاں تو پولیس کمشنر اسے بنایا جاتا ہے جو انتہائی وحشت ناک قسم ہے ے ے کا مالک ہو ——" عمران نے بڑے اطمینان سے میز کے نا اور نے رکھی ہوئی کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ دیا

ب نے انکواری پر اپنا نام پرنس آف ڈھمپ بتایا تھا ——" کمشنر نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

میں آپ کو بھی یہی نام بتانے والا تھا۔ فی الحال راستے میں نام بدلنے چانس نہ تھا ——" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

ین آپ شکل صورت سے تو مجھے پرنس کی بجائے احمق لگ رہے ——" طاہر بیگ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

شریف چہرے والا پولیس کمشنر بن سکتا ہے تو کیا پرنس احمق ہو سکتا۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ ہمارے ہاں شریف گدھے ہیں ——" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تم مجھے گدھا کہہ رہے ہو۔ میں تمہیں ابھی جیل بھجوا دیتا ہوں ——" کمشنر نے غصے سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ایسا کر کے تم واقعی اپنے شریف ہونے کا ثبوت دو گے۔ و جناب پولیس کمشنر صاحب۔ کیا خیال ہے۔ جیل مجھ جیسے لوگوں لیے بنائی جاتی ہے یا راؤنڈ ہیڈ ٹائپ کے لوگوں کے لیے۔۔۔" عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راؤنڈ ہیڈ۔ تم نے راؤنڈ ہیڈ کی بات کیوں کی۔۔۔" پولیس ک نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میں بھی اپنی ریاست کا پولیس کمشنر ہوں لیکن وہاں کسی راؤنڈ ہیڈ جو کور ہیڈ کی جرات نہیں کہ کسی کو ادنے کر سکے۔ جبکہ یہاں آکر مجھے مع ہے کہ راؤنڈ ہیڈ اس شہر کے مالک اصل بنے ہوئے ہیں۔ اس لیے سوچا کہ چلو پولیس کمشنر کی زیارت ہی کر لیں تاکہ معلوم تو ہو کہ وہ کو شخصیت ہیں جن سے یہ گول سر والے نہیں سنبھالے جاتے۔۔۔" عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم بار بار کس ریاست کا ذکر کر رہے ہو۔ کون ہو تم۔ تمہارا کہاں ہے۔۔۔" پولیس کمشنر نے دانت نکالتے ہوئے کہ

"کمال ہے۔ اتنا بھلکڑ آدمی اور پولیس کمشنر۔ دس بار تو بتا دیا۔ میں ریاست ڈھمپ کا پرنس ہوں اور میرا پاسپورٹ ہوٹل منی م کمرہ نمبر تین سو بارہ میں رکھے ہوئے ایک بیگ میں موجود ہے۔۔۔ نے جواب دیا۔

"یہ ریاست ڈھمپ کہاں ہے۔ مجھے تو تم مشکوک نظر آتے ہو" پولیس کمشنر نے جواب دیا۔

"ریاست ڈھمپ ہمالیہ کی ترائی میں ہے اور پولیس والوں ک

ہے ہر شخص ہی مشکوک نظر آتا ہے۔ بہرحال مجھے اجازت دیجئے میں تو صرف آپ کی زیارت کرنے آیا تھا۔۔۔" عمران کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا

"نہیں تم ایسے نہیں جا سکتے۔ بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ تم دراصل کون ہو۔" پولیس کمشنر نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

"یہ تم اپنے وزیراعظم مجتبےٰ عظیم سے پوچھ لینا۔ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں اور سنو اپنے لاڈلے راؤنڈ ہیڈز کو بتا دینا کہ پرنس آف ڈھمپ یہاں موجود ہے۔ کم از کم وہ میری موجودگی میں اپنے آپ کو سنبھال کر رکھیں۔" عمران نے سخت لہجے میں جواب دیا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس بار پولیس کمشنر نے اُسے جانے سے نہ روکا تھا۔ اور عمران اس کی وجہ جانتا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر وزیراعظم کا نام لے دیا تھا۔ تاکہ پولیس کمشنر اپنی حدود سے آگے نہ بڑھ سکے۔ اب یہ تو بعد کی بات ہے کہ وہ وزیراعظم سے کچھ پوچھنے کی جرات بھی رکھتا ہے یا نہیں۔

"پولیس ہیڈ کوارٹر سے باہر نکلتے ہی اس نے ٹیکسی پکڑی اور اسے ہوٹل منی مون کا کہہ کر بیٹھ گیا۔ پولیس کمشنر سے اس کے ملنے کا مقصد کچھ اور تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ اگر پولیس کمشنر اس کے قد و قامت کا آدمی ہوا تو پھر وہ اس کی جگہ لے لے گا۔ اس طرح وہ آسانی سے پولیس کو کنٹرول میں رکھ کر جولیا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف حرکت میں نہ آنے دے گا۔ لیکن پولیس کمشنر کو دیکھنے کے بعد اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اس کا قد و قامت ایسا تھا کہ عمران اس کا روپ نہ دھار سکتا تھا۔ چنانچہ اُس نے دوسرا پروگرام بنا لیا اور براہ راست راؤنڈ ہیڈز

کو چیلنج کر دیا۔ اب وہ براہ راست ان کے مقابلے میں آنا چاہتا تھا تاکہ راؤنڈ میڈز کی توجہ ہٹ جائے اور وہ صرف جولیا فائٹ گروپ پر توجہ نہ کر سکیں۔ ہوٹل میں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے پاکیشیا کال بک کرائی اور ایکسٹو کا نمبر دے دیا۔ مصنوعی سیارے کی وجہ سے کال چند منٹوں بعد ہی ملا دی گئی۔

"ہیلو ——" دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔ اس نے دانستہ ایکسٹو کا لفظ نہ کہا تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں طاہر ——" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ پرنس آپ پہنچ گئے ——" اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"ہاں پہنچ بھی گیا ہوں اور میں نے ایک اہم ملاقات بھی کر لی ہے۔ بہرحال تم ایسا کرو کہ جوزف اور جوانا کو پہلی فرصت میں یہاں بھجوا دو۔ انہیں کہنا کہ وہ خیابان روڈ پر واقع تاجار بار میں پہنچ کر بار کے مالک تاجار سے ملیں اور اسے پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دیں۔ وہ انہیں مجھ تک پہنچا دے گا ——" عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں کیا کوئی لمبا چکر چل گیا ہے وہاں ——" طاہر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں اگر جولیا جیسی صنف نازک فائٹ گروپ بنا سکتی ہے۔ تو میں کیوں نہیں بنا سکتا۔ پرنس آف ڈھمپ فائٹ گروپ ——" عمران نے لہجے کو غصیلا بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا میں سمجھ گیا ٹھیک —— صفدر تنویر اور باقی ساتھی رتا ہوں ——" بلیک زیرو ـ پھر انہیں دور سے جشیکا بار کا بورڈ نظر ہہ کر رسیور رکھا اور پھر اس نے الماری تھی۔ جس کا ڈیزائن خاصا انفرادیت تنہائی تیزی سے دروازے سے باہر نکل آیا۔ بردم اُٹھے بچھو کی تصویر بنی ی بجائے وہ راہداری کے آخری سرے کی طرف بڑھ حص نشان۔ پھر یہ کے رخ جانے کی بجائے عمارت کے عقب میں موجود فائر برجیاں کے لئے بنائے گئے ایمرجنسی فائر ڈور سے گزر کر سیڑھیوں کے ذریعے نیچے اترنا چاہتا تھا اور اس کی توقع کے عین مطابق دروازہ اور لوہے کی سیڑھیاں عقبی سمت میں موجود تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ عقبی سمت والی گلی میں پہنچ چکا تھا اور پھر عقبی سمت سے ہوتا ہوا وہ جیسے ہی سڑک پر آیا۔ اس نے دو گاڑیاں تیزی سے ہوٹل سنی مون کے کمپاؤنڈ گیٹ میں گھستی دیکھ لیں۔ جن پر راؤنڈ میڈز تنظیم کا مخصوص نشان موجود تھا اور اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اسی لمحے یک خالی ٹیکسی اس کے قریب آکر رکی اور عمران اسے خیابان روڈ چلنے کا کہہ کر بڑے اطمینان سے پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔

کمال بازار کے پہلے چوک پر ہی ٹیکسیوں سے اترنے کے بعد جولیا اور اس کے ساتھی علیحدہ علیحدہ ٹولیوں کی صورت میں آگے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ بڑے اشتیاق اور شوق سے دکانوں کے شوروم میں بھری ہوئی عجیب و غریب و نادر و قیمتی اشیاء کو دیکھ رہے تھے۔ البتہ تنویر کی پوزیشن دوسری تھی۔ وہ شوکیسوں میں نادر اشیاء دیکھنے کی بجائے سڑک پر چلنے پھرنے والی نادر اشیاء میں زیادہ دلچسپی لے رہا تھا اور اس کی نظریں کسی خوبصورت لڑکی کو ہجوم میں تلاش کر رہی تھیں۔ اور پھر وہ اسی وقت اس سے نظریں ہٹاتا جب وہ لڑکی کسی گلی میں گھوم کر یا کسی دکان میں گھس کر اس کی نظروں سے غائب ہو جاتی۔ اس طرح گھومتے پھرتے نظارہ کرتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر جیسے ہی ان کی نظریں ایک چوڑی سی بائی روڈ پر پڑیں جہاں پرل لین کا کافی بڑا بورڈ نظر آ رہا تھا۔ وہ اس طرف مڑ گئے۔ سب سے آگے

جولیا اور کیپٹن شکیل تھے۔ ——— صفدر، تنویر اور باقی ساتھی ان کے پیچھے چل رہے تھے۔ اور پھر انہیں دور سے جنیکا بار کا بورڈ نظر آ گیا۔ یہ تین منزلہ جدید قسم کی عمارت تھی۔ جس کا ڈیزائن خاصا انفرادیت کا حامل تھا۔ جنیکا بار کے بورڈ کی سائیڈ پر دم اٹھائے بچھو کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ سکارپین تھا۔ راؤنڈ ہیڈ گروپ کا مخصوص نشان۔ پھر یہ لوگ جیسے ہی جنیکا بار کے گیٹ پر پہنچے۔ ابھی وہ اس کی سیڑھیاں چڑھنے ہی والے تھے کہ اچانک شیشے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر ایک گنجا تیز تیز قدم اٹھاتا باہر آ گیا۔ اس کی پیشانی پر سرخ پٹی بندھی ہوئی تھی اور بغل میں سٹین گن لٹکی ہوئی تھی۔ وہ ایک عورت کی لاش کو اس طرح گھسیٹتا باہر لا رہا تھا جیسے وہ لاش عورت کی بجائے کسی کتیا کی ہو۔ عورت کے پورے جسم پر گولیوں کے سوراخ موجود تھے اور اس کے چہرے پر شدید خوف و کرب کے آثار جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے اس کا چہرہ دیکھتے ہی یہ بات صاف طور پر محسوس ہوتی تھی کہ اس عورت کی موت انتہائی خوف و دہشت کے عالم میں ہوئی ہے۔ سیڑھیاں اترتے ہی اس گنجے نے لاش کو جھٹکا دے کر فٹ پاتھ پر پھینک دیا۔ اس کے انداز میں انتہائی حقارت و نفرت موجود تھی۔ عورت کے گلے میں ایک دھاگہ تھا۔ جس کے ساتھ ایک کارڈ بندھا ہوا تھا۔ اس کارڈ پر دم اٹھائے بچھو کی تصویر نمایاں تھی۔ اسی لمحے دو گنجے تیزی سے چلتے ہوئے اس دروازے سے باہر نکلے۔

اس کی لاش کو اٹھا کر بلیو سکائی بار کے سامنے پھینک دو تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ راؤنڈ ہیڈ سے اجازت نہ لینے والوں کا کیا حشر

ہوتا ہے ـــــ" لاش کو باہر گھسیٹ کر لے آنے والے گنجے نے ان دونوں گنجوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس ـــــ" ان دونوں نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھے اور اس عورت کی لاش کو اسی انداز میں ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے سامنے والے فٹ پاتھ کے قریب کھڑی ایک کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کار کا دروازہ کھول کر انھوں نے لاش کو اندر پھینکا اور پھر وہ دونوں بھی کار میں سوار ہو گئے اور پھر چند لمحوں بعد کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

جولیا اور اس کے ساتھی ایک طرف کھڑے خاموشی سے یہ سب تماشا دیکھتے رہے۔ لیکن ان سب کے چہروں کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ خاص طور پر تنویر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا اور وہ بری طرح دانت پیس رہا تھا لیکن صفدر نے اس کا بازو پکڑ رکھا تھا۔ بازار میں چلنے والے دوسرے افراد بھی ادھر ادھر سمٹ گئے تھے۔ اور کسی نے بھی ایک انسان اور خاص طور پر عورت کی اس طرح بے حرمتی پر معمولی سا بھی احتجاج نہ کیا تھا۔ جب کار اس عورت کی لاش لے کر آگے بڑھ گئی تو گنجا بھی مڑ کر واپس دروازے میں داخل ہو گیا۔

"آؤ جولیا ـــــ یہ لوگ تو واقعی درندے ہیں ـــــ" کیپٹن شکیل نے پاس کھڑی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ سب دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ ہال میں کافی افراد موجود تھے جن میں عورتیں اور مرد دونوں شامل تھے۔ میزوں پر شراب کھلے عام سرو کی جا رہی تھی۔ کاؤنٹر پر بھی ایک پہلوان نما غنڈہ موجود تھا۔

جبکہ ادھر ادھر تین راؤنڈ ہیڈ زیٹلن گنیں اٹھائے ٹہل رہے تھے۔ ہال میں موجود ہر شخص آپس میں باتوں میں مصروف تھا۔ وہ سب اندر داخل ہو کر ادھر ادھر میزوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے بیروں نے ان سے پوچھے بغیر شراب کی بوتلیں ان کی میزوں پر رکھ دیں۔

"سنو ویٹر یہ بوتل لے جاؤ اور دو کوکا کولا لے آؤ ـــــ" کیپٹن شکیل نے ویٹر کو بلا کر کہا۔

"کیا ـــــ کیا لے آؤں ـــــ" ویٹر نے حیرت بھرے لہجے میں مڑتے ہوئے پوچھا۔

"کوکا کولا ـــــ کیا تم اونچا سنتے ہو ـــــ" کیپٹن شکیل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم کہاں سے آئے ہو۔ کیا غیر ملکی ہو ـــــ" ویٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ہم سیاح ہیں اور شراب نہیں پیتے ـــــ" کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ویٹر کوئی جواب دیتا، ایک راؤنڈ ہیڈ تیزی سے قدم اٹھاتا ان کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے ـــــ" راؤنڈ ہیڈ نے بڑے کرخت لہجے میں ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر، یہ سیاح ہیں اور شراب کی بجائے کوکا کولا مانگ رہے ہیں" ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور راؤنڈ ہیڈ بھی یوں حیرت سے ان دونوں کی طرف دیکھنے لگا۔ جیسے انھوں نے کوئی انہونی بات کی ہو۔

"یہ بار ہے۔ جشید کا بار۔ یہاں شراب ملتی ہے کوکا کولا پینا ہے تو کسی ریستوران میں جاؤ ـــــــ" راؤنڈ ہیڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"آؤ واقعی بار ہے۔ یہاں تو شراب ہی ملتی ہے ـــــــ" کیپٹن شکیل نے یوں سر ہلاتے ہوئے جولیا سے کہا جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔ اور پھر جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن اسی لمحے انہیں اپنے پیچھے تھپڑ کی زوردار آواز سنائی دی اور وہ سب چونک کر مڑے اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ پچھلی میز پر بیٹھے ہوئے تنویر نے ویٹر کے گال پر تھپڑ مار دیا تھا۔

"یو نانسنس سن آف بچ۔ تمھاری یہ جرأت کہ تم مجھ سے ایسی بات کرو ـــــــ" تنویر نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

ویٹر دیکھنے میں خاصا ہٹا کٹا تھا لیکن تنویر کا تھپڑ شاید اتنا زوردار تھا کہ وہ لڑکھڑاتا ہوا پچھلی میز سے جا ٹکرایا اور پھر تو جیسے ہال میں موجود ہر فرد کو سانپ سونگھ گیا۔ کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ کوئی شخص راؤنڈ ہیڈ کے مرکز میں ان کے کسی آدمی کو تھپڑ مار سکتا ہے۔

"اوہ تم تم ـــــــ" کیپٹن شکیل کے قریب کھڑے ہوئے راؤنڈ ہیڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس نے بغل میں لٹکی ہوئی سٹین گن تیزی سے اتاری۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اسے ہاتھ میں لیتا۔ قریب کھڑے ہوئے کیپٹن شکیل نے نہ صرف سٹین گن اس سے جھپٹ لی بلکہ اس کی لات پوری قوت سے راؤنڈ ہیڈ کی پسلیوں پر پڑی اور راؤنڈ ہیڈ ڈکراتا ہوا ساتھ والی میز پر گرا اور یہ حالت دیکھتے ہی ہال میں موجود سب افراد بے اختیار اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو بھون دوں گا ـــــــ" کیپٹن شکیل نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ٹیٹ کی تیز آواز گونجی اور ہال میں موجود دو اور راؤنڈ ہیڈز کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل کر دور جا گریں اور پھر انہیں زمین پر گرنے سے پہلے ہی جھپٹ لیا گیا۔ یہ کام صدیقی اور چوہان کا تھا۔ وہ ان دونوں راؤنڈ ہیڈز کے قریب موجود تھے۔

اور ہال میں موجود تینوں راؤنڈ ہیڈز حیرت سے بت بنے کھڑے رہ گئے۔ شاید وہ شدید ترین حیرت کی وجہ سے بت بن گئے تھے۔ صورت حال بدلتے ہی سارے ساتھی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف سمٹتے چلے گئے۔

"سنو اپنے آقا جمشید سے کہہ دینا کہ اب اس کا روز حساب آگیا ہے۔ جولیا فائٹ گروپ القرہ میں آگیا ہے اور جولیا فائٹ گروپ آنے کے بعد تم جیسے گیدڑوں کو بھاگنا ہی پڑتا ہے ـــــــ" کیپٹن شکیل نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور اس بار کاؤنٹر پر کھڑا ہوا پہلوان نما غنڈہ چیختا ہوا ریک سے ٹکرایا اور نیچے جا گرا۔ گولیاں اس کے سینے پر پڑی تھیں اور اس کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا تھا۔ وہ اچانک کیپٹن شکیل پر فائر کرنا چاہتا تھا لیکن کیپٹن شکیل بھلا اسے ایسا موقع کہاں دے سکتا تھا۔ فائر کرتے ہی وہ تیزی سے مڑے اور پھر تیزی سے بھاگتے ہوئے فٹ پاتھ پر پھیلے ہوئے ہجوم میں راستہ بناتے سامنے موجود تنگ گلیوں میں گھستے چلے گئے۔ انہیں معلوم تھا کہ مقابلے کا آغاز ہو گیا

ہے اور اب چند لمحوں بعد ہی راؤنڈ ہیڈز پورے شہر میں پاگل کتوں کی طرح انہیں ڈھونڈتے پھریں گے۔ سٹین گنیں انھوں نے لمبے اوور کوٹوں کے اندر چھپائی تھیں اور پھر مختلف گلیوں سے گزرتے ہوئے وہ سب ایک بڑی گلی میں آگئے اور اس کے بعد جولیا کے مخصوص اشارے پر وہ سب ادھر اُدھر بکھر گئے۔ جبکہ جولیا ایک فون بوتھ میں گھستی چلی گئی۔ اب ظاہر ہے واپس ہوٹل جانا اپنے آپ کو موت کے منہ میں دینا تھا۔ اس لئے جولیا نے فون بوتھ میں گھستے ہی جیب سے سکے نکال کر باکس میں ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر وہ مخصوص نمبر گھمانے شروع کر دیئے جو ایکسٹو نے انہیں دیئے تھے۔

"یس مصطفےٰ اینڈ کمپنی ـــــ" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"مصطفےٰ بے سے بات کرائیں۔ انہیں کہیں کہ ایکسٹو کے سلسلے میں بات کرنی ہے ـــــ" جولیا نے ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق کہا۔

"اوہ ـــــ میں مصطفےٰ بے بول رہا ہوں۔ آپ اپنا تعارف کرائیے۔" دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یک لخت گھمبیر ہوگیا۔

"جولیا فائٹر گروپ۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ آپ ہمیں سہولیات مہیا کریں گے ـــــ" جولیا نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

"کس نے کہا تھا ـــــ" مصطفےٰ بے نے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے جس نے ہمیں ہائر کیا ہے ـــــ" جولیا نے جواب دیا۔

"بالکل بالکل ـــــ فرمائیے ـــــ" مصطفےٰ بے اشتیاق بھرے لہجے میں بولا۔

"ہم نے پہلا فائر راؤنڈ ہیڈ پر کھول دیا ہے۔ ہم اس وقت جنیکا بار کے سامنے والی گلیوں میں موجود ہیں۔ ہمیں فوری طور پر ایسی رہائش گاہ کا پتہ بتائیں جہاں اسلحہ، کاریں اور میک اپ کا سامان موجود ہو ـــــ" جولیا نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے آپ گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ پر پہنچ جائیں۔ گیٹ پر تالا موجود ہے۔ یہ نمبروں سے کھلنے والا تالا ہے۔ تالے کا نمبر چار سو بیس ہے۔ تالا کھول کر آپ اندر چلے جائیں۔ وہاں آپ کی ضرورت کی ہر چیز موجود ہوگی۔ کاریں بھی، اسلحہ بھی، کھانے پینے کا سامان اور ہر قسم کے زنانے اور مردانہ لباس بھی۔ اس کے علاوہ بھی جس چیز کی ضرورت ہو آپ کاغذ پر لکھ کر پھاٹک پر لگے ہوئے لیٹر بکس میں ڈال دیا کریں۔ سامان آپ تک پہنچ جایا کرے گا۔ اس کے علاوہ ایمرجنسی کی صورت میں اسی نمبر پر آپ فون کر کے ایکسٹو کا حوالہ دے سکتی ہیں۔ آپ کی خفیہ طور پر مکمل امداد کی جائے گی۔ لیکن ہم میں سے کوئی سامنے نہیں آ سکتا ـــــ" دوسری طرف سے مصطفےٰ بے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ـــــ" جولیا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ فون بوتھ کا دروازہ کھول کر جیسے ہی باہر نکلی۔ اچانک ایک کار تیزی سے اس کے قریب رکی اور جولیا اس کار کے بریک لگتے ہی نہ صرف چوکنا ہوگئی بلکہ اس نے پلک جھپکنے میں چھلانگ لگائی اور ایک دکان کے برآمدے کے ستون کے پیچھے جا چھپی اور اُسی لمحے کار میں

سے زوردار تڑتڑاہٹ کی آوازیں گونجیں اور بازار میں چیخ و پکار مچ گئی۔ کار میں سے سٹین گن سے گولیاں برسائی گئی تھیں۔ اور ان اچانک چلنے والی گولیوں کی زد میں آکر تیس بتیس افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ ہر طرف چیخ و پکار اور بھگدڑ سی مچ گئی۔ لیکن جولیا ستون کی آڑ میں ہونے کی وجہ سے بچ گئی تھی۔ اور شاید کار والوں نے بھی اس بات کا احساس کر لیا تھا کہ ان کا شکار نشانے پر نہیں آیا۔ اس لئے وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ یہ دونوں راؤنڈ ہیڈز تھے۔ ان میں ایک وہ تھا جس کے ہاتھ سے کیپٹن شکیل نے سٹین گن چھینی تھی۔ وہ دونوں باہر نکل کر جیسے ہی اس ستون کی طرف دوڑے جس کے پیچھے جولیا چھپی ہوئی تھی کہ اچانک مخالف سمت سے سٹین گن چلنے کی آواز سنائی دی اور دونوں راؤنڈ ہیڈز لٹو کی طرح گھومتے ہوئے فٹ پاتھ پر ڈھیر ہو گئے۔ پوری گلی سنسان ہو چکی تھی۔

"آجاؤ اسی کار میں آجاؤ ـــــ" اچانک جولیا نے چیخ کر کہا اور پھر وہ دوڑتی ہوئی اس کار کی طرف بھاگتی چلی آئی۔ اسی لمحے اردگرد سے کیپٹن شکیل، صفدر، تنویر، صدیقی اور چوہان بھی دوڑتے ہوئے نکلے اور پھر وہ اس کار میں ٹھنس سے گئے۔ سٹیرنگ پر جولیا۔ اس کے ساتھ تنویر اور اس کے ساتھ صفدر اور پچھلی نشست پر کیپٹن شکیل، صدیقی اور چوہان بیٹھ گئے۔ دوسرے لمحے کار تیزی سے بھاگتی ہوئی سنسان گلی میں سے گزر کر دائیں طرف مڑی اور پھر اسی طرح مختلف گلیوں میں سے گزر کر وہ ایک بڑی سی سڑک پر پہنچ گئے۔ لیکن بڑی سڑک پر چڑھنے سے پہلے ہی جولیا نے بڑی پھرتی سے کار روکی اور پھر اچھل کر نیچے آگئی۔

"نیچے آجاؤ یہاں راؤنڈ ہیڈز کی اور کاریں بھی موجود ہیں ـــــ" جولیا نے نیچے اترتے ہوئے کہا اور وہ سب تیزی سے کار سے اتر کر سڑک اور گلی کے کونے میں بنے ہوئے ایک ریستوران میں ایک ایک کر کے داخل ہو گئے۔ اب یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ اس کیفے کا ایک دروازہ بڑی سڑک پر بھی کھلتا تھا۔ جہاں فٹ پاتھ پر لوگوں کا بڑا ہجوم تھا اور پھر وہ ایک ایک کر کے اس ہجوم میں شامل ہوتے چلے گئے۔ وہ سب حتی الوسع لوگوں کے درمیان میں چل رہے تھے تاکہ انہیں دور سے پہچانا نہ جا سکے۔ جولیا نے صفدر کے قریب ہو کر اسے سرگوشی میں کوٹھی کے متعلق بتا دیا اور پھر صفدر نے تنویر کو اور تنویر نے کیپٹن شکیل کو اور اس طرح چند ہی لمحوں میں صدیقی اور چوہان بھی اس بات سے آگاہ ہو گئے۔ اب مسئلہ تھا گلفشاں کالونی پہنچنے کا۔ پھر یہ بھی جولیا کی ہی تجویز تھی کہ سب علیحدہ علیحدہ ٹیکسیوں میں بیٹھ کر وہاں پہنچیں۔ تاکہ اگر راؤنڈ ہیڈز انہیں تلاش کر رہے ہوں تو وہ ڈاج کھا جائیں۔ چنانچہ وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد جولیا ایک خالی ٹیکسی پر بیٹھ گئی۔

"گلفشاں کالونی ـــــ" جولیا نے تیزی سے ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ جولیا نے اوورکوٹ کے کالر کھڑے کر لئے اور جیب سے رومال نکال کر اس نے بظاہر اپنا چہرہ صاف کرنا شروع کر دیا تھا لیکن دراصل اس کا مقصد دیکھنے والوں کی نظروں سے بچنا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گھومنے کے بعد ایک رہائشی کالونی کی حدود

میں داخل ہوگئی۔ اور جولیا نے ایک بڑے بورڈ پر گلفشاں کالونی لکھا ہوا پڑھ لیا۔

"پہلے چوک پر اتار دو ——" جولیا نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ذرا آگے جا کر ٹیکسی روک دی۔ جولیا نے میٹر دیکھ کر ایک نوٹ ڈرائیور کے ہاتھ میں دے دیا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتری اور سامنے موجود ایک کیفے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ البتہ وہ کن انکھیوں سے ٹیکسی کو دیکھ رہی تھی۔ جب جولیا کیفے کی سیڑھیاں چڑھنے لگی تو ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور جولیا کیفے کے برآ میں بنے ہوئے باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ کیفے میں اس وقت چند افرا ہی موجود تھے۔ جولیا باتھ روم میں داخل ہو کر چند لمحے اندر کھڑی رہی اور پھ دروازہ کھول کر باہر نکلی اور تیزی سے چلتی ہوئی برآمدے سے ہو کر کیفے کی سیڑھیاں اتر کر فٹ پاتھ پر آگئی۔ اب وہ بڑے مطمئن انداز میں فٹ پا پر چلی جا رہی تھی۔ فٹ پاتھ پر اور بھی عورتیں اور مرد آ جا رہے تھے اور چن ہی لمحوں بعد جولیا کو اسی ہاتھ پر کوٹھی نمبر بارہ نظر آ گئی۔ یہ ایک خاصی بڑ عمارت تھی۔ ستون پر کسی ڈاکٹر کے نام کی نیم پلیٹ نصب تھی۔ گیٹ کنڈے میں ایک نمبروں والا تالا موجود تھا۔ جولیا بڑے اطمینان سے پھاٹک پر پہنچی اور پھر اس نے چار سو بیس کے نمبر ملائے۔ دوسرے لم تالا کھٹاک سے کھل گیا اور جولیا پھاٹک کو دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ اس نے پھاٹک کو اندر سے بند نہ کیا۔ وسیع و عریض لان ک کراس کر کے وہ جب پورچ میں پہنچی تو اسے اپنی پشت پر پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے مڑی اور پھر اسے کیپٹن شکیل اندر

تا دکھائی دیا۔ وہ وہیں پورچ میں ہی رک گئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک یک کر کے تمام ساتھی کوٹھی میں پہنچ گئے۔

صدیقی اور چوہان کو سٹین گن دے کر اوپر والی منزل کی گیلری میں یج دیا گیا تاکہ اگر کسی قسم کا فوری خطرہ ہو تو وہ نہ صرف فوری دفاع کر سکیں بلکہ انہیں بھی مطلع کر دیں۔ اور باقی سب ممبرز نے سب سے پہلے کوٹھی ایک ایک کمرہ اور ایک ایک حصہ اچھی طرح چیک کر لیا۔ کوٹھی واقعی سم کے سامان سے بھری ہوئی تھی۔ اس میں نہ صرف خفیہ تہہ خانے موجود تھے۔ بلکہ فرار ہونے کے لئے ایک خفیہ سرنگ بھی موجود تھی۔ مرکزی کمرے الماری میں سے انہیں ایک فائل مل گئی تھی جس میں کوٹھی اور اس ں موجود سامان کی مکمل تفصیلات موجود تھیں اور اسی فائل کی وجہ سے تھوڑی ہی دیر میں کوٹھی کے سرراز سے واقف ہو گئے تھے۔

"میرے خیال میں پہلے میک اپ کر لیا جائے۔ اس کے بعد کوئی اضح اور ٹھوس پروگرام بنایا جائے تاکہ ہم یونہی اٹکل پچو کام کرنے ی بجائے صحیح انداز میں کام کر سکیں ——" صفدر نے کہا اور باقی تھیوں نے بھی متفقہ طور پر اس کی تائید کی۔

عدنان بیگ کے دفتر میں جیسے بھونچال آیا ہوا تھا۔ عدنان بیگ غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

" یہ کیا ہو گیا۔ یہ کیسے لوگ آ گئے ہیں غضب خدا کا۔ اب راؤنڈ ہیڈز کو جشیکا بار میں چیلنج کیا جا رہا ہے ___" عدنان بیگ نے غصے سے پاگل ہو جانے کے انداز میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا اور اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا آقا جمشید دانت پیستا رہ گیا۔ اس کی مٹھیاں بار بار بھنچ رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے اٹھ کر دیوار سے سر دے مارے گا اور غصے کی شدت سے اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل رہا تھا اسی لمحے دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک راؤنڈ ہیڈ تیزی سے اندر داخل ہو

" باس غضب ہو گیا۔ چونتیسویں لین میں دو راؤنڈ ہیڈز کو گولی مار کر برسرعام ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کی کار اغوا کر لی گئی ہے۔ جو کیفے عالیشان کے قریب خالی کھڑی ہوئی ملی ہے ___" راؤنڈ ہیڈ نے

پریشان سے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے تم جاؤ ___" آقا جمشید نے غراتے ہوئے جواب دیا۔ اور وہ راؤنڈ ہیڈ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

" یہ انتہا ہے ___ یہ انتہا ہے ___" عدنان بیگ نے راؤنڈ ہیڈ کے جاتے ہی چیخ کر کہا۔

" باس اس طرح چیخنے سے کچھ نہیں بنے گا۔ آپ یہ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دیں میں سنبھال لوں گا ___" آقا جمشید نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" کیسے سنبھال لو گے کچھ مجھے بھی بتاؤ ___" عدنان بیگ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

" باس جہاں تک میرا خیال ہے۔ کوئی مجرم گروپ ہمیں ختم کر کے اس شہر میں اپنے قدم جمانا چاہتا ہے اور چونکہ یہ سب کچھ اچانک ہوا تھا اس لئے ہم غفلت میں مار کھا گئے۔ لیکن راؤنڈ ہیڈز کی طاقت اس قدر ہے کہ یہ لوگ جلد ہی اس سے ٹکرا کر ہلاک ہو جائیں گے۔ پورے شہر میں راؤنڈ ہیڈز پھیل گئے ہیں۔ انہیں مشکوک افراد کو دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ ہم جلد ہی اس جولیا فائٹ گروپ کو ڈھونڈ نکالیں گے ___" آقا جمشید نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور آقا جمشید کے اس طرح سرد لہجے میں بات کرنے سے عدنان کی حالت تیزی سے نارمل ہونی شروع ہو گئی۔

" اور یہ پرنس آف ڈھمپ کیا بلا ہے۔ اس کے متعلق بھی کچھ سوچا ہے" عدنان نے کہا۔

" ہاں وہ ہوٹل ہنی مون سے فرار ہو گیا ہے لیکن وہاں کے لوگوں کے

بتائے ہوئے واقعات سے مجھے یہ خیال آرہا ہے کہ یہ کوئی مسخرہ اور احمق سا نوجوان ہے جو صرف اپنی شہرت اور اہمیت کے لیے ایسی حرکتیں کر رہا ہے۔ بہرحال اس کا حلیہ بھی راؤنڈ ہیڈز کو بتا دیا گیا ہے۔ وہ اسے بھی تلاش کر رہے ہیں ـــــ" آقا جمشید نے جواب دیا۔

" دیکھو جمشید ـــــ تم ہمارے راؤنڈ ہیڈز کو شہر میں مت پھیلاؤ۔ مختلف گروپ بناؤ اور ان کے ذمے علیحدہ علیحدہ ڈیوٹی لگاؤ۔ یہ جولیا نا گروپ آخر کچھ سوچ کر ہی ہمارے مقابلے میں آیا ہوگا۔ اب یہ اتنے احمق تو نہیں ہو سکتے کہ یونہی سڑکوں پر مارے مارے پھرتے رہیں گے تاکہ راؤنڈ ہیڈز انہیں گولیاں کا نشانہ بنا سکیں۔ انھوں نے ضرور کوئی خفیہ ہیڈ کوارٹر بنایا ہوگا اور چونکہ جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق یہ لوگ غیر ملکی ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے مقامی امداد کے بغیر یہ ہمارے مقابلے میں نہیں آسکتے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی ہوٹل میں چھپے ہوں تم ایسا کرو کہ تمام ہوٹلوں کو چیک کرو۔ کرائے پر کوٹھیاں دینے والوں سے معلوم کرو کہ کسی گروپ نے کوئی کوٹھی حال ہی میں تو کرائے پر نہیں لی۔ اور خاص طور پر رہائشی کالونیوں میں اپنے گروپس بھیجو۔ اس طرح ان کا پتہ آسانی سے اور جلد لگ جائے گا ـــــ" عدنان بیگ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس کی باتوں سے محسوس ہو رہا تھا کہ نارمل ہونے کے بعد اس کے ذہن نے خاصی تیزی سے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

" ٹھیک ہے باس ایسا ہی کرتا ہوں۔ یہ پلاننگ درست رہے گی "۔ آقا جمشید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اور سنو اپنے آدمی زیر زمین افراد میں پھیلا دو تاکہ وہاں سے کوئی

لیو نکال سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ کچھ لوگوں کا تعاون انھیں ضرور حاصل ہوگا ـــــ" عدنان نے کہا۔

"میں نے پہلے ہی اس کا بندوبست کر دیا ہے ـــــ" آقا جمشید نے کہا پھر اس سے پہلے کہ عدنان کوئی اور بات کرتا، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون گھنٹی بج اٹھی۔

"یس عدنان فرام جیشیکا بار ـــــ" عدنان نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں راؤنڈ ہیڈ آٹھ بول رہا ہوں جناب ـــــ" دوسری طرف سے گوویانہ آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے بولو ـــــ" عدنان بیگ نے کرخت لہجے میں کہا۔

" جناب جولیا فائٹ گروپ نے ہوٹل بستان میں کمرے بک کرائے تھے۔ لیکن وہ ابھی تک پہنچے نہیں میں نے ان کے پاسپورٹ کے اندراجات یکھے ہیں۔ یہ لوگ پاکیشیا سے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک نام جولیا ائٹ واٹر ہے۔ اس گروپ میں یہی اکیلی عورت ہے۔ باقی افراد کے نام فدر سعید، شکیل احمد خان، تنویر حسین، اے۔ بی۔ صدیقی اور فیاض چوہان یں۔ ان کا سامان ابھی تک کمروں میں موجود ہے۔ میں نے ان کے کمرے یک نہیں کئے بلکہ ہم انتظار میں ہیں کہ شاید یہ واپس آئیں ـــــ" راؤنڈ یڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے اچھی طرح نگرانی کرو اور دوسری بات یہ کہ ان کے مکمل بیوں کی تفصیل معلوم کر کے ہمیں بتاؤ ـــــ" عدنان نے کہا۔

" سر ہو سکتا ہے ان کے کمروں میں ان کے پاسپورٹ موجود ہوں۔ ت پھر ان کی تصویریں بھی موجود ہوں گی ـــــ" آقا جمشید نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور سنو۔ ان کے کمرے چیک کرو۔ اگر وہاں ان کے پاسپورٹ موجو ہوں تو وہ پاسپورٹ میرے پاس بھجوا دو فوراً ـــــــ" عدنا نے کہا۔

"بہتر سر ـــــ ویسے اگر یہ لوگ آجائیں تو پھر ان کے متعلق کیا حکم" آثم نے پوچھا۔

"ان کو دیکھتے ہی گولی مار دینا اور پھر ان کی لاشوں کو گھسیٹتے ہوئے با لے آنا ـــــ" عدنان بیگ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس ایسا ہی ہوگا ـــــ" آثم نے جواب دیا اور عدنان بیگ نے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔

"پاکیشیا کے لوگ اور یہاں۔ پاکیشیا تو بہت دور دراز کا ایک پس ماندہ سا ملک ہے ـــــ" آقا جمشید نے کہا۔

"ہوگا۔ بہرحال اب مجھے ان کی لاشیں چاہئیں۔ لاشیں اور فوراً ـــــ" عدنان کو ایک بار پھر غصہ آنا شروع ہوگیا تھا۔

"ٹھیک ہے باس ایسا ہی ہوگا۔ آپ بے فکر رہیں ـــــ" آقا جمشید نے کہا اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ آقا جمشید کے جانے کے بعد عدنان چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس پولیس ہیڈ کوارٹر ـــــ" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"پولیس کمشنر سے بات کراؤ میں عدنان بیگ بول رہا ہوں ـــــ" عدنان نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا جناب ہولڈ کیجئے ـــــ" دوسری طرف سے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد پولیس کمشنر طاہر بیگ کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو میں طاہر بول رہا ہوں ـــــ" پولیس کمشنر کے لہجے میں بے تکلفی تھی۔

"طاہر میں عدنان بول رہا ہوں۔ وہ تمہارا پرنس آف ڈھمپ تو ابھی دستیاب نہیں ہو سکا۔ لیکن ایک اور مسئلہ سامنے آیا ہے۔ اس سلسلے میں تم سے مشورہ چاہیئے تھا ـــــ" عدنان نے کہا۔

"کیا مسئلہ ـــــ" طاہر بیگ کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور عدنان نے فائٹ گروپ کے متعلق تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ یہ تو واقعی سیریس مسئلہ ہے یہ کون سا گروپ ابھرا ہے ـــــ" طاہر بیگ کے لہجے میں تشویش کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"ایک یورپین عورت ہے اور سنو اس کے باقی ساتھی پاکیشیا کے باشندے ہیں اور یہ سب پاکیشیا سے ہی آئے ہیں۔ انھوں نے ہوٹل بلسان میں کمرے لئے ہوئے ہیں۔ میں دراصل یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ پاکیشیا سے آنے والے گروپ کا آخر کیا مقصد ہو سکتا ہے ـــــ" عدنان نے کہا۔

"مقصد ـــــ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو مجھے کیا معلوم ـــــ" طاہر بیگ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"دیکھو طاہر بیگ ـــــ اس پاکیشیا والی اطلاع ملنے سے قبل میرا خیال تھا کہ شاید کوئی مجرم گروپ یہاں قدم جمانا چاہتا ہے لیکن اب اس اطلاع کے بعد میرا نظریہ بدل گیا ہے۔ ظاہر ہے پاکیشیا سے آنے والے گروپ کا مقصد یہاں آباد ہونا تو نہیں ہو سکتا۔ یہ

لوگ توکسی خاص مقصد کے تحت ہی آئے ہوں گے ــــــ" عدنان نے کہا۔

"ہاں تمھاری بات درست ہے۔ لیکن وہ مقصد کیا ہو سکتا ہے واقعی سوچنے والی بات ہے ــــــ" طاہر بیگ نے جواب دیا۔

"سنو میرے فون کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ذرا اعلیٰ حکام کے حلقے میں تفتیش کرو۔ مجھے خیال آرہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہیں سرکاری طور پر ہمارا زور توڑنے کے لئے باہر سے کوئی مخصوص گروپ نہ منگوایا گیا ہو" عدنان بیگ نے اصل بات کرہی دی۔

"اوہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ وزیر اعظم صاحب تو کھل کر ہماری حمایت کر رہے ہیں ــــــ" طاہر بیگ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"دیکھو طاہر بیگ ــــــ تم سرکاری ملازم ہو تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ حکومتی سطح پر کیا کیا کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ بظاہر ہماری حمایت کی جارہی ہو اور درپردہ ہمارے خاتمے کے لئے پلاننگ کی گئی ہو۔ یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حکومت کے مخالفین حکومت کا زور توڑنے کے لیے کوئی سازش کر رہے ہوں ــــــ" عدنان بیگ نے کہا۔ وہ واقعی خاصا شاطر دماغ آدمی تھا اور بات کی تہہ تک پہنچ جاتا تھا یہی وجہ تھی کہ آغا جمشید جیسے اکھڑ اور وحشی قسم کے آدمی اس سے ڈرتے تھے۔

"تمھاری بات درست نظر آرہی ہے۔ عدنان واقعی اس پہلو پہ بھی سوچا جا سکتا ہے ــــــ" طاہر بیگ نے جواب دیا۔

"تم اس سلسلے میں ٹوہ لو۔ ہو سکتا ہے کوئی بات نکل آئے ــــــ" عدنان نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آج ہی کام شروع کر دیتا ہوں ــــــ" طاہر بیگ نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"سنو ــــــ میں تمھیں ایک طریقہ بتاتا ہوں۔ تم سب سے پہلے اس بات کا پتہ چلاؤ کہ حکومتی سطح یا حزب اختلاف میں سے کوئی شخص پاکیشیا گیا ہے یا کسی نے پاکیشیا کے کسی اعلیٰ حکام یا وفد سے ملاقات کی ہو۔ اگر یہ ٹریس ہو جائے تو بات بن سکتی ہے ــــــ" عدنان نے کہا۔

"اگر یہ پتہ چل بھی جائے تو بات کیسے بن سکتی ہے۔ سرکاری وفود تو ملتے ہی رہتے ہیں ــــــ" طاہر بیگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم بس پتہ کر کے مجھے بتا دو باقی کام مجھ پہ چھوڑ دو میں سب کچھ اگلوا لوں گا ــــــ" عدنان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں ــــــ" طاہر بیگ نے جواب دیا۔

"ایک کام تم نے اور کرنا ہے۔ اگر مجھے جولیا فائٹ گروپ کے ممبران کی تصویریں مل جاتی ہیں تو میں ان کی کاپیاں بھجوا دوں گا تم انھیں پولیس میں بانٹ دینا اور انھیں حکم دے دینا کہ وہ انھیں تلاش کریں۔ جیسے ہی کوئی مشکوک آدمی کا پتہ چلے مجھے اطلاع کر دینا۔ باقی کام میں خود کر لوں گا ــــــ" عدنان نے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ تم تصویریں بھجوا دینا ــــــ" طاہر بیگ نے جواب دیا۔

"او۔ کے گڈ بائی ــــــ" عدنان نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

ریسور رکھنے کے بعد وہ چند لمحوں تک خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"ابھی آقا جمشید کو کہہ دو کہ جیسے ہی تصویریں اس کے پاس پہنچیں وہ مجھے بھجوا دے ـــــ" عدنان نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس ـــــ" نوجوان نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور پھر عدنان کے واپس جانے کا اشارہ دیکھ کر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

خیابان روڈ کا آغاز ہوتے ہی عمران نے ٹیکسی رکوائی اُسے کرایہ ادا کر کے وہ نیچے اُتر آیا۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو وہ اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ خیابان روڈ خاصی آباد سڑک تھی اور یہاں ٹرانسپورٹ کے ساتھ ساتھ لوگوں کا بھی خاصا رش تھا عمران ہاتھ میں بیگ پکڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور تقریباً آدھی خیابان روڈ گزرنے کے بعد اُسے قاچار بار کا بورڈ نظر آگیا۔ یہ ایک پرانی سی عمارت تھی۔ بورڈ کی حالت سے بھی یہی اندازہ ہوتا تھا کہ بار گھٹیا قسم کے لوگوں کی آماجگاہ ہے۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ اس بار کا مالک قاچار طبیعت کے لحاظ سے گھٹیا نہیں بلکہ وہ دوستوں پہ جان دینے والا آدمی ہے۔ قاچار سے اس کے خاصے پرانے تعلقات تھے۔ قاچار پہلے پاکیشیا میں بار چلاتا تھا۔ اور چھوٹے موٹے جرائم میں بھی ملوث رہتا تھا۔ لیکن یہ جرائم ایسے تھے جو عمران کے دائرہ کار میں

نہ آتے تھے۔ اس لئے عمران کی اس سے دوستی رہی اور پھر ایک بار قاچار کے مخالف گروپ نے حملہ کر دیا۔ اتفاق سے عمران اس وقت اس کے دفتر میں موجود تھا۔ اور پھر عمران کی بے جگری نے قاچار کو مرنے سے بچا لیا۔ اس پر قاچار دل کی گہرائیوں سے عمران کی قدر کرنے لگا تھا لیکن مخالفت کی شدت کی بنا پر وہ پاکیشیا سے سکونت ترک کر کے ترکی چلا گیا تھا۔ کیونکہ وہ ترکی النسل تھا۔ ترکی آ جانے کے باوجود وہ اکثر فون پر عمران سے بات چیت کر لیا کرتا تھا۔ اس لئے عمران کو اس کا بار اور خیابان روڈ کا علم تھا۔ لیکن اب کئی سالوں سے ان کا رابطہ ختم ہو گیا تھا۔ نہ ہی قاچار کا فون آیا تھا۔ اور نہ عمران کو فرصت ملی تھی کہ اس سے بات کرتا۔ یہ تو اب ترکی آتے ہوئے قاچار کا خیال آ گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر قاچار زندہ ہوا تو پھر عمران کی خاطر اپنی جان دینے سے بھی گریز نہ کرے گا۔ اور اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ عمران لاابالی سا آدمی ہے۔ کھانے پینے کی فکر نہ ہے اور عمران بس عیش ہی کرتا ہے۔

"عمران بار میں داخل ہوا تو گھٹیا قسم کی منشیات کی تیز بو نے اس کا استقبال کیا۔ لیکن عمران پرواہ کئے بغیر کاونٹر کی طرف مڑ گیا۔ ہال میں اس وقت خاصے لوگ موجود تھے۔ جن میں اکثریت ملاحوں کی تھی۔ کیونکہ خیابان روڈ سمندر کے کنارے پر تھا۔ اسی لئے بحری جہازوں کے ملازم زیادہ تر اسی بار پر ہی اکتفا کرتے تھے۔

"کاونٹر پر ایک نوجوان کھڑا گلاسوں کو صاف کر رہا تھا۔

"مسٹر اچار کون سی بوتل میں بند ہوں گے ——" عمران نے کاونٹر پر جا کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچار —— کیا مطلب۔ یہ بار ہے اچار کی دکان نہیں ہے ——" کاؤنٹر مین نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر باہر بورڈ پر تو اچار لکھا ہوا ہے۔ میں نے خود پڑھا ہے ——" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اچار نہیں قاچار —— یہ قاچار بار ہے ——" کاؤنٹر مین نے بے اختیار ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اچھا قاچار۔ یعنی ق کا اچار۔ یا چار بار ق۔ یہ تو ریاضی کا سوال بنتا ہے۔ چلو ایسے ہی سہی تو پھر ق کا اچار کہاں ملے گا۔ مگر پہلے یہ بتاؤ کہ یہ ق ہوتی کیا چیز ہے۔ جس کا یہاں اچار ڈالا جاتا ہے ——" عمران کی زبان ظاہر ہے اپنی عادت سے مجبور تھی۔

"تم کہاں سے آئے ہو ——" کاؤنٹر مین نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں خودرو ہوں ——" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"خودرو —— یہ کون سی جگہ ہے ——" کاؤنٹر مین شاید خودرو کا معنی نہ سمجھ سکا۔

"جو چیز خود اپنی مرضی سے پیدا ہو جائے۔ اُسے خودرو کہتے ہیں۔ یہ جو کھیتوں میں جڑی بوٹیاں ہوتی ہیں ناں انہیں خودرو کہتے ہیں" عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ جیسے استاد کلاس روم میں کسی کند ذہن بچے کو سمجھاتا ہے۔

"تو تم جڑی بوٹی ہو ——" کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ کاؤنٹر مین نے خاصی خوبصورت

بات کی تھی۔ اور عمران جب خود بات سے بات نکالتا تھا تو وہ ایسی بات کسی دوسرے کے منہ سے سُن کر محظوظ بھی ہوتا تھا۔

"اگر تم چشمہ لگوا لو۔ تو میرا خیال ہے آئندہ دیکھ کر تمہیں خود پتہ چل جائے گا کہ تم مذکر ہو یا مونث۔ میرے بتانے کا تو کوئی فائدہ نہیں" عمران نے کہا۔

"مذکر مونث۔ کیا تمہارے دماغ کا کوئی پرزہ ڈھیلا ہے ——" کاونٹر مین نے اس بار آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"جب پرزہ ڈھیلا ہو جائے تو پھر واقعی مذکر مونث کی گڈمڈ ہو جاتی ہے۔ اب تم خود سوچو جڑی بوٹی دونوں مونث ہیں۔ اس لئے نہ میں جڑی ہو سکتا ہوں اور نہ تم بوٹی ——" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا میں سمجھ گیا۔ بہرحال فرمائیے آپ کو کیا چاہیے ——" کاونٹر مین شاید اب جان چھڑانے کے موڈ میں آگیا تھا۔

"قاچار ——" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"قاچار —— وہ تو ہمارا باس ہے ——" کاونٹر مین نے کہا۔

"ابھی زندہ ہے ناں۔ کہیں خدانخواستہ کسی قبر میں پڑا قوالی تو نہیں سُن رہا ——" عمران نے کہا۔

"دیکھو تم مجھے اجنبی لگتے ہو اس لئے تمہارے مفاد میں تمہیں مشورہ دے رہا ہوں کہ باس کے متعلق کوئی فقرہ کہنے سے پہلے اپنی ہڈیاں گن لینا۔ وہ انتہائی سخت آدمی ہے ——" کاونٹر مین نے اس بار کرخت لہجے میں کہا۔

"چلو ہے کا لفظ کہہ کر تم نے یہ تو بتا دیا کہ وہ زندہ ہے۔ اب ایسا کرو اسے کہہ دو کہ تمہارا ایک دوست علی عمران ملنے آیا ہے۔ پھر دیکھنا اس کی سخت ہڈیاں کیسے نرم پڑتی ہیں ——" عمران نے کہا۔

"علی عمران۔ کیا واقعی تم نے باس سے ملنا ہے ——" کاونٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بھئی اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ کہیں کوئی گڑبڑ تو نہیں۔ کہیں جنس بدل گئی ہو تو مجھے پہلے بتا دینا۔ مجھے تو بوڑھی عورتوں سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ نصیحتوں کا پٹارہ کھول لیتی ہیں ——" عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پُراسرار سے لہجے میں کہا اور کاونٹر مین کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

"یس ——" دوسری طرف سے ایک کرخت آواز ابھری۔

"باس ایک نوجوان آپ سے ملنے آیا ہے۔ اپنا نام علی عمران بتاتا ہے ——" کاونٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ پھر دوہراؤ ——" دوسری طرف سے قاچار کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

"علی عمران آپ سے ملنا چاہتا ہے ——" کاونٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تم ہوش میں ہو۔ کیا واقعی اس نے یہی نام بتایا ہے۔ اس نام کا آدمی تو پاکیشیا میں رہتا ہے۔ یہ کہاں سے آیا ہے ——"

قاچار نے کہا۔

"آپ کہاں سے آئے ہیں ——" اس بار کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ شاید باس کی وجہ سے لہجہ بدل گیا تھا۔

"اچار بنانے والی کمپنی سے ——" عمران نے قدرے بلند آواز میں کہا۔

"ارے یہ تو واقعی علی عمران کی آواز ہے ——" دوسری طرف سے قاچار کی حیرت سے پُر آواز سنائی دی اور پھر کاؤنٹر مین ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔ لیکن دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔

"ارے ارے مجھے چھپاؤ۔ وہ خود آ رہا ہے۔ ارے مارے گئے ——" عمران نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا اور پھر بیگ سمیت وہ تیزی سے اچھلا اور کاؤنٹر پر ہاتھ رکھ کر وہ دوسری طرف جدھر وہ کاؤنٹر مین کھڑا تھا کود گیا۔ اور پھر جھک کر کاؤنٹر کے نیچے ہو گیا۔

"ارے باپ رے۔ پلیز بتانا نہیں مجھے ڈر لگ رہا ہے ——" عمران کے چہرے پر شدید خوف تھا۔ اور کاؤنٹر مین کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اسی لمحے قاچار کی آواز سنائی دی۔

"کہاں ہے علی عمران —— میرا دوست میرا بھائی ——" قاچار کے لہجے میں شدید اشتیاق نمایاں تھا۔

"بھائی صاحب مارو گے تو نہیں ——" عمران نے کاؤنٹر کے پیچھے سے سہمے سے لہجے میں کہا اور قاچار اچھل پڑا۔ اسی لمحے عمران یوں ڈرتے ڈرتے اٹھا۔ جیسے اس کی ٹانگیں کانپ رہی ہوں۔ چہرے پر مسکینیت برس رہی تھی۔

"ارے عمران۔ تم۔ تم ——" قاچار نے اچھل کر کاؤنٹر کی دوسری طرف سے ہی عمران کو گلے لگانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے۔ درمیان میں چوڑا سا کاؤنٹر تھا۔ اس لئے بات نہ بن سکی۔

"ارے مجھے باہر تو آنے دو لیکن پہلے وعدہ کرو کہ مارو گے تو نہیں" عمران نے کہا۔

"تم باہر تو آؤ پھر دیکھو میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں۔ تم نے مجھے آنے کی پہلے اطلاع کیوں نہ دی ——" قاچار نے مصنوعی طور پر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے قاچار بھائی سچ پوچھو۔ مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ تم زندہ ہو۔ میں تو عالم برزخ میں تمہیں تلاش کرتا رہ گیا ——" عمران نے تیزی سے کاؤنٹر کی سائیڈ سے باہر نکلتے ہوئے کہا اور قاچار نے جھپٹ کر اسے یوں گلے لگا لیا جیسے صدیوں کے بچھڑے ہوئے ملتے ہیں۔

"ارے ارے میری پسلیاں —— ارے یہ اچار کی پھانکیں نہیں میری پسلیاں ہیں ——" عمران نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا اور قاچار نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ صرف کاؤنٹر مین ہی نہیں بلکہ بار میں موجود ہر شخص حیرت سے اس سارے سین کو دیکھ رہا تھا۔ قاچار انتہائی سخت گیر اور سنجیدہ آدمی تھا لیکن آج تو اس کا روپ ہی علیحدہ تھا۔

"آؤ میرے ساتھ ——" قاچار نے عمران کو بازو سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔

"ارے میرا بیگ ——" عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آ جائے گا —— آ جائے گا ——" قاچار نے کہا اور پھر وہ

عمران کو لئے ایک راہداری سے گزرتا ہوا ایک بڑے سے کمرے میں لے آیا۔ یہ خاصا شاندار قسم کا دفتر تھا۔

"بیٹھو ——— سب سے پہلے یہ بتاؤ کیا پیو گے ———" قاچار نے

"سادہ پانی ———" عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ ابھی تک ویسے کے ویسے ہی ہو ———" قاچار نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر دو کوکا کولا کی بوتلیں لانے کا حکم دیا۔

"ہاں اب بتاؤ کہ کب آئے اور کیسے آئے ———" قاچار نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ حقیقی مسرت سے کھلا جا رہا تھا۔

"کب آنے والی بات تو بتا دیتا ہوں۔ آج ہی آیا ہوں۔ لیکن دوسری بات نہ پوچھو ورنہ یہ تمہارا مسرت سے دمکتا ہوا چہرہ بجھ جائے گا ———" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا کوئی ٹریجڈی ہو گئی ہے ———" قاچار نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے میں خود سب سے بڑی ٹریجڈی ہوں۔ میں تو تمہاری بات کر رہا ہوں ———" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ بات نہیں۔ تم کہو تو سہی۔ میں پاکیشیا میں کمزور تھا۔ یہاں میں نے اپنی پالیسی ہی اور رکھی ہے اور اب انقرہ میں قاچار کے نام کا ڈنکا بجتا ہے۔ تم فکر نہ کرو ———" قاچار نے سینہ پھیلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈنکا ——— تمہارا ——— میں نے تو سنا ہے یہاں راونڈ میڈز کا

ڈھول بجتا ہے۔ تمہارے ڈنکے کی آواز ہی سنائی نہیں دی کہیں" عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ یہ بات نہیں ——— راونڈ میڈز بہت بڑی تنظیم ہے۔ میرا اس سے کیا مقابلہ۔ میں تو اپنے لیول کی بات کر رہا ہوں۔ اوہ کہیں تم راونڈ میڈز کے خلاف کام کرنے تو نہیں آئے ———" اس بار قاچار نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے کوکا کولا کی دو بوتلیں لا کر ان کے سامنے رکھ دیں اور پھر واپس مڑ گیا۔

"میں نے کہا نہیں تھا کہ کیسے آنے کی بات نہ پوچھو۔ ورنہ تمہارا چہرہ بجھ جائے گا اور دیکھو ابھی تو میں نے کچھ بتایا ہی نہیں لیکن تمہارا یہ حال ہو رہا ہے ———" عمران نے بوتل اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"دیکھو عمران ——— تم قاچار کو اچھی طرح جانتے ہو۔ پھر ایسی بات کیوں کرتے ہو۔ اگر تم واقعی راونڈ میڈز کے خلاف کام کرنے آئے ہو۔ تو سمجھ لو کہ میں تم سے زیادہ راونڈ میڈز کا دشمن ہوں۔ میری لاش سے گزر کر ہی راونڈ میڈز تم تک پہنچ سکتے ہیں ———" قاچار نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوہ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم گھبراؤ نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں راونڈ میڈز کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ لیکن تم سامنے نہیں آؤ گے۔ تم نے بہرحال یہیں رہنا ہے ———" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ تو اس کا مطلب ہے۔ خدا نے لوگوں کی سن لی اور راونڈ میڈز کے بُرے دن آخر آ ہی گئے ———" قاچار نے بڑے اطمینان کا

ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو لوگ اتنے تنگ ہیں ان لوگوں سے——" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنگ لوگ ان کے بے پناہ ظلم سے سسک رہے ہیں۔ یہ لوگ تو درندے ہیں درندے——" قاچار نے کہا۔

"اچھا چھوڑو یہ تو ہوتا رہے گا۔ اب پہلے میری بات سن لو۔ مجھے فوری طور پر کوئی پرائیویٹ رہائش گاہ چاہیے۔ جہاں ایک کار کا کچھ اسلحے کا بھی بندوبست ہو——" عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"مل گئی سمجھو—— اور بولو——" قاچار نے جواب دیا۔

"اور میرے دو ساتھی آئیں گے دونوں حبشی ہیں۔ دیو ہیکل حبشی۔ انہیں اس رہائش گاہ تک پہنچا دینا اور بس اس کے بعد تمہارا میرا تعلق صرف فون پر رہے گا——" عمران نے جواب دیا۔

"کیا تم واقعی اکیلے ہی راونڈ ہیڈز سے ٹکرانا چاہتے ہو——" قاچار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو قاچار تم میرے دوست ہو۔ میں تو صرف سپروائزر ہوں۔ میں نے یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف مصطفےٰ بے کے کہنے پر ایک فائٹ گروپ کو ہائر کر دیا ہے۔ جولیا فائٹ گروپ۔ یہ گروپ انتہائی تیز رفتار اور خوفناک گروپ ہے۔ وہ یہاں پہنچ گیا ہے۔ راونڈ ہیڈز سے مقابلہ تو اصل اسی کا ہوگا۔ میں تو صرف یہاں اس لئے آیا ہوں تاکہ اپنا کمیشن کھرا کر سکوں اور بس——" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ لیکن یہ گروپ کہاں کا ہے۔ میں نے پہلے کبھی اس گروپ کا

نام نہیں سنا——" قاچار نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اب تو سن لیا ہے۔ اس کی باس سوئٹزرلینڈ کی ہے۔ باقی ممبران پاکیشیا کے ہیں——" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ بہرحال اس گروپ کو بھی اگر کسی تعاون کی ضرورت پڑے تو میں حاضر ہوں——" قاچار نے جواب دیا اور عمران سمجھ گیا کہ قاچار دل سے چاہتا ہے کہ راونڈ ہیڈز کا خاتمہ ہو اور وہ اپنے قدم ان کی جگہ جمائے۔ بہرحال عمران کو اس سے کوئی مطلب نہ تھا کہ قاچار کیا چاہتا ہے اور کیا نہیں۔

"اب مجھے روانہ کرو۔ کیونکہ راونڈ ہیڈز میرے پیچھے ہوں گے میں ہوٹل منی مون سے انہیں غچہ دے کر آیا ہوں۔ اس لئے میں نے تمہارے کاونٹرمین کو پرنس آف ڈھمپ کی بجائے اصل نام علی عمران بتایا تھا اور جان بوجھ کر پاکیشیا کا نام نہ لیا تھا——" عمران نے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے ٹکراؤ شروع ہو چکا ہے——" قاچار نے چونکتے ہوئے کہا۔

ابھی تو صرف تعارف ہوا ہے۔ ٹکراؤ تو ابھی ہوگا——" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے—— میں کاونٹرمین کو سمجھا دوں گا۔ تم آؤ عقبی طرف سے چلتے ہیں——" قاچار نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر چابیوں کا ایک سیٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ کوٹھی کی چابیاں ہیں اس میں کار کی چابیاں بھی موجود ہیں۔ کار وہیں گیراج میں موجود ہے——" قاچار نے کہا۔

"تمہارے ساتھ چلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے صرف پتہ بتادو میں ابھی تمہیں ریزرو سٹاک میں رکھنا چاہتا ہوں ——" عمران نے چابیوں کا سیٹ لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ جیسے تمہاری مرضی۔ یہ کوٹھی گارڈن ٹاؤن میں ہے۔ کوٹھی نمبر ہے تو بیس ——" قاچادر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کی بات سمجھ گیا تھا کہ عمران فی الحال قاچار سے کوئی لنک ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا

"او۔کے تھینک یو ——" عمران نے کہا اور پھر چابیوں کا سیٹ جیب میں ڈال کر وہ دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک رک گیا۔

"اوہ تمہارے پاس کوئی میک اپ باکس ہے یہاں ——" عمران نے مڑ کر پوچھا۔

"ہے تو نہیں منگوا دیتا ہوں ——" قاچادر نے کہا۔

"کسی اور کو مت بھیجو خود جاؤ اور میرا بیگ بھی یہاں پہنچوا دو ——" عمران نے واپس آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور قاچادر سر ہلاتا ہوا دفتر سے باہر نکل گیا۔

عمران چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ مگر دوسرے لمحے رک گیا کیونکہ یہاں کی انکوائری کا نمبر تو اسے معلوم ہی نہ تھا اور پھر چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے مصطفےٰ بے کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس مصطفےٰ اینڈ کمپنی ——" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز آئی۔

"مصطفےٰ بے منیجنگ ڈائریکٹر سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے ڈائریکٹ لائن پر بات کر رہا ہوں ——" عمران نے جان بوجھ کر اپنی یہاں موجودگی کو ظاہر نہ کرنے کے لیے کہا۔

"کون صاحب بول رہے ہیں ——" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"علی عمران ——" عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

"ہولڈ آن کیجئے ——" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد مصطفےٰ بے کی آواز گونجی۔

"یس منیجنگ ڈائریکٹر مصطفےٰ بے بول رہا ہوں ——" مصطفےٰ بے کا لہجہ خاصا محتاط تھا۔

"بے نے تو بولنا ہی ہے۔ بولنا تو بے سے ہی شروع ہوتا ہے اور ایک لفظ اور بھی ہے وقوف اس سے پہلے بے لگانے کی دیر ہے اور بس ——" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ ——" اس بار مصطفےٰ بے قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بے لگانے سے پہلے ہی سمجھ گئے۔ خاصے سمجھدار ہو۔ سناؤ موسم کا کیا حال ہے تمہاری طرف سے ——" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب موسم بڑا ابر آلود شروع ہو گیا ہے۔ ابھی میں نے محکمہ موسمیات کی رپورٹ سنی ہے۔ ایک بار بجلی چمکی ہے۔ پہلی چمک جو بار میں ہوئی تھی وہ تو خالی تھی۔ البتہ تعارف ہو گیا۔ اس کے بعد بجلی ایک سڑک پر گری اور دو گھر جل گئے ہیں۔ محکمہ موسمیات کے ڈائریکٹر نے مجھے فون کیا تھا۔ میں نے انہیں جدید لیبارٹری کے لیے جگہ مہیا

کردی ہے ۔۔۔۔" مصطفٰے بے نے عمران کا کوڈ سمجھتے ہوئے انہی الفاظ میں ساری بات بتادی۔ آخر وہ بھی سیکرٹ سروس کا چیف تھا۔

"کیا ردِّعمل ہے اس موسم کا ۔۔۔" عمران نے پوچھا۔

"ردِّعمل جہاں تک میں نے معلوم کیا ہے۔ خاصی بوکھلاہٹ آمیز ہے۔ کچھ لوگ ہوٹل بلسان میں آکر ٹھہرے تھے۔ وہ اب بجلی چمکنے کے بعد واپس نہیں گئے لیکن ان کا سامان وہاں موجود ہے۔ اس سامان سے ان کے پاسپورٹ، تصاویر مل گئی ہیں۔ اور اب انہیں بڑی شدت سے تلاش کیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ پولیس بھی اس تلاش میں شامل ہے ۔۔۔" مصطفٰے بے نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ اب اگر ان سے ملاقات ہو تو کہہ دینا کہ وہ محتاط رہیں۔ اچھا گڈ بائی ۔۔۔" عمران نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ کیونکہ اس نے دفتر کے دروازے کے باہر قدموں کی آواز سن لی تھی۔ چند لمحوں بعد قاچار اندر داخل ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں عمران کا بیگ تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایک بڑا سا ڈبہ۔ وہ بازار سے نیا میک اپ باکس لے آیا تھا۔

عمران نے اس کے ہاتھ سے میک اپ باکس لیا اور پھر اٹیچڈ باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو قاچار حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہ گیا۔ عمران کی شکل بالکل بدل گئی تھی۔ اب وہ مقامی ترک لگ رہا تھا۔

"آنکھوں کو مزید چوڑا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ لمبائی ختم ہو کر صرف چوڑائی باقی رہ جائے ۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ بیگ اٹھائے ٹاٹا کرتے ہوئے دفتر سے باہر نکلتا چلا گیا۔

جشیکا بار اس وقت ہر قسم کے افراد سے بھرا ہوا تھا۔ ہال میں پانچ راؤنڈ ہیڈز بھی موجود تھے۔ وہ بڑے چوکنا نظر آ رہے تھے۔ کاؤنٹر پر ایک راؤنڈ ہیڈ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بھی کاؤنٹر کے نچلے خانے میں سٹین گن اس انداز میں رکھی ہوئی تھی کہ پلک جھپکنے میں نہ صرف اُسے اٹھانے بلکہ اُسے آسانی سے استعمال بھی کر سکے۔ بار کے گیٹ کے باہر بھی خلافِ معمول دو راؤنڈ ہیڈ سٹین گنیں اٹھائے کھڑے تھے۔ وہ اندر آنے والے ہر شخص کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ چونکہ بار میں آنے والے اکثر افراد جانے پہچانے تھے۔ اس لیے وہ بس دیکھنے پر ہی اکتفا کر رہے تھے۔ بار کے نچلے تہہ خانوں میں ہونے والا جوا بھی اپنے پورے عروج پر تھا اور شیشے کی دیواروں والے کمرے میں آغا جمشید اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہال میں ہونے والے جوئے اور کھیلنے والے افراد کو بغور دیکھ رہا تھا۔

"اے تم کون ہو ——" اچانک گیٹ پر کھڑے ہوئے راؤنڈ ہیڈز نے دو افراد کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر کرخت لہجے میں کہا۔

"ہم بار میں جانا چاہتے ہیں" —— ان میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم ہو کون ——؟ پہلے اپنی شناخت کراؤ" —— اسی راؤنڈ ہیڈ نے پہلے سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"شناخت —— اب بار میں جانے کے لئے شناخت کرانی پڑے گی" —— دوسرے آدمی نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور اسی لمحے دو افراد انہیں دھکا دے کر ایک طرف ہٹاتے ہوئے بار میں داخل ہوئے۔

"تم بول کیسے رہے ہو۔ جانتے ہو ہم کون ہیں ——" راؤنڈ ہیڈ کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔

"سنو جناب۔ غصے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کو ہمارے اندر جانے پر اعتراض ہے تو ہم واپس چلے جاتے ہیں۔" پہلے آدمی نے نرم لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ راؤنڈ ہیڈز کوئی جواب دیتے ایک مرد اور ایک عورت سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آئے اور ان کے قریب پہنچتے ہی پہلے سے موجود دونوں افراد نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور وہ دونوں راؤنڈ ہیڈز اڑ کر نیچے سیڑھیوں پر جا گرے۔ ان کی سٹین گنیں ان کے ہاتھوں سے نکل کر ان آدمیوں کے ہاتھوں میں تھیں۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے۔ سٹین گن کی ریٹ ٹیٹ سے ماحول گونج اٹھا۔ اور ساتھ ہی سڑک پر گرنے والے دونوں راؤنڈ ہیڈز خون سے لت پت ہو گئے۔

"تم یہیں ٹھہرو صفدر ——" اس عورت نے چیخ کر کہا اور پھر وہ اچھل کر تیزی سے بار میں داخل ہوئی جہاں موجود راؤنڈ ہیڈز باہر ائرنگ کی آواز ابھرتے ہی تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ رہے تھے۔

"رک جاؤ —— جولیا فائٹ گروپ آگیا ہے ——" عورت نے یوں چیختے ہوئے کہا جیسے وہ صرف انہیں اطلاع دے رہی ہو۔ اور جولیا فائٹ گروپ کا نام سنتے ہی ہال میں چیخیں سی گونجیں۔

"کہاں ہے کہاں ہے ——؟" دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے راؤنڈ ہیڈز نے چیختے ہوئے پوچھا۔ اور جولیا فائٹ گروپ کا نام سنتے ہی کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے راؤنڈ ہیڈز نے بھی سٹین گن سنبھال لی۔

"میں ہوں جولیا فائٹ گروپ کی باس جولیا نافٹز واٹر —— فائر ——" جولیا نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے منہ سے فائر کی آواز نکلتے ہی ہال میں تڑتڑاہٹ کی آوازیں گونج اٹھیں اور پھر وہ پانچوں راؤنڈ ہیڈز جو اب مختلف جگہوں سے بھاگ کر دروازے کی طرف آنے کے لیے ایک جگہ اکٹھے ہو گئے تھے ایک ہی فائر میں چیختے ہوئے فرش پر گرے اور جولیا نے انتہائی پھرتی سے گھوم کر کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے راؤنڈ ہیڈ پر فائر کھول دیا۔ اب تو ہال میں ہڑبونگ سی مچ گئی۔ وہ سب بری طرح چیخ رہے تھے۔

"سنو ہماری تم لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں۔ لیکن اگر کسی نے ہمارے راستے میں آنے کی کوشش کی تو پھر ......" جولیا نے چیخ کر کہا اور اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز ایک بار پھر گونجی اور ہال کے درمیان میں لٹکا ہوا فانوس ایک دھماکے سے نیچے آ گرا۔ ہال میں روشنی اسی

فانوس کی مدد ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس پر قریباً ڈیڑھ سو کے قریب بلب بڑے خوبصورت انداز میں سجائے گئے تھے۔ فانوس کے ٹوٹتے ہی یک لخت ہال میں اندھیرا سا چھا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہال میں بیٹھا ہوا ہر شخص بُری طرح چیختا ہوا دروازے کی طرف لپکا اور پھر اندھیرے میں عورتوں اور مردوں کی چیخوں سے ہال گونجتا رہا۔ بے شمار افراد ایک دوسرے کے پیروں تلے آکر روندے گئے۔ چند لمحوں بعد ہال یک لخت سرخ لائٹوں کی تیز روشنی سے جگمگا اٹھا اور پھر ہال میں راؤنڈ ہیڈز کی کثیر تعداد نظر آنے لگی۔ جس میں آقا جمشید بھی موجود تھا۔

فرش پر ہر طرف بچھے ہوئے راؤنڈ ہیڈز زخمی پڑے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد دروازے کے قریب زیادہ تھی۔ جبکہ کاؤنٹر پر ایک راؤنڈ ہیڈ اوندھا پڑا ہوا تھا۔ اور دروازے سے کچھ فاصلے پر پانچ راؤنڈ ہیڈز اکٹھے مرے پڑے تھے۔ لوگ بے تحاشا دروازے سے باہر نکل رہے تھے۔

"کہاں ہیں — کہاں ہیں یہ لوگ —" آقا جمشید کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"باہر نکل گئے ہیں۔ ہڑبونگ کا فائدہ اٹھا کر —" ایک راؤنڈ ہیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو یہاں کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ نکلو باہر اور بھون ڈالو ہر شخص کو بھون ڈالو۔ جن پر بھی شک ہو۔ اُسے کُتّے کی موت مار ڈالو" آقا جمشید نے پیر پٹختے ہوئے کہا اور ہال میں موجود پچاس کے قریب راؤنڈ ہیڈ تیزی سے دروازے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ ان کے چہروں پر وحشت اور شیطانیت چھا چکی تھی۔ آقا جمشید کی طرف سے انہیں کھلے عام قتل کا حکم مل چکا تھا اور ظاہر ہے اس حکم کے ملنے کے بعد وہ کھل کر اپنی خباثت اور شیطانیت کا مظاہرہ کر سکیں گے۔ چنانچہ وہ سٹین گنیں سنبھالے دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔

جشیکا بار کے گیٹ سے ذرا ہٹ کر دو بڑی گلیوں کے کونوں میں ایک ایک کار موجود تھی۔ ایک کار کے اسٹیرنگ پر جولیان اور دوسری کار کے سٹیرنگ پر صدیقی موجود تھا۔ جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا بازار میں پھیل کر مختلف ستونوں کی آڑ میں کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے اوور کوٹوں کے اندر اسٹین گنیں موجود تھیں۔ وہ آج ایک باقاعدہ منصوبہ بنا کر یہاں آئے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ جشیکا بار میں موجود راؤنڈ ہیڈز اس بار خاصے چوکنے ہوں گے اس لیے انہوں نے یہ پروگرام بنایا تھا۔ پہلے صفدر اور کیپٹن شکیل جشیکا بار پہنچے۔ لیکن توقع کے عین مطابق گیٹ پر کھڑے ہوئے راؤنڈ ہیڈز نے انہیں روک لیا اور پھر منصوبے کے مطابق تنویر اور جولیان انہیں دھکیلتے ہوئے اندر چلے گئے۔ وہ اس انداز میں اندر گھسے کہ واپسی کے وقت فوراً ہی دروازے تک پہنچ سکیں۔ اور ان کے

اندر آنے کے چند لمحوں بعد ہی باہر سے دھماکوں اور فائرنگ کی آواز سنائی دی اور جولیا اندر داخل ہوئی اور اس نے پہلے سے طے شدہ فقرہ دہرایا اور تنویر اور چوہان جو پہلے ہی ہال میں موجود راؤنڈ ہیڈز کو ٹارگٹ میں لئے کھڑے تھے فائر کھول دیا۔ کاؤنٹر مین پر جولیا نے گولی چلا دی اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے ہی فانوس کی زنجیر پر فائر کیا اور پھر جیسے ہی اندھیرا ہوا وہ سب لپک کر دروازے سے باہر کو لپکے۔ انہیں معلوم تھا کہ ان کی تلاش کے راؤنڈ ہیڈز باہر آئیں گے۔ اس لئے پلاننگ کے مطابق چوہان اور صدیقی تو بھاگتے ہوئے گلیوں کے سروں پر کھڑی ہوئی کاروں کے سٹیرنگ پر بیٹھ گئے جبکہ باقی سب نے اسی انداز میں پوزیشنیں سنبھال لیں کہ جیسے ہی راؤنڈ ہیڈز باہر نکلیں وہ ان پر فائر بھی کھول سکیں اور ضرورت کے وقت بھاگ کر کاروں میں بھی سوار ہو سکیں۔

باہر بازار میں بھگدڑ مچی ہوئی تھی۔ لوگ ادھر اُدھر گلیوں میں دوڑتے چلے جا رہے تھے۔ بار سے نکلنے والے افراد بھی جس قدر تیزی سے ممکن ہو سکتا تھا غائب ہوتے جا رہے تھے اور ستونوں کی آڑ میں کھڑے ہوتے جولیا اور اس کے ساتھی حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ انہیں اب اندازہ ہو رہا تھا کہ شہر کے لوگوں پر راؤنڈ ہیڈز کی کتنی دہشت ہے اور پھر چند لمحوں بعد وہ چوکنے ہو گئے کیونکہ انھوں نے راؤنڈ ہیڈز کو بار کے دروازے سے باہر نکلتے دیکھا۔ باہر نکلتے ہی راؤنڈ ہیڈز بے تحاشا فائرنگ کرنے لگے۔ وہ ہوا میں ہی گولیاں چلا رہے تھے۔ دس بارہ افراد ان کی فائرنگ کی زد میں بھی آئے لیکن اس سے زیادہ افراد نشانے

آسکے کیونکہ بازار سنسان پڑا ہوا تھا۔ اب دروازے سے بس قریب راؤنڈ ہیڈز باہر آچکے تھے۔ اور ابھی تک وہ باہر آتے جا رہے ۔ وہ سب سڑکوں پر پھیل رہے تھے کہ اتنے میں جولیا کے منہ نکلنے والی ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجی اور ستونوں کی آڑ میں کھڑے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل نے اوور کوٹوں سے سٹین گنیں نکالیں دوسرے لمحے راؤنڈ ہیڈز پر جوابی فائرنگ شروع ہو گئیں۔ راؤنڈ ہیڈز کھلی جگہ پر کھڑے تھے۔ اس لئے پہلے ہی راؤنڈ میں ان کی خاصی ڈھیر ہو گئی۔ باقی راؤنڈ ہیڈز نے اچھل کر پوزیشنیں لینے کی شش کی۔ کچھ نے واپس دروازے کی طرف بھاگنا چاہا لیکن جونیب ٹ گروپ تو ان کے لئے موت کا فرشتہ بن چکے تھے۔

اسی لمحے جولیا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی عجیب ساخت کی گن ٹریگر دبا دیا اور میزائل کی طرز کا ایک چھوٹا سا بم اس کی گن کے چوڑے نے سے نکل کر سیدھا جشیکا بار کے شیشے کے دروازے ٹکرایا۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ان کی چیخوں کے تھ ہی دروازہ اکھڑ کر اندر جا گرا۔ اب وہاں خلا تھا اور پھر دوسرا بم تا ہوا اس خلا کے اندر جا گرا اور ایک اور دھماکہ ہوا اور اندر ہیں گونجیں۔ مگر دوسرے لمحے جشیکا بار کی اوپر والی کھڑکیوں سے پر بھی گولیوں کی جیسے بارش ہو گئی۔ اسی لمحے انہیں دور سے یس گاڑیوں کے سائرن سنائی دیئے اور جولیا نے میزائل بم کا ماکہ اوپر والی کھڑکیوں پر کیا اور وہاں سے بھی چیخوں کا طوفان سا نا۔ لیکن فائرنگ کونوں سے مسلسل ہوتی رہی۔

"بھاگو پولیس آ رہی ہے ——"۔ جولیا نے چیخ کر کہا اور پھر وہ سب تیزی سے زمین پر گر کر رینگتے ہوئے کاروں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ زمین پر گرنے کی وجہ سے وہ گولیوں کی زد سے باہر تھے کیونکہ گولیاں اب بڑے محتاط انداز میں پہلے ٹارگٹس پر کی جا رہی تھیں اور احساس ہوتا تھا کہ پہلے وہ لوگ سوچے سمجھے بغیر ہی فائرنگ کر رہے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ سب کاروں تک پہنچ گئے۔ جولیا اور کیپٹن شکیل چوہان والی کار میں اور تنویر اور صفدر صدیقی والی کار میں پہنچے تھے۔ اُن کے کاروں میں داخل ہوتے ہی دونوں کاریں ایک جھٹکے سے آگے بڑھیں اور پھر چوڑی گلیوں میں دوڑتی چلی گئیں۔ دونوں گلیاں آگے جا کر ایک بڑی سی سڑک پر مل جاتی تھیں اور اس طرح چند ہی لمحوں بعد دونوں کاریں بڑی سڑک پر پہنچ کر ایک دوسرے کے پیچھے دوڑنے لگیں۔ اس سڑک پر خاصی کاریں تھیں۔ اس لئے وہ اطمینان سے کاریں چلاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ کہ اچانک ایک بائی روڈ سے پولیس کی دو کاریں عقاب کی طرح جھپٹیں اور پھر دوسرے لمحے ان میں ایک آگے جانے والی صدیقی کی کار کی طرف اور دوسری چوہان والی کار کی طرف اس انداز میں جھپٹی جیسے سیدھی ان سے ٹکرا جائے گی لیکن صدیقی اور چوہان پولیس کی کاروں کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر پہلے ہی چوکنا ہو گئے تھے۔ چنانچہ انھوں نے انتہائی مہارت سے کاروں کا رُخ بائیں طرف کو موڑ دیا اور پھر دونوں کاریں ٹائروں کی چیختی ہوئی آوازیں نکالتی ہوئیں دکانوں کے آگے رکھے ہوئے سامان سے ٹکراتی ہوئی پلک جھپکنے میں مڑیں ان کا رخ دوبارہ پیچھے کی طرف

وگیا۔ اور دونوں پولیس کاریں ان کی کاروں کے اچانک مڑ جانے وجہ سے بروقت نہ رک سکیں۔ اور پوری سپیڈ سے دوڑتی ہوئیں ردار دھماکوں سے دکانوں کے شوکیسوں کو توڑتی ہوئیں اندر گھستی ی گئیں۔

"ویل ڈن ——" جولیا اور صفدر نے بیک وقت اپنے اپنے تھیوں کو شاباش دیتے ہوئے کہا اور دونوں کاریں پیچھے سڑک ر جانے کی بجائے ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئیں ایک گلی گھستی چلی گئیں اور گلی کراس کر کے وہ جیسے ہی ایک اور سڑک پر یں اچانک پولیس کاروں کے سائرن گونج اٹھے اور دو پولیس ڑیاں تیزی سے ان کے تعاقب میں دوڑنے لگیں۔ وہ شاید اس ڑک پر پہلے سے مورچہ سنبھالے ہوئے تھیں۔

جولیا نے یہ صورت حال دیکھتے ہی تیزی سے ایک چھوٹا سا انسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"جولیا سپیکنگ —— اگلی گلی میں ہم مڑ رہے ہیں۔ پیچھے آنے الی پولیس کاروں پر بم فائر کر دو اور گلی میں مڑ جاؤ۔ وہاں ہم نے کاروں کو چھوڑ دینا ہے اوور اینڈ آل ——"۔ جولیا نے چیخ کر کہا اور ں کی بات ختم ہوتے ہی ایک تنگ سی گلی چوہان کو نظر آئی اور چوہان نے پھرتی سے کار اس گلی میں موڑ دی۔ اسی لمحے پیچھے آنے والی صدیقی کی کار نے اپنے تعاقب میں آتی ہوئیں پولیس کاروں پر بم لٹ فائر کئے گئے اور دونوں پولیس جیپیں زوردار دھماکوں سے ڑک پر ہی بکھرتی چلی گئیں۔ اور صدیقی نے بھی کار اسی گلی میں موڑ دی

چوہان نے گلی کے درمیان میں پوری قوت کے ساتھ بریک لگا
اور پھر وہ جولیا اور کیپٹن شکیل تیزی سے کار سے باہر نکل آئے۔ دو
لمحے صدیقی نے بھی بریک لگائے اور پھر صدیقی، تنویر اور صفدر بھی
باہر آگئے۔ گلی ابھی تک سنسان تھی۔ اس گلی میں دونوں طرف کی
عمارتوں کے عقبی حصے تھے جن میں صرف کھڑکیاں ہی تھیں۔ کوئی درو
موجود نہ تھا۔

نیچے اترتے ہی وہ سب سڑک کی طرف بھاگے۔ لیکن اسی لمحے دونو
اطراف سے دو پولیس جیپیں سائرن بجاتی ہوئیں اندر داخل ہوئیں

" خبردار ہاتھ اٹھا لو۔ اب تم بھاگ نہیں سکتے ——" میگافون
کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور صورتِ حال ایسی بن گئی تھ
کہ وہ سب ایک لمحے میں مارے جا سکتے تھے۔ اس لئے جولیا نے
فوری طور پر ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن نیچے پھینکی اور ہاتھ اٹھا لئے۔ اور
چونکہ جولیا لیڈر تھی۔ اس لئے باقی سب کو بھی اس کی پیروی کرنی پڑ
اور چند ہی لمحوں بعد انہیں پولیس والوں نے بڑی بے دردی سے
نیچے گرا کر ان کے ہاتھ پیچھے کر کے آٹومیٹک ہتھکڑیاں پہنا دی اور
جولیا فائٹ گروپ پہلے ہی حملے میں پوری طرح قابو میں آگیا۔ ان سب
کے چہرے بری طرح وحشت زدہ تھے۔ خاص طور پر تنویر کی حالت
بے حد وحشت ناک تھی وہ غصے اور وحشت سے دانت پیس ر
تھا۔ ایکسٹو نے اسے خاص طور پر اگر جولیا کی ہدایت پر فوری عمل
کرنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو وہ شاید اس وقت جولیا کی پرواہ نہ کرتا۔ ا
کی زندگی میں شاید یہ پہلا موقع تھا کہ وہ اس طرح بغیر کسی جان تو

دفاع کے دشمنوں کے قبضے میں آگئے تھے۔

ہتھکڑیاں ڈال کر انہیں بری طرح دھکیل کر پولیس جیپ میں ڈالا گیا اور دوسرے لمحے پولیس جیپیں ایک دوسرے کے پیچھے سائرن بجاتی ہوئیں سڑک پر دوڑنے لگیں۔ جولیا سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی جبکہ سب کی نظریں جولیا پر جمی ہوئی تھیں۔ ان نظروں میں ناگوار تاثر صاف جھلک رہا تھا۔

" کاش یہاں جولیا کی جگہ عمران ہوتا تو ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا ——" اچانک تنویر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" خاموش رہو —— ورنہ جان سے مار دیں گے ——" ساتھ بیٹھے ہوئے سپاہی نے تنویر کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سپاہی کو تھپڑ بہت مہنگا پڑا۔ کیونکہ تنویر نے غضب ناک انداز میں چیختے ہوئے اچھل کر پوری قوت سے اس سپاہی کی ناک پر ٹکر ماری سپاہی جیپ کے پچھلے حصے پر بیٹھا ہوا تھا۔ غضبناک انداز میں ماری گئی ٹکر کھاتے ہی اڑتا ہوا اچھل کر نیچے سڑک پر جا گرا اور دوسرے لمحے ٹائروں کی زوردار آوازوں کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ نکلی اور وہ سپاہی پیچھے آنے والی پولیس جیپ کے ٹائروں کے نیچے بری طرح کچلا گیا۔ جیپ میں بیٹھے ہوئے دوسرے سپاہی بے اختیار تنویر پر پل پڑے لیکن اس بار باقی ممبر بھی سپاہیوں پر پل پڑے۔ وہ ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے صرف کاندھوں اور پیروں کی ضربیں لگانے پر مجبور تھے۔ البتہ جہاں موقع مل جاتا وہ ٹکریں مار دیتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جیپ کے پچھلے حصے میں انتہائی خوف ناک

لڑائی شروع ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی جیپ کے ٹائر چیخ اٹھے اور جیپ تیزی سے ایک طرف رکتی چلی گئی اور پھر آگے بیٹھے ہوئے دو پولیس مین باہر نکلے۔ اور انھوں نے پیچھے آکر سٹین گنوں کے ہٹوں سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو پیٹنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں میں ہی جولیا اور اس کے بپھرے ہوئے ساتھیوں پر قابو پا لیا گیا۔ اس بار انھیں جیپ کے اندر اوندھے منہ لٹا کر سپاہی ان کے اوپر چڑھ بیٹھے تاکہ وہ کوئی حرکت نہ کر سکیں۔ صرف جولیا کو سیدھا بٹھایا گیا۔

"کاش ہمیں پولیس کمشنر نے تمھیں گولی مارنے کا حکم دیا ہوتا" سپاہیوں نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

جیپیں ایک بار پھر چل پڑیں۔ اب ٹائروں کے نیچے آکر کچلے جانے والے سپاہی کی لاش پچھلی جیپ پر لدی ہوئی تھی۔ جبکہ آگے والی جیپ میں سوائے جولیا کے وہ سب اوندھے منہ پڑے ہوئے تھے۔ اور دو دو، تین تین سپاہی ان کے پشتوں پر چڑھے بیٹھے تھے۔

جیپیں دوڑتی ہوئی ایک بائی روڈ پر مڑیں اور پھر ایک عمارت میں گھستی چلی گئیں۔ جیپوں کے رکتے ہی سپاہی اچھل کر جیپوں سے باہر آئے۔ یہ کسی زرعی فارم کا کمپاؤنڈ سا تھا۔ اس میں ایک بند باڈی کا ٹرک پہلے سے موجود تھا۔ اور چار راؤنڈ ہیڈز وہاں اسٹین گنیں اٹھائے کھڑے تھے اور پھر سپاہیوں نے گنوں کے زور پر جولیا اور اس کے ساتھیوں کو باہر نکالا۔ ان کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور چہروں پر زخموں کے نشانات تھے۔

"یہ انتہائی خطرناک ہیں۔ کاش پولیس کمشنر نے ہمیں انھیں گولی

مارنے کا حکم دیا ہوتا تو میں ایک ایک کے جسم میں پورا برسٹ مارتا ——" سپاہیوں کے انچارج نے جس کے کاندھے پر دو سٹار موجود تھے دانت پیستے ہوئے وہاں موجود راؤنڈ ہیڈز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ تمھاری خواہش تھوڑی دیر میں پوری ہو جائے گی۔ ہم ایک ایک برسٹ تمھارے نام کا بھی ماریں گے ——" ایک راؤنڈ ہیڈ نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر انھیں سٹین گنوں کے زور پر اس بند باڈی کے ٹرک کے پچھلے حصے میں سوار کر دیا گیا۔ اور ٹرک کا فولادی دروازہ باہر سے بند کر کے اسے لاک کر دیا گیا۔ یہ ٹرک اپنی ساخت کی بنا پر بم پروف دکھائی دے رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی ٹرک حرکت میں آگیا۔ اس کے فرش پر بیٹھے ہوئے جولیا اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے تھے۔ ان سب کی شکلیں بگڑی ہوئی تھیں۔

"جولیا یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا۔ اس گلی میں تم مڑی ہی کیوں جہاں ہم چھپ نہ سکتے تھے ——" تنویر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اب مجھے کیا معلوم کہ اس گلی میں کیا ہے اور تمھیں کس نے کہا تھا کہ تم اس حالت میں الجھ پڑو ——" جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تنویر خاموش ہو جاؤ۔ اب آپس میں لڑنے کا کوئی فائدہ نہیں ہمیں اب اس قید سے نکلنے کے متعلق سوچنا چاہیے ——" صفدر نے نرم لہجے میں کہا۔

"آج مجھے عمران کی اہمیت کا احساس ہوا ہے۔ وہ شخص واقعی گریٹ ہے۔ کاش وہ ہمارے ساتھ ہوتا تو ہم کم از کم اس طرح حقیر مجرموں کی طرح نہ پکڑے جاتے ——" تنویر نے دانت پیستے ہوئے کہا اور سارے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔ تنویر کے یہ فقرے عمران کے لئے سب سے بڑا اعزاز تھے۔ کیونکہ کم از کم تنویر جیسے آدمی سے وہ عمران کے حق میں ایسے فقرے سننے کی توقع بھی نہ رکھتے تھے لیکن آج وہی تنویر جو ہمیشہ عمران کے خلاف بولتا تھا عمران کی عدم موجودگی میں اس کی عظمت کا قصیدہ پڑھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"میری پنڈلی کے ساتھ چھوٹا سا ریوالور موجود ہے ——" اچانک کیپٹن شکیل نے پنڈلی پر بندھے ہوئے ہاتھ مارتے ہوئے خوشی سے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کے پیچھے بندھے ہوئے ہاتھوں میں ایک چپٹا سا ریوالور موجود تھا اور اس ریوالور کو دیکھتے ہی سب کے چہرے مسرت سے دمک اٹھے۔ اب ہتھکڑیاں توڑنے کی سبیل پیدا ہو گئی ہے۔ اور پھر صفدر نے سب سے پہلے مڑ کر اپنے دونوں ہاتھ کیپٹن شکیل کی پشت کی طرف کر دیئے اور کیپٹن شکیل نے ریوالور کی نال ہتھکڑی کے درمیانی کلپ پر اس انداز میں رکھی کہ گولی صفدر کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ ٹرک چلنے کی وجہ سے ان کے جسم بری طرح ہل رہے تھے۔ دوسرا کیپٹن شکیل کو چونکہ صفدر کی ہتھکڑی نظر نہ آ رہی تھی۔ کیونکہ اس کی بھی پشت تھی۔ وہ صرف نال کو کلپ پر جمانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور کیپٹن شکیل جانتا تھا کہ ذرا سی نال اچٹنے کا مطلب صفدر کی پشت پر گولی مارنا تھا۔ اور پھر کیپٹن شکیل نے دانتوں پر دانت جماتے

ے ٹرائگر دبا دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور گولی —— درمیانی کلپ توڑتی ہوئی ٹرک کے فرش پر لگی اور پھر اچٹ کر سائیڈ کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ سائیڈ میں بیٹھی ہوئی جولیا اس گولی سے ں بال بچی تھی۔ فرش سے ٹکرا کر گولی اچٹ کر اس کے کان کے یں سے ہوتی ہوئی دیوار سے ٹکرائی تھی۔ اگر وہ ایک انچ بھی دائیں طرف ہتی تو جولیا کی عین پیشانی میں گھس جاتی۔ ٹرک کی باڈی واقعی فائر روف تھی۔ اس لئے گولی اس سے ٹکرا کر اس میں گھسنے کی بجائے چٹ گئی تھی۔ صفدر کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ ہتھکڑی کے کلپ البتہ سس کی کلائیوں میں موجود تھے لیکن صفدر کے ہاتھ آزاد ہو چکے تھے۔

"واہ۔ تمہارا نشانہ واقعی قابل داد تھا ——" چوہان اور صدیقی نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"یہ تو جولیا سے پوچھو جو بال بال بچی ہے ——" کیپٹن شکیل نے سکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گئی۔ اس کے چہرے پر شکست خوردگی کے آثار واضح طور پر نمایاں تھے۔

"جولیا تم خواہ مخواہ مایوسی کا شکار ہو رہی ہو۔ ہمیں تو سبق ہی یہی ملا ہے کہ آخری سانس تک لڑنا ہمارا فرض ہے اور ابھی ہماری سانس جاری ہے۔ اس لیے ظاہر ہے آخری سانس تو نہیں آیا ——" صفدر نے جولیا کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور جولیا کا چہرہ کھل اٹھا۔ صفدر کے اس فقرے نے اس کے چہرے پر چھائی ہوئی مایوسی جیسے دھو ڈالی تھی اور پھر صفدر نے کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے ریوالور لے کر سب سے پہلے جولیا کی ہتھکڑی توڑی

اس بار اس نے فرش پر گولی ٹکرانے کے اینگل کا خاص طور پر خیال رکھا تھا۔ اور پھر باری باری سب کی ہتھکڑیاں ٹوٹتی چلی گئیں۔ چونکہ ٹرک کی باڈی بم پروف تھی۔ اس لئے شاید گولیوں کی آواز ٹرک چلانے والوں کے کانوں تک نہ پہنچی تھیں کیونکہ ٹرک اسی رفتار سے چلا جا رہا تھا۔ لیکن سب سے آخر میں چوہان کی ہتھکڑی توڑتے ہوئے غلط سمت میں جا اچٹی اور پھر ٹرک کے اس حصے سے جا ٹکرائی جو ٹرک کے سامنے کی رُخ پر تھا۔ دوسرے لمحے اس حصے میں ایک سیاہ رنگ کی پلیٹ یک لخت روشن ہوتی چلی گئی۔ صفدر نے بڑی پھرتی سے اس پلیٹ پر فائر کیا لیکن ریوالور سے ٹرچ کی آواز سنائی دی۔ اور پلیٹ دوبارہ تاریک ہوگئی۔ اس چھوٹے سے ریوالور میں میگزین ہی اتنا تھا کہ جس سے صرف وہ اپنی ہتھکڑیاں ہی توڑ سکتے تھے۔

"کاش ایک دو گولیاں اور ہوتیں تو کام بن جاتا ——" صفدر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ ٹرک کی فولادی دیواروں کے نامعلوم رخنوں سے نیلے رنگ کی گیس تیزی سے نکلنے لگی۔

"سانس روک لو ——" صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور سب نے بے اختیار سانس روک لئے۔ لیکن گیس مسلسل باڈی میں بھرتی جا رہی تھی اور ان سب کے چہرے سانس روکنے کی وجہ سے سُرخ ہوتے چلے گئے اور پھر سب سے پہلے تنویر دھڑام سے فرش پر گرا۔ وہ سانس لینے پر مجبور ہو گیا تھا اور پھر باری باری کٹے ہوئے

شہتیروں کی طرح گرتے چلے گئے۔ سب سے آخر میں صفدر اور کیپٹن شکیل گرے۔ اس سے زیادہ سانس روکنا ان کے بس سے باہر تھا۔ گیس اب پوری باڈی میں بھر چکی تھی اور فرش پر پڑے ہوئے جولیا فائٹ گروپ کے ممبران اس گیس میں تقریباً چھپ سے گئے تھے۔ اسی لمحے سیاہ پلیٹ دوبارہ روشن ہوئی۔ اور چند لمحوں بعد ہی گیس باڈی میں سے غائب ہونا شروع ہو گئی۔ ٹرک ابھی تک چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گیس مکمل طور پر غائب ہو چکی تھی۔ لیکن وہ سب لوگ گہری بے ہوشی میں غرق ٹیڑھے میڑھے انداز میں فرش پر گرے پڑے ہوئے تھے۔ اور پھر ٹرک ذرا سا مڑا اور اس کے بعد رکتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس کا پچھلا دروازہ کھلا اور چند لمحوں کے ہی انتظار کے بعد کئی راؤنڈ ہیڈ اچھل کر اندر داخل ہوئے اور انھوں نے ٹرک کے فرش پر پڑے ہوئے بے ہوش جولیا فائٹ گروپ کے ممبران کو ٹانگوں سے پکڑ کر باہر گھسیٹنا شروع کر دیا۔ ان راؤنڈ ہیڈز کے چہروں پر بے پناہ حقارت تھی۔ اور یہی بے پناہ حقارت جولیا اور اس کے ساتھیوں کے عبرت ناک انجام کا پتہ دے رہی تھی۔

آقا جمشید زخمی شیر کی طرح ٹہل رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں غصے اور وحشت کے چراغ جل رہے تھے۔ جولیا فائٹ گروپ نے پورے جشیکا بار کو تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا۔ اٹھارہ راؤنڈ ہیڈز تو موقع پر ہی ہلاک ہو گئے تھے جبکہ آٹھ سے زیادہ شدید زخمی ہو چکے تھے۔ اور جشیکا بار کی حالت یوں نظر آ رہی تھی۔ جیسے اس پر ایٹم بم پھینکے گئے ہوں۔ اب اسے راؤنڈ ہیڈز کی رپورٹ کا انتظار تھا جو اس گروپ کے تعاقب میں گیا تھا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور آقا جمشید نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——" آقا جمشید نے دہاڑتے ہوئے کہا۔

"طاہر بیگ بول رہا ہوں۔ میرے آدمیوں نے جولیا فائٹ گروپ کو گرفتار کر لیا ہے۔ میں کمال بازار میں تھا جب یہ حملہ ہوا تو میں نے فوری ٹرانسمیٹر پہ پٹرول گاڑیوں کو ان کے تعاقب اور گرفتاری کا حکم دے دیا تھا ——" طاہر بیگ کی مسرت سے لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ طاہر بیگ تم نے کمال کر دیا —— کہاں ہیں یہ لوگ۔ انہیں فوراً میرے حوالے کر دو ——" آقا جمشید نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"کہاں بھیجوں انہیں ——" طاہر بیگ نے پوچھا۔

"جشیکا بار پہنچا دو ——" آقا جمشید نے جواب دیا۔

"نہیں آقا جمشید تم انہیں میری حدود سے باہر لے جا کر مارو۔ القرہ سے کہیں باہر یہاں نہیں۔ یہاں سیاسی مسئلہ بن جائے گا۔" طاہر بیگ کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے تم انہیں ہائی دے کے تیسری روڈ پر واقع زرعی ہاؤس میں پہنچا دو۔ وہاں سے میرے آدمی انہیں لے آئیں گے۔ میں انہیں ہدایات دے دوں گا۔" آقا جمشید نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——" طاہر بیگ نے جواب دیا اور آقا جمشید نے جلدی سے کریڈل دبا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس راؤنڈ ہیڈ پوائنٹ فارٹی فور ——" دوسرے لمحے دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"آقا جمشید سپیکنگ۔ تمہارے پاس بند باڈی کا ٹرک تو ہے۔ جس میں ہم افراد کو سمگل کرتے ہیں ——" آقا جمشید نے چیخ کر کہا۔

"یس سر ——" دوسری طرف سے چونکتے ہوئے انداز میں جواب دیا گیا۔

"ابھی پولیس گاڑیاں یہ کچھ افراد کو لے کر وہاں پہنچ رہی ہیں۔ انھیں اس ٹرک میں ڈال کر ازمیر پہنچا دو۔ پوائنٹ نمبر بارہ ازمیر ——— اور سنو۔ ان کا بے حد خیال رکھنا یہ بے حد خطرناک لوگ ہیں اور آخری بات بھی سن لو کہ میں انھیں خود اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا چاہتا ہوں" آقا جمشید نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— حکم کی تعمیل ہوگی سر ———" دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"جب ازمیر یہ لوگ پہنچ جائیں تو مجھے مطلع کرو۔ اور سنو ذرا بھی کوتاہی ہوئی تو تمھاری موت عبرت ناک ہوگی ———" آقا جمشید نے کہا۔

"یس سر یس سر ——— جیپیں آگئی ہیں سر ———" دوسری طرف سے کہا گیا اور آقا جمشید نے رسیور کریڈل پر پھینکا اور تیزی سے دروازے سے نکلتا ہوا راہداری میں آیا اور پھر بھاگتا ہوا ایک اور کمرے کے دروازے میں داخل ہوا۔

"وہ پکڑے گئے باس ——— جولیا فائٹ گروپ پکڑا گیا ———" آقا جمشید نے اندر داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا اور کرسی پر بیٹھا ہوا عدنان جو بات مکمل کر کے رسیور رکھ ہی رہا تھا۔ آقا جمشید کی بات سنتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ یک لخت سرخ پڑ گیا تھا۔

"کہاں ہیں کہاں ہیں۔ کیسے پکڑے گئے ———" عدنان بیگ نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"میں نے انھیں ازمیر پوائنٹ نمبر بارہ پر پہنچنے کے احکام دیئے ہیں ———" آقا جمشید نے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا انھیں زندہ رہنے کی مہلت دے دی۔ انھیں فوراً گولی مار دو فوراً وقت ضائع کئے بغیر ———" عدنان بیگ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"باس انھیں طاہر بیگ نے پکڑا ہے اور طاہر بیگ کا اصرار ہے کہ انھیں انقرہ سے باہر گولی ماری جائے۔ اس کا کہنا ہے کہ سیاسی مسئلہ کھڑا ہو جائے گا ———" آقا جمشید نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا اچھا ——— پوری تفصیل بتاؤ۔ ابھی وزیر داخلہ کا فون آیا تھا۔ انھیں اس سارے ہنگامے کی اطلاع مل چکی ہے۔ میں انھی سے بات کر رہا تھا ———" عدنان نے کہا اور آقا جمشید نے طاہر بیگ کے فون آنے سے لے کر اب تک کے تمام واقعات تفصیل سے سنا دیئے۔

"ٹھیک ہے۔ طاہر بیگ کا اندازہ درست ہوگا۔ ان لوگوں کی بیک پر کوئی سیاسی گروپ ہوگا ———" عدنان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ وہاں چلیں گے یا میں خود ہی انھیں ٹھکانے لگا آؤں ———" آقا جمشید نے پوچھا۔ وہ شاید یہی بات پوچھنے آیا تھا۔

"تم خود جاؤ۔ سیاسی مسئلہ درمیان میں ہے تو پھر میرا وہاں جانا ٹھیک نہیں رہے گا۔ اور سنو ان کی ایک ایک ہڈی ٹوٹنی چاہیے۔ ان کے جسموں کو گولیوں سے چھلنی کر دو۔ اور پھر ان کی لاشیں ازمیر کی سڑکوں پر پھنکوا دو۔ ان کے گلے میں راؤنڈ ہیڈز کے کارڈ ڈال کر ———" عدنان بیگ نے کہا۔

"ازمیر پھینکنے کی کیا ضرورت ہے۔ میرا تو خیال ہے ان کی لاشوں

کو جشیکا بار کے سامنے لٹکا دینا چاہیے ـــــ" آقا جمشید نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"مگر وہ سیاسی چکر ـــــ ٹھیک ہے میں طاہر بیگ سے بات کرتا ہوں۔ تم بہر حال جا کر انھیں ختم کر دو۔ پھر یہ فیصلہ بھی ہو جائے گا ـــــ" عدنان بیگ نے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور آقا جمشید مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔ جوزف اور جوانا ابھی چند لمحے پہلے قاچار بار سے ہوتے ہوئے اس کی نئی رہائش گاہ گارڈن ٹاؤن پہنچ گئے تھے اور عمران انھیں موجودہ مشن کے بارے میں ہدایات دینے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تھی۔

"یس ـــــ" عمران نے جان بوجھ کر اپنا نام نہ بتایا تھا۔

"میں قاچار بول رہا ہوں ـــــ" دوسری طرف سے قاچار کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ قاچار کیا بات ہے ـــــ" عمران نے اس کا لہجہ سن کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"عمران صاحب آپ کا فائٹ گروپ پکڑا گیا ہے ـــــ" قاچار نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ" عمران نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں نے آپ کی بات سن کر اپنے آدمی پھیلا دیئے تھے تاکہ مجھے فوری خبریں مل سکیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے تفصیلی رپورٹ ملی ہے۔ فائٹ گروپ نے جشیکا بار پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں بے پناہ فائرنگ ہوئی اور بہت سے راؤنڈ ہیڈز مارے گئے۔ جشیکا بار تباہ کر دیا گیا اور پھر فائٹ گروپ کاروں میں فرار ہونے لگا۔ لیکن پولیس جیپیں ان کے پیچھے لگ گئیں۔ دو چار پولیس جیپیں انھوں نے تباہ کر دیں اور پھر وہ ایک گلی میں مڑ کر کاروں سے اترنے لگے۔ لیکن پولیس نے انھیں گھیر کر بے بس کر دیا۔ انھوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور انھیں ہتھکڑیاں لگا دی گئیں ـــــ" قاچار نے تیز تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اب وہ کہاں ہیں۔ پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہیں ـــــ" عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں پولیس نے انھیں راؤنڈ ہیڈز کے حوالے کر دیا ہے اور وہ

انھیں ایک بند باڈی کے ٹرک میں ڈال کر لے گئے ہیں میرے آدمی اس ٹرک کا تعاقب کر رہے ہیں۔ ابھی ابھی مجھے کال ملی ہے کہ ٹرک کا رُخ ازمیر کی طرف ہے۔ انقرہ سے ایک سو بیس کلومیٹر دور ہے۔۔۔۔۔" قاچار نے جواب دیا۔

"اوہ، مجھے فوراً ان کو چھڑوانا ہے۔ فوراً۔۔۔۔۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"تو میں آپ کے پاس آ جاتا ہوں۔ وہاں سے اکٹھے چل پڑیں گے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ مجھے لمحہ بہ لمحہ کی خبر ٹرانسمیٹر پر دیں۔۔۔۔۔" قاچار نے کہا۔

"نہیں اس طرح دیر ہو جائے گی۔ یہ ازمیر کس سمت میں ہے" عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"گارڈن ٹاؤن سے مشرق کی سمت دو کلومیٹر پر چوک آئے گا۔ وہاں سے دائیں طرف مڑیں۔ دوسرے چوک سے پھر دائیں طرف، اور یہ سڑک سیدھی ازمیر جاتی ہے۔ آپ چل پڑیں۔ آپ کو دوسرے چوک پر ملوں گا۔۔۔۔۔" قاچار نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ میں جا رہا ہوں۔ تم آ جانا۔۔۔۔۔" عمران نے کہا اور رسیور تیزی سے کریڈل پر پھینکا۔

"باہر کار میں بیٹھو۔ سارے ساتھی پکڑے گئے ہیں۔ وہ سخت خطرے میں ہیں۔ اسلحہ میں لے آتا ہوں۔۔۔۔۔" عمران نے جوزف اور جوانا سے تیز لہجے میں کہا۔ جوزف اور جوانا سر ہلاتے ہوئے تیزی سے باہر کی طرف لپکے جبکہ عمران کمرے کے اندرونی دروازے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ جہاں ایک چھوٹے کمرے میں رکھے ہوئے صندوقوں میں ہر قسم کا آتشیں اسلحہ موجود تھا۔ عمران نے جلدی سے وہاں سے تین اسٹین گنیں ان کا میگزین اٹھایا اور ڈھیر دستی بموں سے جیبیں بھریں اور بھاگتا ہوا وہ پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پورچ میں سیاہ رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی۔ عمران نے مشین گنیں پیچھے بیٹھے ہوئے جوانا اور جوزف کی طرف پھینکیں اور خود اچھل کر سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔

"ان کے میگزین بھر لو۔ جلدی۔۔۔۔۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی کار اسٹارٹ ہو کر ایک جھٹکے سے مڑی اور پھر تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کوٹھی کا پھاٹک ریموٹ کنٹرول سسٹم سے ہی کھلتا اور بند ہوتا تھا اور ریموٹ کنٹرول کار میں بھی موجود تھا چنانچہ جیسے ہی کار دروازے کے قریب پہنچی عمران نے ڈیش بورڈ کا بٹن دبا دیا تو پھاٹک تیزی سے کھلتا چلا گیا اور عمران کار کو باہر نکال لے گیا۔ کار کے باہر نکلتے ہی پھاٹک خود بخود بند ہوتا گیا لیکن عمران نے مڑ کر نہیں دیکھا۔ بلکہ اس نے کار کو مشرق کی سمت ڈال دیا۔ اور پھر کار آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے دانت بھینچ رکھے تھے۔ اسے اب اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ اتنے اہم معاملے میں اپنے آپ کو پیچھے رکھا۔ اب اگر وہ بروقت نہ پہنچ سکا تو پوری سیکرٹ سروس کا ہی خاتمہ ہو جائے گا۔ چوک پر سے اس نے کار کو دائیں طرف موڑا اور رفتار اور بڑھا دی۔ دوسرے چوک پر جیسے ہی وہ

پہنچا۔ اچانک سُرخ رنگ کی ایک کار سے باہر کھڑے ہوئے قاچار نے زور زور سے ہاتھ لہرانا شروع کر دیا اور عمران نے اُسے دیکھتے ہی تیزی سے بریک لگائے اور کار چیختی اور گھسٹتی ہوئی اس سرخ رنگ کی کار کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ قاچار جلدی سے دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ عمران کے چہرے پر اس وقت بے پناہ سنجیدگی تھی۔ چوک سے اس نے دائیں طرف کار موڑ دی۔

"ذرا آہستہ چلاؤ۔ ٹریفک پولیس پیچھے لگ جائے گی۔ پھر ان سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا ——" قاچار نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے جھلاتے ہوئے انداز میں ایکسیلیٹر پر دباؤ کم کر دیا۔ واقعی یہ مسئلہ بھی پیدا ہو سکتا ہے اور اس وقت وہ ایسے کسی مسئلے میں نہ الجھنا چاہتا تھا۔

"کیا رپورٹ ہے ——" عمران نے قاچار سے پوچھا۔

"ٹرک ازمیر کے قریب پہنچنے ہی والا ہوگا۔ میں تازہ ترین رپورٹ طلب کر لیتا ہوں ——" قاچار نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ قاچار سپیکنگ اوور ——" قاچار نے بٹن دباتے ہی بار بار کہنا شروع کر دیا۔

"یس نمبر تھری سپیکنگ باس اوور ——" دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"کیا رپورٹ ہے نمبر تھری۔ اوور ——" قاچار نے پوچھا۔

"باس ٹرک اب ازمیر میں داخل ہو کر اب ازمیر کے بیرونی قصبے ماشوگا کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اوور ——" نمبر تھری نے جواب دیا۔

"اوہ تم پر کسی کو شک تو نہیں ہوا۔ اوور ——" قاچار نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ ٹرک کے تعاقب میں یا چیکنگ پر کوئی بھی نہیں ہے۔ اس لئے شک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اوور ——" نمبر تھری نے جواب دیا۔

"او کے۔ میں خود وہاں آ رہا ہوں۔ تم مجھے وقتاً فوقتاً رپورٹ دیتے رہو۔ اور سنو ٹرک جس عمارت میں داخل ہو۔ اس کی خاص طور پر نگرانی کرنا۔ اوور ——" قاچار نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس میں خیال رکھوں گا۔ اوور ——" دوسری طرف سے کہا گیا اور قاچار نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے عمران ——" قاچار نے پیچھے مڑ کر دیو ہیکل جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جوزف اور جوانا کو چونکہ اس نے خود عمران کے پاس بھجوایا تھا۔ اس لئے انہیں دیکھ کر اسے کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔

"اس گروپ کو نپٹانا ہے۔ ڈائریکٹ ایکشن ——" عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا اور قاچار نے سر ہلا دیا۔

"تم سامنے نہیں آؤ گے قاچار۔ سب کام ہم خود کر لیں گے بس تم ہمیں اس عمارت تک پہنچا دو ——" عمران نے قاچار کو گہری سوچ میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ہم پہنچ ہی جائیں گے۔ لیکن میں سوچ رہا تھا کہ آخر راڈ میڈ

گروپ کو القرہ سے باہر نکال کر کیوں لے جا رہے ہیں۔ اس سے پہلے تو انھوں نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ وہ تو بات کرنے کی بھی تکلیف کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ وہ تو بس گولیاں چلانے کے عادی ہیں ——" قاچار نے کہا۔

"ہوگی کوئی بات یہ بعد میں سوچتے رہیں گے ——" عمران نے کہا اور موضوع ختم کر دیا۔ اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے ازمیر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ یہ ہائی وے تھی۔ اس لئے اس پر چلنے والی ٹریفک خاصی تیز رفتار تھی۔ چنانچہ عمران نے بھی رفتار بڑھا دی تھی اور پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ ازمیر کے خاصے بڑے قصبے کی حدود میں پہنچ گئے۔

"آگے آنے والے چوک سے بائیں ہاتھ مڑ جانا۔ یہ سڑک ماشوگا جاتی ہے ——" قاچار نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اسی لمحے قاچار کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز نکلی اور قاچار نے چونک کر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو نمبر تھری کالنگ باس اوور ——" نمبر تھری کی آواز سنائی دی۔

"یس قاچار سپیکنگ اوور ——" قاچار نے جواب دیا۔

"باس ٹرک ماشوگا قصبے کے آخر میں واقع ایک کافی بڑے زرعی فارم میں داخل ہو گیا ہے۔ اس زرعی فارم سے کچھ فاصلے پر ایک دو منزلہ عمارت زیر تعمیر ہے۔ میں نے اس پر چڑھ کر خفیہ طور پر دوربین کی مدد سے چیک کیا ہے۔ ٹرک میں سے ایک

عورت اور پانچ افراد کو بے ہوشی کے عالم میں ٹرک سے اتار کر فارم کی درمیانی عمارت میں لے جایا گیا ہے۔ اوور ——" نمبر تھری نے کہا۔

"اس سے پوچھو کہ فارم میں کتنے افراد موجود ہیں ——" عمران نے قاچار سے مخاطب ہو کر پوچھا اور قاچار نے عمران کا سوال دوہرا دیا۔

"سر۔ اس فارم میں مجھے دس کے قریب راؤنڈ ہیڈ نظر آتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اندر اور بھی ہوں اوور ——" نمبر تھری نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ ہم وہیں آ رہے ہیں۔ تم ہمارا انتظار کرو۔ ہم سیاہ رنگ کی کار میں ہیں۔ اوور ——" قاچار نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اوور ——" دوسری طرف سے کہا گیا اور قاچار نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ عمران اس دوران کار ماشوگا قصبے کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ چکا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ماشوگا قصبے میں داخل ہو چکے تھے۔ یہ قصبہ بھی خاصا آباد تھا اور یہاں خاصے لوگ تھے۔

"بس سیدھی سڑک چلے چلو۔ فارم قصبے کے آخر میں ہے ——" قاچار نے کہا اور عمران سر ہلاتے ہوئے کار کو آگے بڑھاتے لئے گیا۔ اور پھر قصبے کی گنجان آبادی سے باہر نکلتے ہی انھیں دور سے ایک بہت بڑا فارم اور اس کے ساتھ ایک نو تعمیر دو منزلہ عمارت بھی نظر آ رہی تھی۔

اس نو تعمیر عمارت کی طرف کار لے چلو۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ راؤنڈ

"ہیڈز کار کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ہوشیار ہو جائیں ـــــ" قاچار نے کہا اور عمران نے کار اس نو تعمیر عمارت کی طرف موڑ دی۔ نو تعمیر عمارت کے قریب پہنچتے ہی انھیں ایک نیلے رنگ کی اسٹیشن ویگن نظر آئی، جس پر کسی کمپنی کا مونوگرام نظر آ رہا تھا۔

"یہ نمبر تھرٹی کی اسٹیشن ویگن ہے ـــــ" قاچار نے کہا لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسٹیشن ویگن کے قریب عمران نے کار روکی۔

"تم نیچے اترو قاچار اور بس تماشا دیکھو۔ ویسے ہو سکتا ہے تمھاری اس اسٹیشن ویگن کی ضرورت پڑ جائے۔ اس لیے ہوشیار رہنا ـــــ" عمران نے کار روکتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا تم اکیلے ہی شیروں کی کچھار میں گھس جاؤ گے ـــــ" قاچار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اترو تو سہی۔ یہ تمھارے لیے شیر ہوں گے میرے لیے نہیں ـــــ" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور قاچار حیرت بھرے انداز میں جیسے ہی نیچے اترا، عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی اور پھر وہ اُسے لیے ہوئے سیدھا اس فارم کی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جوزف آگے بڑھ کر میری سائیڈ کی جیبوں سے کچھ بم نکال لو اور آپس میں بانٹ لو ـــــ" عمران نے کہا اور جوزف نے آگے کی طرف بڑھ کر جھکتے ہوئے عمران کی جیبوں سے کئی بم نکالے اور آدھے جوانا کی طرف بڑھا دیے اور آدھے خود رکھ لیے۔

"میگزین تیار ہیں ـــــ" عمران نے مڑے بغیر پوچھا۔

"یس باس تیار ہیں ـــــ" جوانا نے جواب دیا۔

"تو اب تم بھی تیار ہو جاؤ۔ لیکن مخصوص اشارے کے منتظر رہنا ـــــ" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے کار پھاٹک کے سامنے جا کر روکی اور پھر وہ تینوں بڑی تیزی سے نیچے اتر آئے۔ مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ عمران نے آگے بڑھ کر فارم کے ملٹری کے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا اور پھر وہ تینوں فارم میں داخل ہو گئے۔ ابھی وہ تینوں پھاٹک سے گزر کر چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ عمارت کے برآمدے میں تین راؤنڈ ہیڈ نظر آئے۔ ان کی نظریں ان تینوں پر جمی ہوئی تھیں اور چہرے پر حیرت تھی۔

"کون ہو تم ـــــ رک جاؤ ـــــ" ان میں سے ایک نے مشین گن سیدھی کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"ہم دوست ہیں ـــــ" عمران نے ایک ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے زور سے جواب دیا لیکن اس نے قدم نہ روکے۔ وہ دراصل عمارت کے اندر جا کر آپریشن کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔

"دوست نہیں تم اجنبی ہو رک جاؤ ـــــ" اُسی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

"ایک بار کہہ دیا ہم دوست ہیں دشمن ہوتے تو دیواریں پھلانگ کر آتے ـــــ" عمران نے بڑے با اعتماد لہجے میں جواب دیا۔ اب وہ ان سے کافی قریب پہنچ چکے تھے۔

"میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ رک جاؤ ـــــ" اس نے چیختے ہوئے کہا۔

"سنو ہم ایک خاص پیغام لے کر آئے ہیں۔ راؤنڈ ہیڈز کے لئے پولیس کمشنر طاہر بیگ کا مخصوص پیغام ——" عمران نے اسی طرح بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پولیس کمشنر طاہر بیگ کا نام سنتے ہی راؤنڈ ہیڈ نے ٹرائیگر پر سے انگلی ہٹالی لیکن اس کے چہرے سے اب بھی تذبذب کے آثار نمایاں تھے اور عمران بڑے اعتماد سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ جوزف اور جوانا بھی بڑے اعتماد سے ان کے پیچھے چل رہے تھے۔

"اس پوائنٹ کا انچارج کون ہے ——" عمران نے قریب جاکر قدرے دبنگ لہجے میں پوچھا۔

"میں ہوں کیوں ——" اسی روکنے والے نے جواب دیا۔

"قیدی کہاں ہیں۔ ہمیں ان کی حفاظت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پولیس کمشنر نے حکم دیا ہے کہ وزیر اعظم از خود ان قیدیوں کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان کے آنے سے قبل انھیں قتل نہ کیا جائے ——" عمران نے کہا۔

"اوہ وزیر اعظم کا ان قیدیوں سے کیا تعلق ——" انچارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ دراصل عمران کی اس دلیرانہ پیش قدمی نے اس کے ذہن کو مرعوب کر دیا تھا۔

"تعلق ہوگا تو وہ آرہے ہیں —— کہاں ہیں قیدی۔ کیا انھیں قتل تو نہیں کر دیا گیا ——" عمران نے جواب دیا۔

"نہیں وہ صرف بے ہوش ہیں۔ آقا جمشید فوراً آرہے ہیں۔ تم ان سے بات کر لینا ——" انچارج نے جواب دیا۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہاں ہیں قیدی۔ میں خود انھیں دیکھنا چاہتا ہوں" عمران نے کہا۔

"ایسا ناممکن ہے جب تک آقا جمشید نہیں پہنچ جاتے۔ تم یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ وہ بس پہنچنے ہی والے ہیں اور تم اپنے ہتھیار ہمارے حوالے کر دو ——" انچارج نے لہجے کو سخت کرتے ہوئے کہا اور اس بات چیت کے دوران سات دیگر راؤنڈ ہیڈز بھی مختلف دروازوں سے نکل کر برآمدے میں پہنچ چکے تھے۔ اب ان کی تعداد دس ہو چکی تھی۔ وہ سب حیرت سے جوزف اور جوانا کو دیکھ رہے تھے۔

"ٹھیک ہے تم رہ سکتے ہو لیکن زندہ نہیں ——" عمران نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اس نے بڑی پھرتی سے ٹرائیگر دبا دیا۔ اور زندہ نہیں کے الفاظ جوزف اور جوانا نے بھی سن لئے تھے جو عمران کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ عمران کے ساتھ ہی انھوں نے بھی ٹرائیگر دبا دیئے۔ راؤنڈ ہیڈز چونکہ حیرت بھرے انداز میں کھڑے تھے۔ اس لئے وہ بروقت نہ سنبھل سکے اور تین مشین گنوں نے پلک جھپکنے میں دسوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔

"پھیل جاؤ۔ جو نظر آئے اڑا دو ——" عمران نے ان کے گرتے ہی چیخ کر کہا اور خود اچھل کر وہ راؤنڈ ہیڈز کی لاشوں کو پھلانگتا ہوا عمارت میں داخل ہو گیا جبکہ جوزف اور جوانا تیزی سے دائیں بائیں کی طرف گھوم گئے اور عمران ایک چھوٹے کمرے سے ہوتا ہوا جیسے ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں جولیا اور اس کے ساتھی فرش

پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اسی لمحے جوانا اور جوزف اندر داخل ہوئے۔

"باس اور کوئی بھی نہیں ہے ——" جوزف نے کہا۔

"اچھا چلو اچھا ہوا۔ اب انہیں اٹھا کر باہر چلنا ہے۔ جلدی کرو ان بدمعاشوں کا آقا آنے والا ہے ——" عمران نے کہا۔

"باس اس کا انتظار نہ کر لیا جائے —— ذرا اس سے بھی دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ یہ سالے تو ایک لمحے میں ختم ہو گئے ہم نے سوچا ذرا دھوم دھڑکا ہو گا ——" جوانا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو یہ بھی ٹھیک ہے۔ تم یہاں رکو۔ میں باہر جا کر قاچار کو بلا لاؤں۔ انہیں اسٹیشن ویگن میں لے جانا پڑے گا ——" عمران نے کہا۔ اور پھر وہ مشین گن اٹھائے تیزی سے صحن کی طرف بڑھا۔ اس نے نوتعمیر دو منزلہ عمارت کی طرف دیکھ کر زور سے ہاتھ ہلایا۔ دوسرے لمحے ایک ستون کی آڑ سے قاچار باہر نکل آیا اور عمران نے اسے یہاں آنے کا اشارہ کیا اور دوبارہ مڑ کر عمارت کی طرف جانے لگا۔ اسی لمحے باہر کسی کار کے رکنے کی آواز سنائی دی۔

"چھپ جاؤ جلدی آقا جمشید آ رہا ہے ——" عمران نے چیخ کر جوزف اور جوانا کو کہا اور پھر وہ تینوں تیزی سے کمروں کے اندر گھس کر دروازوں کی اوٹ میں کھڑے ہو گئے۔ کار اب سیدھی کھلے پھاٹک کے اندر آ رہی تھی۔ یہ زرد رنگ کی بڑی لیموزین تھی۔ جو اب ساخت کے لحاظ سے فائر پروف تو کیا بم پروف نظر آ رہی تھی۔ اس پر راؤنڈ ہیڈ کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ کار کے شیشے تاریک تھے۔ اندر کی کوئی چیز باہر

سے نظر آرہی تھی۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اندر سے باہر کا نظارہ آسانی سے کیا جارہا ہوگا۔ کار برآمدے کے پاس آکر رک گئی۔ لیکن اس کے دروازے نہ کھلے۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازی کھلا اور ایک راونڈ ہیڈ تیزی سے باہر نکلا وہ حیرت بھرے انداز میں ادھرادھر دیکھتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ لیکن ابھی وہ برآمدے میں پہنچا ہی تھا کہ اچانک جوانا نے جو ساتھ والے دروازے کی اوٹ میں تھا اس پر فائر کھول دیا اور وہ راونڈ ہیڈ لٹو کی طرح گھومتا ہوامیں برآمدے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی گر گیا۔ اسی لمحے برآمدے کے سامنے کھڑی ہوئی کارنے تیزی سے ٹرن لیا اور پھر وہ آندھی اور جوفان کی طرح گیٹ کی طرف بھاگنے لگی۔ جوزف اور جوانا نے اس پر بھی فائر کھول دیا۔ لیکن گولیاں اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں اور کار گیٹ سے باہر نکل کر سیدھی دوڑتی چلی گئی۔

ٹھہر جاؤ۔۔۔۔ تم نے جلدی کی جوانا۔ آئندہ ایسا نہ کرنا۔۔۔۔"عمران نے سرد لہجے میں کہا اور " جوانا نے ندامت بھرے انداز میں سر جھکا دیا۔

اب جلدی کرو۔ یہاں زبردست ریڈ ہوگا۔ جلدی کرو۔ ان سب کو اٹھا کر کاندھے پر لادلیا۔ جبکہ جوزف " اور جوانا نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور وہ سب تیزی سے باہر کی جانب لپکے۔ اسی لمحے اسٹیشن ویگن گیٹ کے اندر داخل ہوتی دکھائی دی۔

اوہ یہ گاڑی تو آقا جمشید کی تھی عمران صاحب۔۔۔۔"قاچار نے اسٹیشن ویگن سے چھلانگ لگاتے " ہوئے کہا۔

ہاں۔۔یہ جوانا کی غلطی سے بچ کر نکل گیا۔۔بہرحال تم اس گروپ کو فوراً اسٹیشن ویگن میں ڈال " کر میری رہائش گاہ پر پہنچاؤ۔میری گاڑی تو آقا جمشید نے چیک کر لی ہوگی۔۔۔۔عمران نے کہا اور پھر اسٹیشن ویگن کا پچھلا دروازہ کھول کر جولیا کو نیچے فرش پر لٹادیا۔جوزف اور جوانانے صفدر اور کیپٹن شکیل کو لٹایا اور پھر دوڑ کر دوبارہ اندر آگئے اور تنویر اور چوہان کواٹھا لائے۔۔اس کے بعد صدیقی کو بھی لے آیا گیا اور پھر عمران نے قاچار کو بھی اسی اسٹیشن ویگن میں بھیج دیا اور فوراً وہ تینوں تیزی سے اپنے کار کی طرف لپکتے چلے گئے۔دوسرے لمحے کار تیزی سے واپس مڑ کر سڑک پر بھاگنے لگی۔اسٹیشن ویگن مخالف سمت میں چلی گئی تھی۔شاید قاچار اسے کسی اور سمت سے واپس لےجانا چاہتا تھا۔لیکن چونکہ عمران کو دوسرا راستہ نہ آتا تھا اس لئے وہ واپس اسی راستے پر ہی بڑھا چلاجارہا تھا۔ماشوگا قصبے سے نکل کر بھی وہ اسی ہائی وےء پر پہنچنے والے ہی تھے کہ اردگرد کی عمارتوں سے تین کاریں تیزی سے نکلیں اور انھوں نے بیک وقت عمران کے کی کار کو ٹکر مارنی چاہی لیکن عمران نے بڑی پھرتی سے بریک لگائے اور اتنی تیزرفتاری میں یک لخت بریک لگنے سے کار لٹو کی طرح گھوم گئی اور اس پر چڑھ دوڑنے والی دو کاریں ایک خوف ناک دھماکے سے ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں جبکہ تیسری کار کے ڈرائیور نے بڑی بھرتی سے سٹیرنگ موڑا اور وہ گھوم کر عمران کی کار کی طرف آئی۔مگر اسی لمحے عمران نے ایک بار پھر سٹیرنگ کو تیزی سے موڑا اور کار پہیوں پر اٹھ کر گھومتی ہوئی اتنی تیزی سے مڑ گئی کہ پچھلی کار والا اتنی پھرتی سے اپنی کار کو نہ موڑ سکا اور نتیجہ یہ کہ وہ

کار بھی آندھی اور طوفان کی طرح اڑتی ہوئی سڑک کی دوسری طرف موجود ایک پختہ دیوار سے جا کر پوری قوت سے ٹکرا گئی اور عمران کار موڑ کر انتہائی تیز رفتاری سے پہلی تباہ شدہ دونوں کاروں کی سائیڈ سے اسے لگاتا ہوا آگے بڑھا لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ سب کچھ اتنی تیز رفتاری سے ہوا کہ جب تک کاروں کی پٹرول ٹینکیاں پھٹیں۔ عمران کی کار ان سے خاصے فاصلے پر پہنچ چکی تھی۔ جوانا کی آنکھوں میں بے پناہ حیرت تھی۔ اس نے اسٹیرنگ پر اس قدر ماہرانہ کنٹرول کا شاید خواب میں بھی تصور نہ کیا تھا۔ اس لئے وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے بت بنا بیٹھا رہ گیا۔ جبکہ جوزف نے بڑی پھرتی سے مشین گن کی نال کھڑکی سے باہر نکال کر فائر کھول دیا اور اس نے ایک عمارت کی آڑ میں کھڑے ہوئے راؤنڈ ہیڈز میں ایک کو نشانہ بنایا تھا۔ جیسے ہی گولی اس راؤنڈ ہیڈ کو لگی۔ ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور دونوں راؤنڈ ہیڈز کے جسموں کے پرخچے اڑ گئے۔

باس یہ بم پھینکنے والے تھے۔ میں نے دیکھ لیا تھا۔۔۔"جوزف نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں " عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

ہاتھوں سے یا گن سے۔۔۔۔"عمران نے پوچھا۔"

گن سے باس۔۔۔۔"جوزف نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا لیکن آگے جاتے جاتے اس نے " جلدی سے کار کو ایک ہائی روڈ پر موڑ دیا اور پھر تھوڑی دور آگے بڑھنے کے بعد اس نے کار کو درختوں کے ایک جھنڈ کے نیچے روک دیا۔ اس جھنڈ کی وجہ سے کار دور سے نظر نہ آسکتی تھی۔

"آؤ اب نکل چلیں۔ وہ صرف کار کو پہچانتے ہیں ہمیں نہیں۔۔۔۔"

عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ کار سے اتر کر تیزی سے چلتے ہوئے دور دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ کھیتوں میں موجود اونچی فصل کی وجہ سے وہ کسی حد تک چھپ گئے تھے۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سڑک پر پہنچ گئے۔ وہ جس جگہ پر جاکر سڑک پر چڑھے تھے۔ وہاں بس اسٹاپ کا بورڈ موجود تھا۔ اس لئے عمران نے آغے چلنے کا ارادہ ملتوی کردیا اور خاموشی سے وہیں رک گیا۔ مشین گنیں انھوں نے اپنے اوور کوٹوں کے اندر چھپالی تھیں۔ پانچ منٹ بعد بس اسٹاپ پر آکر رکی۔ یہ انقرہ جانے والی بیرونی روٹ کی بس تھی۔ بس سے چند مسافر اترے تو عمران ،جوزف اور جوانا اندر داخل ہوگئے۔ بس تقریباً خالی تھی۔ اس لئے وہ اطمینان سے علیحدہ علیحدہ سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ عمران نے کنڈیکٹر کو آخری اسٹاپ کی تین ٹکٹیں دینے لئے کہا اور پھر اطمینان سے اردگرد کے ماحول کو دیکھنے میں مصروف ہوگئے۔ بس مختلف اسٹاپوں پر رکتی ہوئی جب انقرہ شہر کی حدود میں داخل ہوئی تو عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا۔ کہ جگہ جگہ پولیس والے شہر سے جانے والی کاروں کو روک کر ان کی تلاشی لے رہے ہیں۔ اور پولیس والوں کے ساتھ ساتھ راؤنڈ ہیڈز کی مخصوص نشانات والی کاریں بھی نظر آرہی تھیں۔ بس کو کسی نے نہ روکا اور وہ سٹاپ پر مسافر اتار کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیربعڈ وہ جنرل اسٹینڈ پر پہنچ گئی۔ یہ انقرہ شہر کا مرکزی اڈہ تھا۔ یہاں ہرطرف مختلف رنگوں کی عجیب عجیب ساخت

نی بسیں بھی نظر آ رہی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی نیچے اُترے ور پھر ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ٹیکسی اسٹینڈ سے انہیں اسانی سے ٹیکسی مل گئی اور عمران نے اسے گارڈن ٹاؤن چلنے کا کہا اور پھر گارڈن ٹاؤن کے پہلے چوک پر اس نے ٹیکسی رکوائی اور اُسے کرایہ دے کر وہ اپنی کوٹھی کی مخالف سمت کی طرف چل پڑا تاکہ ٹیکسی والا اگر چاہے بھی تو ان کی منزل کی سمت کی نشاندہی نہ کر سکے۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ کر ایک موڑ مڑ گئی تو وہ اطمینان سے پلٹے اور پھر تیزی سے اپنی کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ عمران نے اس کی ذیلی کھڑکی کو دھکیلا تو وہ کھلتی چلی گئی۔ اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ ور اُسے سامنے پورچ میں اسٹیشن ویگن کھڑی نظر آ گئی۔ قاچار پہنچ چکا تھا۔ جب یہ لوگ پورچ کے قریب پہنچے تو قاچار ایک دروازے سے نکل کر باہر آ گیا۔

"اوہ شکر ہے آپ لوگ آ گئے۔ مجھے آپ کی طرف سے بڑی فکر تھی۔ میں نے نمبر تھری کو آپ کے پیچھے بھیجا ہے ——" قاچار نے عمران کو دیکھتے ہی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور شہر میں چیکنگ کی پوزیشن دیکھتے ہوئے تم لوگوں کی فکر تھی مجھے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کاریں چیک کر رہے تھے۔ آپ کو چیک نہیں کیا ——" قاچار نے کہا۔

"تمہاری کار کراسنگ سے بائی روڈ کے درختوں کے جھنڈ میں کھڑی ہے۔ چونکہ یہ کار راڈ ہیڈز کی نظروں میں آ گئی ہے اس لئے بہتر تو یہی

ہے کہ اُسے تباہ کر دینا ـــــ" عمران نے کہا۔

"وہ میں کر لوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے ساتھی اندر موجود ہیں لیکن وہ ابھی تک بے ہوش ہیں۔ میں نے انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی لیکن مجھے کامیابی نہیں ہوئی ـــــ" قاچار نے کہا۔

"وہ اس طرح سے ہوش میں نہیں آتے۔ انہیں ہوش میں لانے کے لئے چلّا کاٹنا پڑے گا۔ ساری رات دریا میں ایک ٹانگ پر کھڑے ہونا پڑے گا۔ بہرحال اب تم جا سکتے ہو۔ بہت بہت شکریہ اور یہ اسٹیشن ویگن بھی لے جاؤ ـــــ" عمران نے کہا۔

"میں آپ کے لئے دوسری کار بھجوا دوں گا ـــــ" قاچار نے کہا اور پھر وہ تیزی سے اسٹیشن ویگن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی اسٹیشن ویگن کوٹھی سے باہر نکل گئی۔ جوزف نے جا کر پھاٹک بند کر دیا تھا۔ اس دوران عمران اندر جولیا اور اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچ چکا تھا جو ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران ـــ چند لمحے انہیں غور سے دیکھا رہا پھر وہ اس کمرے سے نکل کر ایک اور چھوٹے کمرے میں گیا جہاں فسٹ ایڈ باکس پڑا ہوا تھا۔ اس نے اس میں موجود ٹنکچر پیپرمنٹ کی بوتل نکالی ـــــ اور اُسے لا کر اس نے باری باری ہر ممبر کی ناک سے لگا دیا۔ وہ اس گیس کو پہلے ہی سونگھ چکا تھا جس سے انہیں بے ہوش کیا گیا تھا۔ ہوش میں لانے کے لئے ایک خصوصی انجکشن کی ضرورت تھی لیکن عمران متبادل نسخے بھی جانتا تھا۔ اس لئے اُسے معلوم تھا کہ مسئلہ پیپرمنٹ سے بھی حل ہو جائے گا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے

سارے ساتھیوں نے آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ حیرت بھرے انداز میں اچھل پڑے۔

"السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ یا صاحبان فائٹ گروپ ـــ" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب آپ ـــ" ان سب کے منہ سے بیک آواز نکلا۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران، جوزف اور جوانا کو دیکھ رہے تھے۔

"خوش قسمتی ہے میں نے آپ کا پارسل موصول کر لیا تھا۔ ورنہ اگر یہ پارسل ایکسٹو کے پاس پہنچ جاتا تو وہ یقیناً اس پر اپنا پتہ کاٹ کر اگلے جہان کا پتہ لکھ کر دوبارہ پوسٹ کر دیتا ـــ" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ کیا مطلب۔ کیا ہم پاکیشیا میں ہیں ـــ" جولیا سمیت سب نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"ارے نہیں۔ پاکیشیا یہاں پہنچ گیا ہے ـــ" عمران نے جواب دیا۔

"وہ ٹرک محکمہ ڈاک کا تھا جولیا۔ انھوں نے گیس چھوڑ کر تمھارا پارسل بنایا اور پھر مجھے ڈیلیور کر دیا۔ بس اتنی سی بات ہے ـــ" عمران نے سنجیدہ انداز میں کہا اور وہ سب مسکرا دیئے۔ البتہ جولیا نے منہ بنا لیا۔ اس کے چہرے پر شکست اور ندامت کے آثار واضح تھے۔

"عمران صاحب کیوں ہمارے صبر کا امتحان لے رہے ہیں۔ آپ کے لیے ہمارے پاس ایک خوشخبری بھی ہے ـــ" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــ تو کیا جولیا راضی ہو گئی ہے۔ چلو دیر آید درست آید" عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب تم مذاق کر سکتے ہو۔ میں اپنی شکست تسلیم کرتی ہوں" جولیا نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"شکست۔ ارے یہ کیا کہہ رہی ہو۔ ہاں کرنے کے بعد تو شکست و ریخت صنف کرخت میں شروع ہو جاتی ہے ——" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب پلیز یہ موقع ایسا نہیں ہے ——" کیپٹن شکیل نے حالات کو سنبھالتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر عمران نے یہ باتیں جاری رکھیں تو یقیناً جولیا آپے سے باہر ہو جائیں گی۔

"ہاں۔ میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں کہ یہ موقع خوشی کا ہے۔ شادیانے بجانے کا ہے۔ آخر ہمارے تنویر صاحب کے سر پہ سہرے کے پھول کھلیں گے۔ دل میں مسرت کی کلیاں چٹکیں گی ——" عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو منہ بنائے خاموش بیٹھا تھا اور عمران کی بات سن کر صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"وہ خوشخبری بھی تنویر سے متعلق تھی۔ وہ تمہاری وجہ سے جولیا سے لڑ پڑا تھا ——" صفدر نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔

"میری وجہ سے لڑ پڑا تھا۔ اچھا تو تنویر کو لڑنا بھی آتا ہے بہت خوب میں تو سمجھا تھا کہ اب اس نے لڑنا چھوڑ کر بے ہوش ہونے کی پریکٹس شروع کر دی ہے ——" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"عمران تمہیں ہمارا مذاق اڑانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب میں نے شکست تسلیم کر لی ہے کہ تم اپنے مشن میں ناکام ہو گئے ہیں اور ایکسٹو کے ہاتھوں ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔ تو پھر میں مزید باتیں نہیں سننا چاہتی ——" جولیا نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"مشن میں ناکام ہو گئے ہو۔ کس مشن کی بات کر رہی ہو تم ——" عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"راونڈ ہیڈز کے خلاف مشن کی بات کر رہی ہوں اور کیا کہہ رہی ہوں" جولیا نے جواب دیا۔

"ارے وہ تو جولیا فائٹ گروپ کا مشن ہے اور ٹھیک چل رہا ہے۔ جولیا فائٹ گروپ کے ایک حصے نے جشیکا بار تباہ کر دیا۔ بہت سے راونڈ ہیڈز مارے گئے۔ چار پولیس کاریں تباہ ہو گئیں۔ جبکہ دوسرے حصے نے ان کے ایک اور پوائنٹ پر حملہ کیا۔ وہاں دس راونڈ ہیڈز مارے گئے۔ تین کاریں تباہ ہوئیں۔ دو بم بردار راونڈ ہیڈز ہلاک ہوئے اور اب پورے شہر میں راونڈ ہیڈز اپنے زخم چاٹتے پھر رہے ہیں۔ کس مشن میں ناکامی کی بات کر رہی ہو تم ——" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا سمیت سب کے چہروں پہ حیرت اور مسرت کے آثار نمایاں ہونے لگے۔

"ہمیں بے بس کر لیا گیا تھا اور پتہ نہیں ہم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ ہمارا حال دیکھ رہے ہو۔ دراصل یہاں کی ناواقفیت کی وجہ سے سارا مسئلہ کھڑا ہوا۔ ہم ایسی گلی میں رک گئے جہاں چھپنے کی جگہ ہی نہ تھی ——" جولیا نے کہا۔ اس بار اس کے لہجے میں توانائی کی جھلکیاں موجود تھیں۔

"ہونہہ۔ جولیا فائٹ گروپ کو بے بس کرنے والے ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے اور سنو اب دونوں حصے علیحدہ کام کیوں کریں ——" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران نے دیکھا کہ اس کی

بات سنتے ہی سب کے چہرے یک لخت کھل اٹھے۔ ان کے چہروں سے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی دھوپ کا جلا مسافر کسی گھنی چھاؤں تلے آگیا ہو۔

"زندہ باد۔ اب دیکھیں گے کہ راؤنڈ ہیڈز کہاں چھپتے ہیں ———" تنویر نے سب سے پہلے مسرت بھرا نعرہ لگاتے ہوئے کہا اور عمران واقعی حیرت سے اسے دیکھنے لگا کہ تنویر تو اس کی موجودگی سے خار کھاتا تھا پھر اسے کیا ہو گیا اور جب صفدر نے اسے بتایا کہ وہ واقعی جولیا سے لڑ پڑا تھا اور اس نے کہا تھا کہ اگر عمران ہوتا تو ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا تو عمران نے بے اختیار کھڑے ہو کر اسے لکھنوی انداز میں تسلیمات بجالانی شروع کر دیں اور سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ ان سب کے چہروں پر چھایا ہوا تکدر دور ہو گیا۔ اور پھر عمران نے انہیں قاچار کے متعلق بتلانے کے ساتھ ساتھ تفصیل بتا دی کہ وہ کس طرح انہیں ازمیر کے قصبے موگاشو سے چھڑا لایا ہے۔

"تو کیا ایکسٹو نے تمہیں ہم سے علیحدہ بھیجا تھا۔ تاکہ تم ہماری نگرانی کرو ———" جولیا نے پوچھا۔

"ارے نہیں جولیا۔ ایکسٹو کو تو میرے یہاں آنے کا علم بھی نہیں۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ میں جوزف اور جوانا کی شادیاں کرانے افریقہ جا رہا ہوں اور اگر وہاں کسی بلیک بیوٹی نے مجھے پسند کر لیا تو شاید میرے پھیرے بھی پڑ جائیں۔ یقین کرو ایکسٹو نے اس سکوپ کی بات سنتے ہی نہ صرف مجھے افریقہ جانے کی اجازت دے دی بلکہ اس نے موٹی رقم بھی مجھے پکڑا دی اور آخر تک یہ تاکید کی کہ خالی نہ آنا ——— ہنی مون منا کر آنا ———" عمران نے کہا۔

"کیوں ایکسٹو کو آپ کی شادی سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے ———" صدیقی نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"دلچسپی ارے ——— میدان صاف ہوتا ہے۔ رقیب روسفیہ کا کانٹا درمیان سے نکلتا ہے کیوں جولیا ———" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے آخر میں جان بوجھ کر جولیا سے تصدیق کرائی اور جولیا نے مسکراتے ہوئے منہ پھیر لیا اور باقی افراد بے اختیار ہنس پڑے۔ صرف تنویر خاموش بیٹھا رہا۔

"اچھا اب آپ لوگ اپنی مرہم پٹی کریں۔ اچھا خاصا حلیہ بگڑ گیا ہے۔ فائٹر گروپ کا۔ اس کے بعد نیا پروگرام بناتے ہیں۔ میں اتنی دیر میں قاچار سے راؤنڈ ہیڈز کا حال پوچھ لوں ———" عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

آقا جمشید عدنان کے دفتر سے نکل کر کار میں بیٹھ کر اس جگہ کی طرف چل پڑا۔ جدھر اس نے جولیا فائٹ گروپ کو بھیجا تھا۔ وہ اپنی مخصوص کار میں تھا جو فائر پروف تھی۔ بلکہ مکمل طور پر بم پروف بھی تھی۔ اس کے علاوہ بھی اس میں بے شمار سسٹم لگائے گئے تھے۔ غرضیکہ وہ ایک چلتا پھرتا سائنسی عجوبہ تھا۔ سٹیرنگ پر اس کار کا مخصوص ڈرائیور جمال آفندی تھا۔ جو آقا جمشید کا خاص ساتھی تھا اور اس وجہ سے راؤنڈ ہیڈز تنظیم میں اسے نمبر دو سمجھا جاتا تھا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی ازمیر قصبے سے ہوتی ہوئی جب پوائنٹ کی طرف بڑھی تو دور سے گیٹ کے باہر کھڑی ایک کار دیکھ کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا آقا جمشید چونک پڑا۔ پوائنٹ کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور دور سے اندر کوئی راؤنڈ ہیڈ نظر نہ آ رہا تھا۔

"جمال کوئی گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے مجھے ——" آقا جمشید نے

کرخت لہجے میں کہا۔

"کیسی گڑبڑ باس۔ یہاں کیسی گڑبڑ ہو سکتی ہے ——" جمال نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ کار کو کھلے پھاٹک کے اندر لیتا چلا گیا اور پھر برآمدے کے پاس پہنچتے ہی جمال اور آقا جمشید بری طرح چونک پڑے کیونکہ برآمدے میں پڑی ہوئی راؤنڈ ہیڈز کی لاشیں انہیں صاف نظر آ رہی تھیں۔

"اوہ باس یہ لاشیں ——" جمال نے بریک لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار تھے جیسے وہ کوئی انہونی چیز دیکھ رہا ہو۔

"یہاں کافی گڑبڑ ہو چکی ہے اور مجھے یقین ہے کہ قیدیوں کو چھڑا لیا گیا ہے ——" آقا جمشید نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

"میں دیکھوں باس عمارت تو واقعی خالی دکھائی دیتی ہے ——" جمال نے کہا۔

"ہاں دیکھو ——" آقا جمشید نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا اور پھر جیسے ہی جمال دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ آقا جمشید کھسک کر سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ اس کی چھٹی حس بار بار خطرے کا الارم بجا رہی تھی۔ اس کے اعصاب پر نامعلوم سی بے چینی طاری ہو گئی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سخت خطرے میں ہو۔ جمال آفندی اب تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے کی طرف بڑھتا جا رہا تھا اور پھر ابھی وہ برآمدے میں پہنچا ہی تھا کہ اچانک ایک دروازے کی اوٹ سے مشین گن تڑتڑاہٹ گونجی اور جمال لٹو کی طرح گھومتا ہوا وہیں برآمدے میں ہی گر گیا۔ فائر

کھلتے ہی آقا جمشید کو یوں محسوس ہوا جیسے خطرہ اس کے سر پر آن پہنچا ہو۔ اس نے بے اختیار گیئر بدل کر ایکسیلیٹر دبا دیا اور پھر وہ تیزی سے کار کو دوڑاتا ہوا واپس پھاٹک کی طرف بھاگنے لگا۔ اس کی کار پر گولیاں برسنے لگیں لیکن کار اسی طرح بھاگتی رہی اور چند لمحوں بعد وہ پھاٹک کراس کرتا ہوا سیدھا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ایک لمحے کے لئے بھی رکا تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ آندھی اور طوفان کی طرح کار دوڑاتا ہوا ماشوگا قصبے میں پہنچ گیا۔ ماشوگا پہنچنے کے بعد اس کی بے چینی میں قدرے کمی ہوئی۔ اس نے تیزی سے کار کو ایک سائیڈ میں روکا اور پھر ڈیش بورڈ کے نیچے لگی ہوئی ایک پلیٹ کو کونے سے پکڑ کر زور سے اپنی طرف کھینچا تو پلیٹ کسی ڈھکن کی طرح کھلتی چلی گئی۔ اندر مختلف رنگوں کے بہت سے بٹن نظر آنے لگے۔ اس نے پھرتی سے ایک ناب کو گھمایا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

"یس پوائنٹ ازمیر راؤنڈ ہیڈ ــــــ" دوسرے لمحے ڈیش بورڈ سے ایک کرخت سی آواز ابھری۔

"آقا جمشید سپیکنگ ــــــ" آقا جمشید نے چیختے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"اوہ باس۔ یس باس یس سر ــــــ" دوسری طرف سے بولنے والا شاید آقا جمشید کی آواز سنتے ہی بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"اس وقت تمہارے پوائنٹ پر کتنی نفری ہے۔ جلدی بتاؤ ــــــ" آقا جمشید نے کڑک دار لہجے میں پوچھا۔

"دس راؤنڈ ہیڈ ہیں سر ــــــ" جواب ملا۔

"کاریں کتنی ہیں ــــــ" آقا جمشید نے سوال کیا۔

"تین کاریں ہیں جناب ــــــ" جواب دیا گیا۔

"سنو سب نفری اور کاروں کو لے کر ماشوگا ہائی وے کراسنگ پر پہنچ جاؤ۔ تمہیں ہر طرح سے مسلح ہونا چاہیئے۔ تم نے وہاں چھپ کر انتظار کرنا ہے۔ ایک سیاہ رنگ کی کار نیا ماڈل جیسے ہی وہاں پہنچے اسے تم نے ہر صورت میں تباہ کر دینا ہے۔ اس میں ہمارے دشمن ہیں۔ ہر قیمت پر تباہ کرنا ہے ــــــ" آقا جمشید نے کہا۔

"کب پہنچے گی یہ کار باس ــــــ" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یہ کار ماشوگا پوائنٹ کے باہر موجود ہے۔ تم نے آدھے گھنٹے تک انتظار کرنا ہے۔ اگر یہ اس دوران وہاں نہ پہنچے تو پھر تم نے ماشوگا پوائنٹ پر جا کر حملہ کر دینا ہے۔ جو بھی وہاں نظر آئے اسے ہلاک کر دو۔ تمہیں ازمیر ہائی وے کراسنگ تک پہنچنے میں کتنی دیر لگ جائے گی" آقا جمشید نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ سر ــــــ" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔ کے۔ پہنچ جاؤ۔ اور تباہی میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے" آقا جمشید نے کہا اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ وہ واپس ماشوگا پوائنٹ پر جائے اور معلوم کرے کہ وہاں کتنے لوگ موجود ہیں۔ لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ وہ خود سامنے نہ آنا چاہتا تھا کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ دشمن ان کی توقع سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں اور ہو سکتا ہے کہ

وہ کسی چکر میں پھنس جائے۔ اس لئے اس نے ایسی جگہ پر رکنے کا فیصلہ کیا جہاں سے پوائنٹ نمبر بیس کی کاروں کو چیک کر سکے۔ یہ سوچتے ہوئے وہ کار کو آگے بڑھا کر لے گیا اور پھر ماشوگا ہائی وے کراسنگ سے ذرا پہلے اس نے کار ایک گلی میں بیک کر کے داخل کی اور گلی کے سرے پر ہی رک گیا۔ اب یہاں سے وہ آسانی سے سب کچھ دیکھ سکتا تھا اور خود بھی کسی اچانک حملے سے محفوظ رہ سکتا تھا۔ وہ نجانے کیوں اپنے آپ کو نفسیاتی طور پر اس گروپ سے قدرے خوفزدہ سا محسوس کر رہا تھا۔ شاید اس کی وجہ اچانک اور پے در پے حملے تھے۔ ویسے اب وہ پچھتا رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ قیدیوں کو موشوگا پوائنٹ بھیجنے کا کہہ دیا۔ وہیں ان کا خاتمہ کر دیا جاتا تو یہ صورت حال سامنے نہ آتی۔ بہرحال اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ انہیں ایک لمحے کا بھی موقع نہ دے گا اور پھر اس نے راؤنڈ ہیڈز کی گاڑیاں ہائی وے کراسنگ پر پہنچتی دیکھ لیں اور اس کے چہرے پر اطمینان کی لہر سی دوڑ گئی۔ دو کاریں ایک طرف اور ایک کار مخالف سمت کی عمارتوں کی آڑ میں لگ گئی۔ اور چند لمحوں بعد اس کی نظریں جیسے ہی بائیں طرف قصبے کی طرف سے آنے والی سڑک پر پڑیں۔ وہ چونک پڑا۔ اس نے وہی سیاہ کار کو ہائی وے کراسنگ کی طرف بڑھتے دیکھ لیا تھا۔ یہ وہی کار تھی جو پوائنٹ کے باہر خالی کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے پھرتی سے دوبارہ بٹن دبا دیا۔

"ہیلو آقا جمشید سپیکنگ ـــــ سیاہ کار آ رہی ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ بچ کر نہ جائے۔ تباہ کر دو ـــــ" آقا جمشید نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہم نے چیک کر لیا ہے باس۔ اب یہ بچ کر نہ جائے گی ـــــ" دوسری طرف سے کہا گیا اور آقا جمشید نے بٹن بند کر دیا۔ اسی لمحے سیاہ کار تیزی سے اُن کے سامنے سے گزرتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی سیاہ کار کراسنگ کے قریب پہنچی، راؤنڈ ہیڈ کی کاریں بجلی کی تیزی سے دونوں اطراف سے نکلیں اور آقا جمشید کے چہرے پر گہری مسکراہٹ چھا گئی کیونکہ انہوں نے انتہائی شاندار طریقہ اختیار کیا تھا کہ دونوں اطراف سے ٹکر مار کر کار کو پچکا دیا جائے۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ سیاہ کار بجلی کی تیزی سے گھوم گئی اور اس پر چڑھ دوڑنے والی دونوں کاریں ایک خوفناک دھماکے سے ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں جبکہ تیسری کار تیزی سے گھومی اور سیاہ کار کی طرف لپکی مگر اسی لمحے سیاہ کار ایک بار پھر تیزی سے گھومی اور حیرت انگیز طور پر دو پہیوں کے بل پر گھومتی ہوئی اتنی تیزی سے مڑی کہ اس پر لپکنے والی راؤنڈ ہیڈ کی تیسری کار سنبھل نہ سکی اور سامنے موجود ایک عمارت کی دیوار سے پوری قوت سے ٹکرا گئی۔ اسی لمحے سیاہ کار دونوں تباہ شدہ کاروں کے قریب سے نکلتی ہوئی آندھی اور طوفان کی طرح ہائی وے پر چڑھ گئی۔ اسی لمحے سیاہ کار سے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز گونجی اور پھر ایک عمارت کی سائیڈ میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی تینوں کاروں کی پٹرول ٹنکیاں بھی خوفناک دھماکوں سے پھٹیں اور آقا جمشید نے اتنے زور سے ہونٹ کاٹے کہ اسے اپنے لبوں پر خون بہتا ہوا محسوس ہونے

لگا۔ سیاہ کار نہ صرف صاف طور پر بچ کر نکل گئی تھی بلکہ تین کاریں بھی تباہ ہو گئی تھیں اور ظاہر ہے ازمیر پوائنٹ کے راؤنڈ ہیڈز بھی ساتھ ہی ختم ہو گئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں وحشت سی چھا گئی اور دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی اور پھر اسے انتہائی تیز رفتاری سے اڑاتا ہوا وہ ان تباہ شدہ کاروں کے قریب سے گزر کر ہائی وے پر پہنچا اور پھر اس نے کار کو اس طرف دوڑا دیا جدھر سیاہ رنگ کی کار گئی تھی۔ اب اس کے ذہن میں موجود خوف کا کہیں دور دور تک پتہ نہ تھا۔ اور اب اسے اپنے آپ پر جھنجھلاہٹ ہو رہی تھی کہ اس نے خود کیوں اس حملے میں حصہ نہ لیا۔ حالانکہ اس کی اپنی کار میں ایسا سسٹم موجود تھا جس سے وہ سیاہ کار پر تباہ کن بم پھینک سکتا تھا۔ لیکن نجانے کیا بات تھی کہ ہائی وے کراسنگ پر حملہ کرنے سے پہلے اس کے اعصاب پر عجیب سا خوف طاری ہو گیا تھا۔ اس نے تیزی سے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بک کھینچا اور پھر اس پلیٹ کو ہٹا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ راؤنڈ ہیڈز ہیڈ کوارٹر الرٹ آقا جمشید کالنگ اوور" آقا جمشید نے کرخت لہجے میں بار بار فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔ البتہ اس کی آنکھیں سڑک پر جمی ہوئی تھیں لیکن وہاں دور نزدیک کوئی سیاہ رنگ کی کار نظر نہ آ رہی تھی۔

"یس ہیڈ کوارٹر اٹینڈنگ اوور ــــــ" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"انقرہ شہر میں موجود ہر راؤنڈ ہیڈ کو الرٹ کر دو۔ فائٹ گروپ ایک سیاہ کار میں سوار ہو کر انقرہ کی طرف آ رہا ہے۔ وہ ماشوگا پوائنٹ سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ انہیں دیکھتے ہی اڑا دو اوور" آقا جمشید نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر وہ تو بے ہوش تھے۔ اوور ــــــ" دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"ہاں۔ لیکن وہ فرار ہو گئے ہیں۔ سیاہ رنگ کی کار کو چیک کرو۔ جو غیر ملکی اس کار میں نظر آئے اسے اڑا دو اور پولیس کمشنر کو کہہ کر پولیس چیکنگ بھی کراؤ یا روکو سیاہ کار اوور ــــــ" آقا جمشید نے چیختے ہوئے کہا۔

"او۔ کے سر۔ ابھی انتظامات کرتا ہوں سر اوور ــــــ" دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور آقا جمشید نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سپیڈ بڑھا دی۔ لیکن وہ حیران تھا کہ سیاہ رنگ کی کار آخر کہاں غائب ہو گئی۔ وہ تو اس کراسنگ سے کافی دور آ چکا تھا اور پھر اچانک اسے خیال آیا تو اس نے کار کی رفتار آہستہ کی اور اسے ٹرن کرتا ہوا واپس کراسنگ کی طرف لے گیا۔ اسے اچانک خیال آیا تھا کہ کہیں سیاہ کار راستے میں ہی کہیں نہ مڑ گئی ہو۔ کیونکہ اس کی تیز رفتار کار تو اسے لازماً پکڑ لینا چاہیے تھا لیکن سیاہ کار غائب تھی۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ وہ کسی بائی روڈ پر مڑ گئی ہو گی اور اسے خیال آیا تھا کہ اتنے فاصلے کے درمیان ایک ہی بائی روڈ آتی تھی اور

پھر جیسے ہی کار اس بائی روڈ پر پہنچی اس نے کار ادھر موڑ دی تھوڑی دور آنے کے بعد اچانک اسے ایک چمک سی محسوس ہوئی یہ چمک آئینے کی تھی جو درختوں کے جھنڈ سے نظر آ رہی تھی اور آغا جمشید نے چونک کر کار کو بریک لگا دیئے۔ کار سے نیچے اتر کر وہ جیسے ہی جھنڈ کی طرف بڑھا اسے جھنڈ کے اندر کھڑی ہوئی سیاہ رنگ کی کار نظر آ رہی تھی۔ یہ وہی سیاہ رنگ کی کار تھی جس کا تعاقب وہ کر رہا تھا کار خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اس کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن وہاں کوئی چیز اسے ایسی نظر نہ آئی جس سے وہ کوئی اندازہ لگا سکتا۔ کار پر نمبر پلیٹ بھی موجود نہ تھی۔ اس نے بڑے جھنجھلاہٹ آمیز انداز میں دروازہ بند کیا اور اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا کہ اچانک اسے ایک خیال آیا اور وہ چونک کر مڑا اور پھر تیزی سے دوبارہ کار کی طرف دوڑ آیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ سٹیرنگ سا ئیڈ والے دروازے کے ہینڈل کے نیچے قاچار بار کا سٹکراب واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ چونکہ اس کے الفاظ مٹے مٹے سے تھے۔ اس لیئے سرسری انداز میں وہ پڑھا نہ جا سکتا تھا۔ لیکن غور سے دیکھنے پر قاچار بار کے الفاظ صاف پڑھے جا سکتے تھے۔ اور آغا جمشید نے پہلے اسے نظر انداز کر دیا تھا لیکن واپس جاتے ہوئے اچانک اس کے ذہن میں وہ چیز کھٹکی تھی اور اب اس کے چہرے پر درشتی کے آثار واضح ہو گئے تھے۔ اس سٹکر کا صاف مطلب یہی تھا کہ اس کار کا تعلق قاچار بار سے ہے اور قاچار کے متعلق وہ جانتا تھا کہ وہ پاکیشیا کافی عرصے رہ کر آیا تھا اور اس کا تعلق بھی زیر زمین دنیا سے تھا۔ وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف لپکا اور پھر اس نے کار کو موڑ کر اس کا رُخ ہائی وے کی طرف کر دیا۔ ہائی وے پر آنے کے بعد اب وہ آندھی اور طوفان کی طرح انقرہ کی طرف اڑا چلا آ رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ قاچار بار کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ اور اس کے مالک قاچار کی ایک ایک بوٹی علیحدہ علیحدہ کر دے گا۔ اچانک اسے ایک خیال آیا۔ اس نے تیزی سے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

„ ہیلو۔ آغا جمشید کالنگ۔ ہیڈ کوارٹر اوور ــــ" آغا جمشید نے کرخت لہجے میں کہا۔

„ یس سر ہیڈ کوارٹر اٹینڈنگ اوور ــــ" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

„ کیا رپورٹ ہے اوور ــــ" آغا جمشید نے پوچھا لیکن ساتھ ہی اس کے لبوں پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ بھی پھیل گئی کیونکہ رپورٹ تو اسے معلوم ہی تھی کہ کیا ملنے والی ہے۔ اس کے منہ سے بھی یہ فقرہ بس روانی میں ہی نکل گیا تھا۔

„ سر۔ پولیس اور راؤنڈ ہیڈز سارے شہر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ سیاہ رنگ کی کاریں چیک کی جا رہی ہیں لیکن اب تک کوئی مشکوک کار نظر نہیں آئی ــــ" دوسری طرف سے کہا گیا۔

„ اب چیکنگ ختم کر دو۔ کار میں نے ڈھونڈ لی ہے وہ ازمیر ہائی وے کراسنگ کے بعد پہلی بائی روڈ پر ایک درختوں کے جھنڈ کے اندر موجود ہے اور خالی ہے اوور ــــ" آغا جمشید نے کہا۔

"اوہ سر —— اس کا مطلب ہے کہ دشمن کسی اور سواری پر الفقرہ میں داخل ہوئے ہوں گے۔ اوور ——" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ظاہر ہے۔ لیکن میں نے ایک کلیو ڈھونڈھ لیا ہے۔ اس کار کا تعلق قاچار بار سے ہے۔ تم ایسا کرو کہ میرے پہنچنے تک قاچار کے مالک کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جولیا فائٹ گروپ سے ملا ہوا ہے اور اسی کی امداد کی وجہ سے یہ لوگ وارداتیں کر رہے ہیں اوور ——" آقا جمشید نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس۔ ایسا ہی ہوگا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قاچار الفقرہ پر قبضہ کرنے کے لئے یہ گروپ باہر سے بلوا کر لایا ہو۔ اوور ——" جواب دیا گیا۔

"پتہ لگ جائے گا۔ اور سنو قاچار بار کی مکمل نگرانی کراؤ۔ ہو سکتا ہے فائٹ گروپ والے وہاں چھپے ہوئے ہوں اوور ——" آقا جمشید نے دوسری ہدایت دی۔

"بہتر سر اوور ——" دوسری طرف سے کہا گیا اور آقا جمشید نے او۔ کے کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

عدنان بول رہا ہوں ——" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"جولیا فائٹ گروپ کا سلام قبول کرو عدنان بیگ ——" عمران نے بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔ اس نے خود ہی انکوائری سے عدنان بیگ کا فون نمبر معلوم کر کے اسے فون کیا تھا۔

"اوہ تم۔ تم کون ہو ——" عدنان بیگ نے چونک کر پوچھا۔

"بتایا تو ہے۔ اب اگر کہو تو لکھ کر بھجوا دوں ——" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی تمہارا تعلق جولیا فائٹ گروپ سے ہے ——" عدنان بیگ کا لہجہ کرخت ہو گیا تھا۔

"ابھی نکاح تو نہیں ہوا البتہ منگنی ہو چکی ہے۔ اگر تم نکاح پڑھانے پر رضامند ہو جاؤ تو آگے بھی سوچا جا سکتا ہے ——" عمران نے لہجے کو سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو تم کوئی بھی ہو۔ اپنے ارادے سے باز آجاؤ اور الفقرہ سے اپنی جانیں بچا کر نکل جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو۔ راؤنڈ ہیڈز کے مقابلے میں آنے والا زندہ نہیں رہ سکتا سمجھے ——" عدنان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لستے ایسے کیا ہو گیا۔ خواہ مخواہ مرچیں چبانے لگ گئے ہو۔ راؤنڈ ہیڈ کیا ہے۔ کیا کوئی گنجوں کی بین الاقوامی تنظیم ہے۔ ویسے میرے پاس ایک ایسے تیل کا نسخہ ہے جس سے صدیوں پرانے گنج پر بھی سنہرے اور گھنگریالے بال اُگ آتے ہیں۔ نسخہ تمہیں مفت بتا دیتا ہوں۔ گنجے کے سر پر سو جوتے مارو۔ لیکن جب ننانوے پر پہنچو تو پھر ایک سے گننا شروع کر دینا۔ آزما کر دیکھ لو ——" عمران نے کہا۔

"شٹ اَپ۔ تم چند کامیابیاں حاصل کرنے پر اکڑ رہے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ راؤنڈ ہیڈز کے ہاتھ کتنے لمبے ہیں ——" عدنان بیگ نے کہا۔

"چلو تم بتا دو۔ ویسے لمبے ہاتھ تو بن مانسوں کے ہوتے ہیں اور ابھی تک مجھے الفقرہ میں کوئی ایسا جنگل نظر میں نہیں آیا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی یہ خوبصورت مخلوق پائی جاتی ہے ——" عمران نے جواب دیا۔

"سنو میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ ہم سے معافی مانگ کر اپنی جانیں بچا لو۔ اس کے بعد معافی کا وقت گزر جائے گا ——" دوسری طرف سے عدنان بیگ نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے چلو میں آؤں گا کبھی معافی مانگنے تیار رہنا ——" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر وہ تیزی سے فون بوتھ سے باہر نکل کر ساتھ ہی ایک بک سٹال پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک اخبار خریدا اور اس کے سرسری مطالعے میں مصروف ہو گیا لیکن اس کی نظریں سامنے موجود جنید کا بار کے دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ اُسے یقین تھا کہ عدنان بیگ نے لازماً اس جگہ کا پتہ چلا لیا ہو گا۔ جہاں سے اُسے فون کیا جا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس فون بوتھ پر ٹوٹ پڑیں گے لیکن جب کافی دیر گزر گئی اور فون بوتھ کی طرف کوئی راؤنڈ ہیڈ لپکتا ہوا نظر نہ آیا تو وہ عدنان بیگ کی ذہانت سے مایوس ہوتا گیا۔ اس نے عدنان بیگ کو کال صرف اس لئے کی تھی کہ تاکہ اس کی قوتِ کارکردگی کو چیک کر سکے کہ وہ کتنی تیزی سے حرکت میں آتے ہیں اور کس طرح کام کرتے ہیں۔ تاکہ اس کے مطابق وہ اپنی آئندہ پلاننگ کر سکے۔ اُسے قاچار بار پر راؤنڈ ہیڈز کے خوفناک حملے کی خبر مل چکی تھی۔ بار کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی تھی۔ اس سے پہلے قاچار کو اغوا کرنے کے لئے راؤنڈ ہیڈز نے قاچار بار پر حملہ کیا تھا لیکن قاچار شاید پہلے ہی احتیاطی تدبیر کے طور پر قاچار بار سے ہٹ چکا تھا۔ اس لئے وہ تو ان کے ہاتھ نہ آسکا تھا۔ البتہ انھوں نے انتقامی کارروائی کے طور پر قاچار بار کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی تھی۔ قاچار نے یہ خبر اسے خود دی تھی۔ اور پھر قاچار نے ہی اسے بتایا تھا کہ یہ کلیو راؤنڈ ہیڈ کو اس کی حماقت سے میسر آیا ہے کیونکہ جب اس کے آدمی اپنی کار تباہ کرنے جو عمران نے استعمال کی تھی۔ ازمیر کراسنگ کے بائی روڈ پر پہنچے تو انھوں نے وہاں راؤنڈ ہیڈز کو چھپے ہوئے دیکھ لیا اور اس کے بعد قاچار کو خیال آگیا کہ اسکی کار کے دروازے کے ہینڈل کے نیچے

قاچیا بار کا سٹکر لگا ہوا ہے اور اُسے یقین تھا کہ اسی سٹکر کی وجہ سے اس کے بار پر حملہ ہوا ہے اور عمران نے اس کی اطلاع کے بعد ہی یہ پروگرام بنایا تھا کہ قاچیار بار کی تباہی کا انتقام راؤنڈ ہیڈز سے لیا جائے لیکن اندھا اقدام کرنے کی بجائے وہ کوئی واضح پلاننگ کرنا چاہتا تھا۔ قاچیار سے اُسے معلوم ہوا تھا کہ راؤنڈ ہیڈ کوارٹر جشیکا بار کی بجائے انقرہ کے نواح میں ایک بڑی سی عمارت میں ہے۔ جشیکا بار تو عدنان بیگ کا دفتر تھا اور نیچے بنے ہوئے خانوں میں راؤنڈ ہیڈز کے باس آقا جمشید نے اپنا دفتر بنا رکھا ہے۔ لیکن تنظیم کا ہیڈ کوارٹر وہاں نہ تھا اور عمران نے جواب میں اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن اس سے پہلے وہ اس کے آفائل کی قوت کارکردگی چیک کرنا چاہتا تھا اور اسی لئے اس جشیکا بار کے سامنے ایک ٹیلیفون بوتھ سے عدنان کو اس قسم کا فون کیا تھا۔ تاکہ دیکھ سکے کہ وہ جوابی طور پر کیا کارروائی کرتے ہیں۔ چونکہ اُسے یقین تھا کہ جوزف اور جوانا کے بارے میں راؤنڈ ہیڈز ابھی کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے اس نے جوزف اور جوانا پر میک اپ کا تکلف نہ کیا تھا لیکن خود اس نے اپنے آپ میک اپ کر رکھا تھا۔ جب کافی دیر گزر گئی اور فون بوتھ پر کوئی چھاپہ نہ پڑا تو وہ اخبار کو تہہ کرتا ہوا ایک بار پھر فون بوتھ میں داخل ہوا اور پھر سکے ڈال کر اس نے نمبر گھمائے۔

"گارڈن ٹاؤن ____" رسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔ یہ کوڈ عمران کوٹھی سے نکلنے سے پہلے ہی طے کر چکا تھا۔

"عمران بول رہا ہوں۔ جولیا کہاں ہے ____" عمران نے کہا۔

"جولیا موجود ہے۔ میں فون انہیں دیتا ہوں ____" صفدر نے کہا اور چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کیا پروگرام ہے عمران ____" جولیا نے پوچھا۔

"جولیا میرا خیال ہے ہمیں اپنا پروگرام بدل لینا چاہئے۔ میں نے سوچا ہے کہ اب صورت حال کو جلد از جلد ختم کر دیا جائے ____" عمران نے کہا۔

"وہ کیسے ____" جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"دیکھو جولیا ____ اس طرح تو ہم ساری عمر راؤنڈ ہیڈز کے خلاف یہاں بیٹھ کر لڑنے سے تو رہے اور راؤنڈ ہیڈز انقرہ اور اس کے نواح میں مختلف پوائنٹ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم کس کس پوائنٹ پر حملہ کرتے رہیں گے۔ اس طرح تو ہمیں بہت سا وقت چاہیے اس لئے میرے ذہن میں ایک پروگرام آیا ہے کہ کیوں نہ ہم آقا جمشید اور عدنان کو اغوا کر کے کوٹھی میں لے آئیں اور پھر وہاں سے ان کے میک اپ میں اپنے آدمی واپس بھیج دیئے جائیں اور وہ سارے راؤنڈ ہیڈز کو ایک جگہ پر اکٹھا کریں اور پھر ایک ہی حملہ کر کے ان سب کا خاتمہ کر دیا جائے ____" عمران نے کہا۔

"پروگرام تو اچھا ہے۔ لیکن عدنان اور آقا جمشید کا جشیکا بار سے اغوا تقریباً ناممکن ہے ____" جولیا نے جواب دیا۔

"جولیا فائٹ گروپ کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہوتا۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا ____" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"دیکھو عمران۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم اپنے طور پر سوچنے میں آزاد ہو۔ لیکن مجھ پر سارے ممبروں کی حفاظت کا بوجھ ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ کوئی ایسا اقدام کیا جائے جس سے ہم سارے مشکل میں پھنس جائیں، اس لئے میں تمھیں اس اقدام کی اجازت نہیں دے سکتی۔ انھیں اغوا کرنا خودکشی کرنے کے مترادف ہے۔ البتہ اگر تم چاہو تو انھیں قتل کر سکتے ہو"—— جولیا نے سخت لہجے میں کہا

"لیکن ان کو قتل کرنے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا"—— عمران نے پوچھا

"تو پھر یہ خیال چھوڑ دو۔ ہم ان کے سارے پوائنٹ چیک کر لیتے ہیں اور پھر باری باری ہر پوائنٹ پر حملہ کر کے ان کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ اس طرح ہم آسانی سے کامیاب ہو سکتے ہیں"—— جولیا نے جواب دیا۔

"لیکن میں اس کے خلاف ہوں۔ اس طرح بہت سا وقت چاہیے اور ہمارے پاس وقت نہیں ہے"—— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس وقت ہے۔ اس لئے ہم تو ایسا ہی کریں گے۔ تم اپنے طور پر جو چاہو کرتے رہو"—— جولیا کے لہجے میں بھی سختی عود کر آئی۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ جوزف اور جوانا کو جشیکا بار بھیج دو۔ اس کے بعد تم جو چاہو کرتی رہو"—— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں بھجوا دیتی ہوں"—— جولیا نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور عمران نے رسیور رکھا اور پھر ابھی وہ فون بوتھ سے باہر نکلا ہی تھا کہ اچانک ادھر ادھر

سے پانچ راؤنڈ ہیڈز تیزی سے جھپٹے اور انھوں نے بڑی پھرتی سے عمران کے نہ صرف بازو پکڑے بلکہ تین سٹین گنیں بھی اس کے جسم کی طرف اٹھ گئیں۔

"گک کک کیا بات ہے۔ میں تو شریف آدمی ہوں"—— عمران نے بڑے خوفزدہ انداز میں ہکلاتے ہوئے کہا۔

"خاموشی سے ہمارے ساتھ چلے چلو ورنہ ہمیں ڈھیر کر دیں گے"—— ایک راؤنڈ ہیڈ نے غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے جشیکار بار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک یادگار ناول

جولیا فائٹ گروپ

(حصہ دوم)

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

- عمران کا جشیکا بار میں جاکر کیا حشر ہوا ـــــ ؟ کیا وہ شیروں کی کچھار سے نکلنے میں کامیاب ہوگیا ـــــ ؟
- جولیا نے عمران کا منصوبہ ماننے سے انکار کرنے کے بعد کیا قدم اٹھایا ؟
- کیا جولیا فائٹ گروپ عمران کے بغیر اپنے مشن میں کامیاب ہوگیا۔ ؟
- جوانا اور آقا جمشید کے درمیان خوفناک اور لرزا دینے والا مقابلہ ـــــ انجام کیا ہوا ـــــ ؟
- جولیا فائٹ گروپ اور راؤنڈ ہیڈز کے خوفناک۔ دہشت ناک اور خونریز مقابلے کا آخری نتیجہ کیا نکلا ـــــ ؟
- کیا جولیا فائٹ گروپ کامیاب ہوا ـــــ یا ـــــ ؟
- عمران ـــ جوزف ـــ اور جوانا کے حیرت انگیز کارناموں سے بھرپور۔ انتہائی منفرد اور دلچسپ کہانی۔
- اعصاب کو جھنجھا دینے والا سسپنس۔ خون کو پارے کی طرح گردش میں لانے والا ایکشن ـــــــ انتہائی سنسنی خیز ناول

یوسف برادرز پبلشرز بکسیلرز پاک گیٹ ملتان

عمران پرمود سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

ڈیتھ ریز

مکمل ناول

مصنف مظہر کلیم ایم اے

ڈیتھ ریز ـــ ایسی ریز جن سے بیک وقت لاکھوں کروڑوں افراد کو ہلاک کیا جاسکتا تھا ـــ ایسی ریز جن کا کوئی توڑ ممکن ہی نہ تھا۔

ڈیتھ ریز ـــ جن پر مشتمل ڈیتھ میزائل تیار کیے جارہے تھے تاکہ پوری دنیا کو ان کا نشانہ بنایا جاسکے۔

ڈیتھ ریز ـــ جن کی وجہ سے پاکیشیا اور بلگارنیہ دونوں ممالک اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنے لگے۔

- ـ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پاکیشیا کے تحفظ کی خاطر اس کے خلاف میدان میں کود پڑے۔
- ـ میجر پرمود نے بھی بلگارنیہ کے تحفظ کی خاطر ڈیتھ میزائل کی لیبارٹری تباہ کرنے کے مشن پر کام شروع کردیا۔

وہ لمحہ ـــ جب عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور میجر پرمود دونوں اپنے اپنے طور پر مشن مکمل کرچکے تھے لیکن حقیقتاً دونوں ہی مشن میں ناکام رہے تھے۔

- ـ کیا عمران اور میجر پرمود دونوں ہی ناکام رہے ـــ یا ـــ ؟
- ـ انتہائی دلچسپ، حیرت انگیز اور منفرد انداز کی کہانی۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز

جولیا فاسٹ گروپ

مظہر کلیم ایم اے

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— -/30 روپے

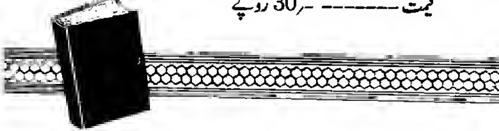

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ایک خط ملاحظہ ہو۔

ملتان روڈ لاہور سے جناب محمد فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کے ناول انتہائی دلکش ہوتے ہیں۔ لیکن آپ نے کبھی عمران سیریز میں زیرو لینڈ پر کہانی نہیں لکھی کیا وجہ ہے۔ کیا آپ کا قلم صرف یہیں تک محدود ہے یا آپ میں اتنی صلاحیتیں نہیں ہیں کہ آپ اس پلاٹ پر قلم آزمائی کر سکیں؟

محترم جناب محمد فاروق صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ زیرو لینڈ پر محترم جناب ابن صفی صاحب مرحوم نے بے شمار کہانیاں لکھی ہیں اس طرح ان کے بیشمار مجرم کردار ہیں۔ مثال کے طور پر سنگ ہی۔ تھریسیا۔ بوغا وغیرہ۔ مجھے اکثر قارئین ان کرداروں پر ناول لکھنے کی فرمائش کرتے رہتے ہیں لیکن میں نے آج تک ان کرداروں پر کبھی کوئی کہانی نہیں لکھی۔ فاروق صاحب نے اس کی وجہ دریافت کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ آپ میں اتنی صلاحیتیں نہیں ہیں کہ آپ اس پلاٹ پر قلم آزمائی کر سکیں۔

جہاں تک صلاحیتوں کا تعلق ہے اس کے بارے میں میرا کچھ لکھنا بے معنی ہے۔ قارئین ہی صلاحیتوں کے بہتر جج ہو سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک زیرو لینڈ اور ابن صفی صاحب کے مجرم کرداروں پر کہانیاں نہ لکھنے کی وجہ ہے وہ میں عرض کر دیتا ہوں۔ ابنِ صفی صاحب، عمران اور سیکرٹ سروس کے دیگر کرداروں کے خالق تھے اور انہوں نے ہی ان کرداروں کی خصوصیات اور ڈرامائی پس منظر تخلیق کیا تھا اور عمران سیریز لکھتے وقت یہ کردار اپنی صلاحیتوں اور

اسی پس منظر کے تحت ہر کتاب میں موجود ہوتے ہیں۔ لیکن میری ہر کتاب میں مجرم کردار، ان کا پس منظر اور ان کی صلاحیتیں نئی ہوتی ہیں اس لئے ایک مصنف کی اصل تخلیقی صلاحیتوں کا علم مجرم کرداروں سے ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہر ناول میں نئے مجرم کردار لانا زیادہ پسند کرتا ہوں تاکہ میرے قارئین نئی سے نئی سچوئشنز سے محظوظ ہو سکیں۔ آپ تو ابن صفی مرحوم کے مجرم کرداروں کی بات کرتے ہیں، میں نے اپنے تخلیق کردہ مجرم کردار کبھی دوبارہ کسی کتاب میں شامل نہیں کئے۔ اگر ایک ادیب ایک کردار تخلیق کرتا ہے اور وہ پسند کیا جاتا ہے تو وہ اس سے اور اچھا کردار بھی تخلیق کر سکتا ہے۔ میری ہر کتاب پلاٹ، مجرم کردار اور سچوئشنز کے لحاظ سے پہلے سے منفرد ہوتی ہے اور آپ کو ہر نئی کتاب پہلی کتاب سے زیادہ پسند آتی ہے۔ اگر میں وہی گھسے پٹے کردار بار بار پیش کرنا شروع کر دوں تو پھر انفرادیت اور تنوع غائب ہو جائے گا اور ساتھ ہی آپ کی دلچسپی بھی۔ اس لئے میں اپنے ان قارئین سے دلی طور پر معذرت خواہ ہوں جو مجھ سے ابن صفی صاحب کے تخلیق کردہ مجرم کرداروں پر کہانیاں لکھنے کی فرمائش کرتے رہتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ بات ان کی سمجھ میں آگئی ہوگی اور آئندہ وہ اصرار نہ فرمائیں گے۔ شکریہ۔

والسلام
مظہر کلیم۔ ایم۔ اے

بیشیکا بار کے جوئے خانے سے ملحقہ ایک بڑے کمرے میں پانچ راؤنڈ ہیڈز مشین گنیں اٹھائے دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ درمیانی بڑی میز پر ایک بھاری سی مشین رکھی ہوئی تھی۔ جس کے سامنے آغا جمشید، عدنان بیگ اور طاہر بیگ موجود تھے۔ مشین کو ایک پتلا دبلا سا آدمی آپریٹ کرنے میں مصروف تھا۔ اس نے سفید رنگ کا ایپرن پہن رکھا تھا۔ سامنے دیوار پر ایک بڑی سی سکرین نصب تھی۔ اور اس اسکرین پر ایک فون بوتھ صاف نظر آ رہی تھی۔ فون بوتھ خالی نظر آ رہا تھا۔

"یہ ہے وہ فون بوتھ جہاں سے جناب عدنان بیگ کو فون کیا گیا ہے ——" آپریٹر نے سر اٹھا کر پولیس کمشنر طاہر بیگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر یہ تو خالی ہے ——" طاہر بیگ نے دانت پیستے

ہوئے جواب دیا

"اگر عدنان صاحب فون کے دوران مجھے اطلاع کر دیتے تو پھر فون کرنے والے کو پکڑا جا سکتا تھا ——" آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اس وقت اکیلا تھا ——" عدنان بیگ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی عدنان بیگ کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک قریبی بک سٹال پر کھڑا ہوا ایک نوجوان اخبار تہہ کرتا ہوا فون بوتھ کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ اور پھر اندر داخل ہوتے ہی اس نے سکے ڈال کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"گارڈن ٹاؤن ——" دوسری طرف سے آنے والی آواز اس کمرے میں گونج اٹھی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ جولیا کہاں ہے ——" اس نوجوان نے کہا اور جولیا کے نام کے ساتھ ساتھ اس نوجوان کی آواز سنتے ہی عدنان بیگ اچھل پڑا۔

"یہی ہے۔ یہی ہے جس نے مجھے فون کیا تھا اور جولیا کا نام بھی لے رہا ہے یہ ——" عدنان بیگ نے چیختے ہوئے کہا

"جاؤ اس بوتھ کو اڑا دو۔ زندہ بچ کر نہ جائے ——" آقا جمشید نے عدنان بیگ کی بات سنتے ہی چیخ کر راؤنڈ ہیڈز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھہرو۔ ایسے نہیں۔ تم اپنے آدمی بھیج دو۔ لیکن ہو سکتا ہے اس

فون سے ہمیں کوئی مفید باتیں معلوم ہو سکیں۔ اس لئے فون کال مکمل ہونے دو ——" طاہر بیگ نے فوراً ہی آقا جمشید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسا کرو کہ اپنے آدمی فون بوتھ کی نگرانی کے لئے بھیج دو۔ جیسے ہی کال مکمل ہو۔ وہ اس نوجوان کو پکڑ کر یہاں لے آئیں۔ اس سے ہمیں جولیا فائٹ گروپ کے متعلق مکمل معلومات مل جائیں گی ——" عدنان نے تیز لہجے میں راؤنڈ ہیڈز سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پانچوں راؤنڈ ہیڈز سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"جس نمبر پر اس نے فون کیا ہے، ان نمبروں کا پتہ چل سکتا ہے ——" طاہر بیگ نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اگر ہمیں پتہ ہوتا کہ یہی نوجوان ہمارا ٹارگٹ ہے تو ہم اس وقت چیک کر لیتے جب یہ نمبر گھما رہا تھا ——" آپریٹر نے جواب دیا۔

"میں نے چیک کیا ہے، اس نے تھری ون تھری زیرو فور زیرو سیون رنگ کیا ہے ——" عدنان بیگ نے جواب دیا۔

"اوہ پھر تو ٹھیک ہے ——" طاہر بیگ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ سب فون پر ہونے والی گفتگو سننے میں منہمک ہو گئے۔

"جیسے جیسے بات آگے بڑھ رہی تھی۔ عدنان بیگ اور آقا جمشید کے چہرے بگڑتے جا رہے تھے۔

"اوہ انتہائی خوفناک منصوبہ ہے یہ تو۔ شکر ہے طاہر بیگ کی وجہ سے ہم اس مشین کو حاصل کر سکے ہیں ورنہ تو ہمیں تباہ کر دیا جاتا ۔۔۔۔" عدنان بیگ نے کہا۔

"یہ عمران اس جولیا گروپ سے علیحدہ ہے۔ اس لئے جولیا اس کی بات نہیں مان رہی ۔۔۔۔" آغا جمشید نے کہا۔

"ہاں علیحدہ تو ہے۔ لیکن ہے اس کا ساتھی اور میرا خیال ہے موشوگا پوائنٹ سے اس گروپ کو چھڑانے والا بھی یہی ہے ۔۔۔۔" عدنان بیگ نے جواب دیا۔ اسی لمحے عمران نے فون رکھ دیا اور پھر وہ جیسے ہی فون بوتھ سے باہر نکلا راؤنڈ ہیڈز نے اسے چھاپ لیا۔

"گڈ ۔۔۔۔" طاہر بیگ نے سکرین دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر جلدی سے انکوائری کے نمبر ڈائل کئے۔

"کیا نمبر بتائے تھے تم نے تھری زیرو ۔۔۔۔" طاہر بیگ نے مڑ کر عدنان سے پوچھا۔

"تھری ون تھری زیرو فور زیرو ۔۔۔۔" عدنان نے جواب دیا۔

"ہیلو انکوائری۔ پولیس کمشنر طاہر بیگ سپیکنگ۔ نمبر نوٹ کرو۔ تھری ون تھری زیرو فور زیرو۔ نوٹ کر لیا۔ اب جس جگہ یہ فون ہے اس کا پورا پتہ بتاؤ جلدی ۔۔۔۔" طاہر بیگ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ آن فرمائیے ۔۔۔۔" دوسری طرف سے آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور طاہر بیگ خاموش ہو گیا۔

"سر نوٹ فرمائیے۔ یہ نمبر گارڈن ٹاؤن کی کوٹھی نمبر چوبیس کا ہے۔ اجمل آغائی کے نام پر لگا ہوا ہے ۔۔۔۔" آپریٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے اور اب اسے بھول جاؤ ۔۔۔۔" طاہر بیگ نے جواب دیا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"اس کال میں تو گارڈن ٹاؤن کا نام آیا تھا۔ اس کا مطلب ہے پتہ درست ہے ۔۔۔۔" طاہر بیگ نے مڑ کر عدنان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب یہ بچ کر نہیں جا سکتے۔ میں اس پوری کوٹھی کو اڑا دوں گا۔" عدنان بیگ نے دانت پیستے ہوئے کہا اور طاہر بیگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سنو عدنان۔ اعلیٰ حکام شہر میں ہونے والے واقعات پر سخت بے چین ہیں اور اگر تم نے کوٹھی اڑا دی تو ہنگامہ اور بڑھ جائے گا۔ راؤنڈ ہیڈز پر ہونے والے پے در پے حملوں نے مخالفوں کو بولنے کا موقع دے دیا ہے اور اخبارات بھی اب کھل کر راؤنڈ ہیڈز کے خلاف بول رہے ہیں۔ تم ایسا اقدام نہ کرو بلکہ اس کی بجائے ایسا کرو کہ ان [illegible] بے ہوشی سے [illegible] ۔۔۔۔" طاہر بیگ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"پہلے بھی [illegible] کی وجہ سے ہم انہیں بے ہوشی سے موشوگا پوائنٹ پر لے گئے تھے۔ لیکن وہاں سے انہیں چھڑا لیا گیا۔ اب بھی اگر انہیں موقع مل گیا تو ہو سکتا ہے یہ ایک بار پھر ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں ۔۔۔۔" عدنان نے اکھڑے لہجے میں کہا۔

"نہیں اب یہ نہیں نکل سکتے۔ اچھا ایسا ہے کہ تم سامنے نہ آؤ۔ میں پولیس کے ذریعے انھیں اغوا کر کے کسی خفیہ پوائنٹ پر پہنچا دیتا ہوں۔ اس کے بعد تم جس طرح چاہو انھیں قتل کرا دینا مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بس میں مزید ہنگامہ نہیں چاہتا ——" طاہر بیگ نے کہا۔

"لیکن جب ان پر چھاپہ ڈالا جائے گا تو ہنگامہ ضرور ہوگا ——" عدنان بیگ نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میرے پاس ایسے دستے ہیں جو بے ہوش کر دینے والی گیس سے مسلح ہیں۔ میں پوری پولیس فورس اس کوٹھی پر بھیج دیتا ہوں۔ اس کے بعد ان کے بچ نکلنے کا ایک فیصد بھی امکان نہیں رہے گا ——" طاہر بیگ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلو ایسے ہی سہی۔ میں تم سے بگاڑنا نہیں چاہتا اور پھر تمھاری وجہ سے یہ لوگ پکڑے جا سکتے ہیں۔ لیکن اب یہ بچ کر نہ جائیں۔ تم انھیں ہمارے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ پھر ہم ان سے اچھی طرح نپٹ لیں گے" عدنان بیگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے پہنچ جائیں گے۔ تم بے فکر رہو ——" طاہر بیگ نے کہا۔ اور پھر تیزی سے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ وہ شاید اب اپنی فورس سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ جبکہ عدنان کمرے سے باہر آیا۔ آقا جمشید اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے دفتر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ دفتر میں عمران ایک دیوار سے لگا کھڑا تھا جبکہ پانچ راؤنڈ ہیڈ اس کے سامنے مشین گنیں اٹھائے مستعد کھڑے تھے۔

"جج۔ جناب۔ آپ انھیں سمجھائیں میں ایک شریف آدمی ہوں"

عمران نے گھگھیائے ہوئے انداز میں عدنان بیگ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے چہرے سے بے پناہ خوف ٹپک رہا تھا اور پورا جسم یوں لرز رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔

"مسٹر عمران۔ یہ اداکاری نہیں چلے گی۔ ہم نے تمھاری پوری گفتگو سنی ہے۔ میں نے تمھیں پہلے نہیں کہا تھا کہ ہم سے معافی مانگ کر اپنی جان بچا لو۔ لیکن تم اکڑتے رہے ——" عدنان بیگ نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جج۔ جناب آپ کو ضرور غلط فہمی ہو رہی ہے۔ مجھ جیسے بزدل آدمی کا اکڑنے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ——" عمران نے جواب دیا۔

"جمشید اسے لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ جولیا گروپ بھی وہاں پہنچ رہا ہے۔ طاہر بیگ انھیں لے کر وہاں آ جائے گا۔ وہیں چل کر ان کی اجتماعی قبر بنائی جائے گی ——" عدنان بیگ نے آقا جمشید سے مخاطب ہو کر کہا جو بڑی دہشت آمیز نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا ضرورت ہے ان کو اکٹھا کرنے کی۔ ان سب کو گولیوں سے اڑا دیا جائے تو وہ بہتر نہیں ہے ——" آقا جمشید نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں۔ طاہر بیگ ہنگامہ نہیں چاہتا۔ اعلیٰ حکام میں بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ ان سب کو خفیہ قتل کر کے دفن کرنا پڑے گا ——" عدنان نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں تحکم تھا۔

"ٹھیک ہے ——" آقا جمشید نے کہا اور پھر وہ راؤنڈ ہیڈز سے مخاطب ہو گیا۔

"سنو اس کے ہاتھ ہتھکڑیوں سے جکڑ کر اسے ویگن میں ڈالو اور ہیڈ کوارٹر لے چلو ــــــ" آقا جمشید نے حکم دیا اور راؤنڈ ہیڈز بھوکے عقابوں کی طرح عمران پر ٹوٹ پڑے۔ چند لمحوں بعد عمران کے ہاتھ جکڑ دیئے گئے۔ اور ایک راؤنڈ ہیڈ اسے دھکیلتا ہوا دروازے کی طرف لے چلا۔ عمران نے کوئی ردِ عمل ظاہر نہ کیا۔ وہ جان بوجھ کر خاموش تھا تاک اگر جولیا اور اس کا گروپ پکڑا جاتا ہے تو پھر اکٹھے ہی کارروائی کی جا ویسے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا کہ اس نے راؤنڈ ہیڈ کی جرا کارکردگی کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ اگر اسے ذرا سا بھی احساس ہو جا کہ فون بوتھ کو کسی طرح چیک کیا جا رہا ہے تو وہ کم از کم دوسری کال کر کی غلطی نہ کرتا۔ لیکن بہرحال اسے اطمینان تھا کہ وہ ہر قسم کے حالا آسانی سے نمٹ لے گا۔ اس لیے وہ خاموش تھا۔

جولیا نے بڑے غصیلے انداز میں رسیور رکھا۔ اس کے
ے پر شدید جھنجلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے مس جولیا کیا عمران نے کوئی خاص بات کر دی ہے"
فدر نے اس کا موڈ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ نامعقول باتیں کر رہا ہے۔ خواہ مخواہ چھیننے والی۔ کہہ رہا تھا کہ پروگرام بل گیا ہے۔ حمدان اور آقا جمشید کو اغوا کر کے یہاں لایا جائے۔ پھر ں سے ان کے میک اپ میں اپنے آدمی بھیجے جائیں جو سارے ؤنڈ ہیڈز کو کہیں اکٹھا کریں اور پھر ان سب کا اکٹھا خاتمہ کر دیا جائے"
ولیا نے جھنجلائے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پروگرام تو اچھا ہے ــــــ" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"خاک اچھا ہے۔ جشتیکا بار سے ان دونوں کا اغوا ناممکن ہے۔ خیالی پروگرام ہے احمقانہ اور سنو جوزف ادھر جانا تمہیں عمران نے بلا

رہا ہے۔ وہ جنیکا بار کے سامنے فون بوتھ کے قریب ہے تم جاؤ ——" جولیا نے بات کرتے کرتے ایک طرف بیٹھے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں خاموشی سے اٹھے اور تیز تیز قدم اٹھاتے اس ہال کمرے سے باہر نکل گئے۔

"تو پھر اب تم نے کیا پروگرام بنایا ہے ——" تنویر نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میرا پروگرام یہ ہے کہ ہم سب میک اپ کر کے باہر نکلیں۔ ہمارا میک اپ مقامی ہونا چاہیے تاکہ ہم ان لوگوں سے علیحدہ نظر نہ آئیں اور پورے شہر میں پھیلے ہوئے راونڈ ہیڈز کے پوائنٹس کا کھوج لگا لیں اور پھر ڈائریکٹ ایکشن کر کے ایک ایک پوائنٹ کو تباہ کر دیں۔ اس طرح ہم محفوظ بھی رہیں گے اور راونڈ ہیڈز کی طاقت بھی تیزی سے ختم ہوتی چلی جائے گی ——" جولیا نے جواب دیا۔

"لیکن اس طرح تو خاصا وقت لگ جائے گا ——" صفدر نے کہا

"تو کیا ہوا۔ ہم پر مخصوص وقت کی قید تو نہیں ہے۔ جب مکمل طور پر راونڈ ہیڈز ختم ہو جائیں گے تو ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا ——" جوا نے جواب دیا۔

"ویسے میری ایک تجویز ہے ——" اچانک چوہان نے کہا۔

"ہاں کہو ——" جولیا نے چونک کر کہا اور باقی ممبر بھی اس ک طرف متوجہ ہو گئے۔

"آقا جمشید اور عدنان راونڈ ہیڈز کے سربراہ ہیں۔ اگر ہم پہلے ان کا خاتمہ کر دیں تو راونڈ ہیڈز تنظیم انتشار کا شکار ہو جائے گی اور

انہیں آسانی سے شکار کیا جا سکے گا ——" چوہان نے کہا۔

"اگر ان دونوں کے ساتھ پولیس کمشنر طاہر بیگ کو بھی شامل کر لیا جائے تو میرا خیال ہے بات زیادہ اچھی ہو جائے گی ——" صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تجویز اچھی ہے۔ اس طرح واقعی راونڈ ہیڈز تنظیم انتشار کا شکار ہو جائے گی ——" صفدر نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"پھر ایسا ہے کہ ہم اپنے آپ کو دو گروپوں میں تقسیم کر لیں۔ ایک گروپ کے ذمے پوائنٹس کی تلاش اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہو اور دوسرا گروپ ان تینوں افراد کے قتل کے لئے تیزی سے کام کرے۔ ان تینوں کے قتل تک ہمیں مکمل معلومات بھی مل جائیں گی اور تینوں کے قتل ہوتے ہی ہم تیزی سے ان کے پوائنٹس پر حملے کر کے ان کا فوری خاتمہ کر سکیں گے ——" جولیا نے کہا۔

"گڈ یہ تجویز اچھی ہے۔ میرا خیال ہے عمران بھی اس تجویز کی تائید کرے گا ——" صفدر نے کہا۔

"کرے گا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی مرضی اور ہاں اب ہمیں واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف لوٹ جانا چاہیئے۔ یہ جگہ عمران کی ہے۔ اور یہاں رہ کر عمران کی مرضی پر چلنا ہو گا ——" جولیا نے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے ——" کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران کو آنے دیں۔ اس کے علم میں ہونا چاہیئے کہ ہم کہاں گئے ہیں ——" صفدر نے کہا۔

"ہم اسے فون کر دیں گے ——" جولیا نے جواب دیا۔ لیکن پھر

اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک ان سب کے قریب ہی ایک دھماکہ سا ہوا۔ آواز ایسی تھی کہ کوئی عمارت کے اندر کودا ہو۔

"یہ کون ہے ــــــ" سب نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے باہر کی طرف لپکے۔ ہال سے باہر نکل کر وہ راہداری سے ہوتے ہوئے پورچ کی طرف بڑھے کیونکہ دھماکہ اسی طرف ہی سنائی دیا تھا اور پھر جیسے ہی پورچ میں پہنچے۔ اچانک بیک وقت بے شمار دھماکے ہوئے اور دستی بموں جیسے ڈبے ان کے آس پاس بارش کی طرح گرنے لگے۔ ان سب میں سے دھواں تیزی سے نکلنے لگا۔

"بھاگو یہ بے ہوش کرنے والے بم ہیں ــــ" جولیا نے چیخ کر کہا اور ان سب نے تیزی سے واپس راہداری کی طرف دوڑ لگائی۔ لیکن اسی لمحے جولیا لڑکھڑا کر فرش پر گری۔ ایک بم عین اس کے قدموں میں پھٹا تھا اور وہ اس میں سے نکلنے والے دھوئیں کے اثر سے نہ بچ سکتی۔ جولیا کے گرتے ہی وہ سب تیزی سے مڑے اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل اسے اٹھانے کے لیے لپکے ہی تھے کہ بم راہداری کے اندر پھٹنے لگے۔ اور پھر وہ سب زود اثر دھوئیں کی زد سے نکلنے کی جدوجہد میں لڑکھڑا کر راہداری میں ہی گرتے چلے گئے۔ بم ابھی تک مسلسل پھٹ رہے تھے۔ اور اب ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیلا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد کوٹھی کی دیواروں سے پولیس کے سپاہی گیس ماسک پہنے اندر کود گئے۔ اور پھر انھوں نے پھاٹک کھول دیا اور اس کے بعد تو پچاس ساٹھ پولیس والے اندر داخل ہو گئے۔ ان سب نے چہروں پر گیس ماسک

پہنے ہوئے تھے۔ وہ بڑی تیزی سے کوٹھی کے اندر داخل ہو کر پھیلتے چلے گئے۔ انھوں نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو اٹھا کر باہر لان میں ڈال دیا۔ کوٹھی کے باہر ہی پولیس کی جیپیں اور کاریں موجود تھیں اور انھوں نے پوری کوٹھی کو گھیر رکھا تھا۔ دھواں اب آہستہ آہستہ غائب ہوتا جا رہا تھا۔ پھر ایک سپاہی نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا اور ایک پولیس وین کوٹھی کے اندر داخل ہوئی۔ وین پورچ میں آ کر رک گئی۔ سپاہیوں نے تیزی سے وین کا پچھلا دروازہ کھولا اور جولیا اور اس کے ساتھیوں کو اٹھا اٹھا کر تیزی سے اس کے اندر پہنچا دیا گیا۔ پانچ سٹین گنوں سے مسلح سپاہی بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئے۔ وین کا پچھلا دروازہ بند کر دیا گیا اور دوسرے لمحے وین تیزی سے مڑی اور سائرن بجاتی ہوئی کوٹھی کے پھاٹک سے باہر نکلتی چلی گئی۔

عمران کو دھکیل کر دفتر سے نکال کر جشیکا بار کے ہال میں لایا گیا۔ اس وقت ہال میں صرف چند افراد ہی نظر آ رہے تھے۔ جب سے جولیا گروپ نے جشیکا بار پر خوف ناک حملہ کیا تھا۔ جشیکا بار کی رونق اجڑ گئی تھی۔ اس سے پہلے جشیکا بار کو شہر کی محفوظ ترین عمارت سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اس حملے کے بعد ہر شخص یہاں آنے سے خوف زدہ رہنے لگا تھا۔ کیونکہ اب پورے شہر میں جولیا فائٹ گروپ کا چرچا تھا اور بظاہر ہر شخص اس گروپ کے خلاف بات کرتا تھا۔ کیونکہ راؤنڈ میڈز اس نام سے ہی الرجک ہو گئے تھے لیکن اندرونی طور پر ہر شخص خوش تھا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ جلد از جلد اس خوف ناک اور ظالم تنظیم کا خاتمہ ہو سکے۔

عمران کو ہال سے گزار کر جشیکا بار کے دروازے سے باہر لایا گیا دروازے کے ساتھ ہی ایک کار موجود تھی جس کے گرد چار مسلح راؤنڈ

میڈ موجود تھے۔ عمران کو سیڑھیاں اتار کر اس کار میں بٹھا دیا گیا اور دوسرے لمحے کار آگے بڑھنے لگی۔ دو اور کاریں بھی اس کے ساتھ ہی چلیں اور پھر ایک کار عمران کی کار سے آگے اور ایک پیچھے ہو گئی۔ ان تینوں کاروں پر راؤنڈ میڈز تنظیم کا مخصوص نشان موجود تھا۔ اور ہر کار میں چار چار مسلح راؤنڈ میڈز موجود تھے اور پھر تینوں کاریں جیسے ہی کمال بازار کی طرف مڑیں۔ اچانک دونوں سائیڈوں سے آگے اور پیچھے والی کاروں پر بم گرے اور پھر خوف ناک دھماکوں کے ساتھ ہی دونوں کاریں سڑک پر ہی پھٹتی چلی گئیں۔ درمیانی کار جس میں عمران موجود تھا نے تیزی سے ٹرن لے کر بائیں سائیڈ کی طرف بڑھنا چاہا، مگر دوسرے لمحے اس پر مشین گن کی فائرنگ ہوئی اور اس کے ٹائر برسٹ ہوتے چلے گئے اور کار گھسٹتی ہوئی عین سڑک کے درمیان ہی رک گئی۔ کار کے رکتے ہی اس میں سوار چاروں راؤنڈ میڈز تیزی سے باہر نکلے۔ کار سے باہر نکلتے ہی دونوں اطراف سے ان پر گولیوں کی بارش ہوئی اور پھر چاروں ہی وہیں پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ ان کے ڈھیر ہوتے ہی عمران بھی اچھل کر کار سے باہر نکلا۔

"باس اس طرف ——" اچانک ایک عمارت کی آڑ سے جوان کی آواز سنائی دی اور پھر عمران دوڑتا ہوا جوانا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے لیکن پیر آزاد تھے۔ اس لیے پلک جھپکنے میں وہ اس عمارت کے پاس پہنچ گیا تھا۔ بموں کے دھماکوں اور مشین گن کی فائرنگ شروع ہوتے ہی بازار میں بھگدڑ مچ گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بازار سنسان ہوتا چلا گیا۔ پولیس کی

سیٹیوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ عمران اور جوانا بھاگتے ہوئے تیزی سے اس نو تعمیر عمارت میں گھسے اور پھر اس کے اندر دوڑتے ہوئے اس کے پچھلے دروازے سے باہر نکل آئے۔

"عمران صاحب میں نمبر تھرٹی ہوں، قاچار گروپ۔ جلدی سے اس کار میں بیٹھ جائیے ۔۔۔۔۔" باہر نکلتے ہی ایک نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا اس کار کے کھلے دروازے کے اندر گھستا چلا گیا۔ جوانا بھی اندر داخل ہو گیا اور نوجوان ان کے بیٹھتے ہی اچھل کر سٹیرنگ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھنے لگی۔

"ٹھہرو میرا ساتھی آ رہا ہے ۔۔۔۔۔" عمران نے اچانک چیخ کر کہا۔ اس نے اسی عمارت سے جوزف کو تیزی سے باہر نکلتے دیکھ کر کہا وہ بھی شاید ان کے پیچھے ہی بھاگا تھا۔ اس نوجوان نے پھرتی سے بریک لگائی۔

"ادھر آجاؤ جلدی ۔۔۔۔۔" عمران نے چیخ کر کہا اور جوزف تیزی سے بھاگتا ہوا آیا اور اس نوجوان کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ایک موڑ مڑ گئی۔ موڑ مڑتے ہی وہ تیزی سے بائیں طرف کو مڑی اور پھر ایک گلی میں گھستی چلی گئی۔ یہ تنگ سی گلی تھی۔ دوسرے لمحے بریک لگنے کی آوازیں ابھریں۔

"سامنے والے دروازے میں چلے جائیں۔ باس اندر موجود ہے۔" نوجوان نے بریک لگاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں تیزی سے نیچے اترے۔ اور سامنے والے کھلے دروازے میں داخل ہوتے چلے گئے۔ ان کے نیچے اترتے ہی کار تیزی سے آگے بڑھی اور پھر گلی سے باہر نکل کر سڑک پر مڑ گئی۔ وہ تینوں ہی اس کھلے دروازے میں داخل ہوئے

"عمران صاحب ادھر نیچے ۔۔۔۔۔" اسی لمحے قاچار کی تیز آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایک گٹر کے کھلے دہانے کے اندر سے آ رہی تھی۔ یہ گٹر دہانہ دروازے کے ساتھ ہی تنگ سے صحن میں تھا اور وہ تینوں تیزی سے دہانے کی طرف مڑ گئے۔ دہانے کے اندر لوہے کی سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ چونکہ عمران کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اس لیے جوانا نے تیزی سے اسے اٹھا کر کندھے پر لادا اور پھر وہ سیڑھیاں اترتے نیچے چلے گئے۔ گٹر کے اندر قاچار کھڑا تھا۔ گٹر میں پانی بہہ رہا تھا لیکن اس کی مقدار کم تھی۔ جیسے ہی یہ تینوں نیچے پہنچے۔ اوپر سے کسی نے گٹر کا دہانہ بند کر دیا۔ اسی لمحے قاچار نے ٹارچ جلائی اور پھر وہ اسے کور لیے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔ کافی دور بڑھنے کے بعد وہ ایک سیڑھی کے پاس رک گیا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے ایک زوردار جھٹکا دہانے پر رکھے فولادی ڈھکن کو دیا تو ڈھکن اچھل کر دور جا گرا۔

"آجاؤ فوراً ۔۔۔۔۔" قاچار نے عمران وغیرہ سے مخاطب ہو کر کہا اور خود پہلے باہر نکل گیا۔

"ایک بار پھر مجھے اٹھاؤ جوانا ۔۔۔۔۔" عمران نے کہا اور جوانا نے ایک بار پھر عمران کو کاندھے پر لادا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا اور پھر باہر پہنچ کر اس نے پہلے عمران کو باہر کی طرف نکالا تو قاچار نے عمران کو پکڑ کر باہر کھڑا کر دیا۔ پھر جوانا اور آخر میں جوزف بھی باہر آ گیا۔ اب وہ ایک اور مکان کے صحن میں کھڑے تھے۔ قاچار نے گٹر کے باہر آتے ہی بڑی پھرتی سے ایک طرف پڑا ہوا فولادی ڈھکن

اٹھا کر دہانے پر اچھی طرح جما دیا۔

"آؤ عمران اب ہم محفوظ ہیں ——" قاچار نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے مکان کے اندرونی کمرے میں پہنچ گیا۔ پھر اس نے سب سے پہلے الماری میں رکھی ہوئی ماسٹر کی نکالی اور عمران کی ہتھکڑی کھول دی۔

"تمہاری کارکردگی سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ تم پہلے سے اس آپریشن کے لئے تیار تھے ——" عمران نے داد دینے والے لہجے میں کہا۔

"میرے آدمی ہر وقت جشیکا بار کے سامنے رہتے ہیں اور کچھ آدمی اندر بھی پھیلائے ہوئے ہیں۔ اب جب کھلی جنگ شروع ہو چکی ہے تو مجھے ہر طرف سے محتاط رہنا پڑتا ہے۔ آپ کے گرفتار ہوتے ہی مجھے اطلاع مل گئی اور میں نے آپ کو بچانے کے لئے اقدامات شروع کر دیئے۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ آپ کو ہیڈ کوارٹر شفٹ کیا جا رہا ہے۔ تو میں نے اپنے آدمیوں کو احکامات دے دیئے۔ اسی لمحے جوزف اور جوانا منبر تھری کو لفٹ آ گئے۔ وہ چونکہ پہلے ماشوگا پوائنٹ پر انہیں آپ کے ساتھ دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اس نے فوری ان سے رابطہ قائم کیا اور پھر ان کی مدد سے یہ سارا منصوبہ تیار ہو گیا۔ کاروں پر بم اور فائرنگ میرے آدمیوں اور ان دونوں نے مل کر کی۔ اور پھر منصوبے کے مطابق آپ یہاں پہنچ گئے ——" قاچار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویری گڈ —— مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنے اچھے جاسوس

ہو گئے ہو ——" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ قاچار کوئی جواب دیتا اچانک اس کی جیب سے سیٹی کی سی آواز نکلی اور قاچار نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک جدید ترین مگر پاکٹ سائز ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز ٹرانسمیٹر سے ہی نکل رہی تھی۔ قاچار نے بڑی پھرتی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

"ہیلو ہیلو پاشا کالنگ اوور ——" دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

"یس قاچار سپیکنگ اوور ——" قاچار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ جونیا فائٹ گروپ کو پولیس کے گیس ماسک سے مسلح دستوں نے بے ہوش کر کے اغوا کر لیا ہے۔ انہوں نے بہت بڑی تعداد میں گارڈن ٹاؤن والی کوٹھی پر چھاپہ مارا ہے۔ پہلے انہوں نے وہاں بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس کے بے شمار کیپسول پھینکے اور پھر گیس ماسک پہن کر وہ سب اندر داخل ہو گئے اور بے ہوش پڑے ہوئے جونیا گروپ کو ایک بند وین میں ڈال کر وہ کوٹھی سے نکال لائے ہیں اور اب ان سب کا رخ راؤنڈ بلڈنگ سے ہیڈ کوارٹر کی طرف ہے اوور ——" پاشا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا وہ ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے ہیں اوور ——" قاچار نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بس پہنچنے ہی والے ہیں باس۔ زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں

پہنچ جائیں گے اوور —— “ پاشا نے جواب دیا۔

“ اوکے۔ میں ابھی تمہیں کال کر کے مزید ہدایات دیتا ہوں اوور “ قاچار نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

“ قاچار کیا تمہارے پاس یہاں اسلحہ موجود ہے —— “ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

“ ہاں موجود ہے کیوں —— “ قاچار نے پوچھا۔

“ تم مجھے اپنے اسلحہ خانے میں لے چلو اور ساتھ ہی ایک کار کا بھی بندوبست کر دو۔ فوراً جلدی —— “ عمران نے تیز لہجے میں جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت کے چراغ یک لخت جل اٹھے تھے۔

“ آؤ —— “ قاچار نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کو اپنے ساتھ لئے تیزی سے ایک کمرے میں گھستا چلا گیا۔ عمران جوزف اور جوانا کو بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا اور پھر اس نے مخصوص قسم کا اسلحہ وہاں سے لیا اور جوزف اور جوانا کو دینے کے ساتھ ہی وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔

“ کار کہاں ہے —— “ عمران نے پوچھا

“ آؤ میرے ساتھ —— “ قاچار نے جواب دیا اور پھر وہ عمران جوزف اور جوانا کو بھی ہمراہ لئے ایک راہداری سے گزرتا ہوا ملحقہ کوٹھی نما مکان میں پہنچ گیا۔ یہاں سٹین گن بردار چار اشخاص پورچ میں ٹہل رہے تھے۔ پورچ میں نیلے رنگ کی [illegible] کار موجود تھی۔ جس کا طاقت ور انجن اسے عام کاروں سے ممتاز کر دیتا تھا۔

“ تم ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنا چاہتے ہو —— “ قاچار نے پوچھا۔

[illegible] فوری حملہ۔ تم بس اتنا کرو کہ کار ڈرائیو کر کے ہمیں ہیڈ کوارٹر تک پہنچا دو۔ اس کے بعد ہم جانیں اور ہمارا کام —— “ [illegible] نے تیزی سے کار کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

“ [illegible] بھی۔ اس کھلی جنگ میں براہ راست شامل ہو چکا ہوں۔ [illegible] میرے ساتھی آپ کی کمان میں ہیں۔ آپ بس حکم کرتے رہیے —— “ قاچار نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے کہا۔ جوزف اور جوانا پچھلی سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے۔

“ بس تم کار لے کر باہر ہمارا انتظار کرنا اور جیسے ہی ہیڈ کوارٹر تباہ ہو تم نے ہمیں فوراً ہی کسی محفوظ [illegible] پہ پہنچانا ہے —— “ عمران نے مڑتے ہوئے کہا۔ [illegible] چہرے پہ گہری سنجیدگی طاری تھی۔

اور قاچار نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی اور چند لمحوں بعد کار کوٹھی نما مکان کے مین گیٹ سے نکل کر سڑک پر پہنچی اور پھر خاصی تیزی سے سڑک پر دوڑنے والی بے شمار کاروں میں شامل ہو گئی۔ مختلف چوکوں پر مڑنے کے بعد کار ایک ایسی سڑک پر پہنچ گئی۔ جو [illegible] کی طرف جاتی تھی۔ یہاں ٹریفک کا دباؤ قدرے کم تھا لیکن اس کے باوجود آنے جانے والی کاروں کی تعداد خاصی تھی اور پھر تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد قاچار نے کار کی رفتار آہستہ کر لی۔

“ یہاں سے بائیں روڈ جاتی ہے عمران جو سیدھی راؤنڈ ہیڈز کے ہیڈ کوارٹر [illegible] جا کر ختم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس سڑک پر اور کوئی عمارت نہیں ہے۔ اس لئے اس بائیں روڈ پر آتے ہی ہم راؤنڈ ہیڈز کی

نظروں میں آجائیں گے ——— " قاچار نے کہا۔

" اوہ پھر پہلے پاشا سے معلوم کرو کہ جولیا گروپ ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا ہے یا نہیں ——— " عمران نے کہا۔

" میں کار روکتا ہوں۔ تم باہر نکل کر بونٹ کھول کر انجن چیک کرو کیونکہ یہاں بغیر کسی ظاہری وجہ کے رکنا بھی ان لوگوں کو مشکوک کر دے گا ——— " قاچار نے کہا۔

" تم چھوڑو ان مصلحتوں کو۔ اب مصلحتوں کا وقت نہیں رہا ——— " عمران نے سرد لہجے میں کہا اور قاچار نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا اور پھر اس کا بٹن دبا کر اس نے ہیلو ہیلو کرنا شروع کر دیا۔ فریکوئنسی شاید پہلے سے ہی پاشا والی سیٹ تھی۔

" یس پاشا سپیکنگ اوور ——— " چند لمحوں بعد پاشا کی آوازا

" تم کہاں موجود ہو اوور ——— " قاچار نے پوچھا۔

" پاس میں بائی روڈ سے سو گز کے فاصلے پر ہوں۔ یہاں ایک پرانا زرعی فارم ہے۔ میں اور میرے ساتھی وہاں رک گئے ہیں اوور " پاشا نے جواب دیا۔

" جولیا گروپ کہاں ہے اوور ——— " قاچار نے پوچھا۔

" وہ ہیڈ کوارٹر ابھی ابھی پہنچے ہیں۔ پولیس وین انہیں وہاں چھوڑ کر واپس جانے والی ہے۔ اوور ——— " پاشا نے جواب دیا۔

" اوکے اوور اینڈ آل ——— " قاچار نے عمران کا اشارہ دیکھ کر کہا اور پھر بٹن آف کر دیا۔

" یہ پولیس وین اسی سڑک پر سے گزرے گی ——— " عمران نے

ے پوچھا۔

ہاں ہے ——— " قاچار نے جواب دیا۔

" یہ تو متوقع ہی ہے۔ ہمیں فوراً اس پولیس وین پر قبضہ کرنا ہے ——— " عمران نے کہا۔

اس کا تو ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم یہیں اس کا انتظار کریں اور پھر اسے روک دیں ——— " قاچار نے کہا۔

" نہیں یہاں بے شمار کاریں اکٹھی ہو جائیں گی۔ تم کار بائی روڈ پر لے جاؤ۔ جب پولیس وین آتی نظر آئے۔ اس کے سامنے اس طرح روک دو کہ وہ کراس نہ کر سکے ——— " عمران نے کہا اور قاچار چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کندھے جھٹکتے ہوئے کار کو آگے بڑھانے لگا۔

" یہاں سے ہیڈ کوارٹر کی عمارت کتنے فاصلے پر ہے ——— " عمران نے پوچھا۔

" پانچ کلومیٹر ہے تقریباً ——— " قاچار نے جواب دیا۔

" پھر ٹھیک رہے گا ——— " عمران نے کہا اور ذرا سا آگے جا کر قاچار نے کار بائی روڈ کی طرف موڑ دی۔ یہ ایک تنگ سی سڑک تھی۔ دونوں اطراف میں گھنے درخت ایک قطار کی صورت میں دور تک چلے گئے تھے۔ کار درمیانی رفتار سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر ابھی ایک کلومیٹر کا فاصلہ طے ہوا ہوگا کہ دور سے پولیس وین آتی دکھائی دی۔

" جوزف اور جوانا تیار ہو جاؤ۔ ہمیں بغیر کسی دھماکے کے وین پر قبضہ کرنا ہے ——— " عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جوزف اور جوانا نے

سر ہلا دیئے۔

پھر جیسے ہی پولیس وین قریب پہنچی، قاچار نے اپنی کار کو ذرا ٹیڑھا کر کے اس کے سامنے روک دیا۔ اس طرح پولیس وین کا راستہ مکمل طور پر بند ہو گیا تھا۔ کار رکتے ہی عمران دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکلا اور وین ڈرائیور کی طرف بڑھ گیا۔

"اے کیوں روکی ہے کار اس طرح کون ہو تم" — وین ڈرائیور نے کرخت لہجے میں کہا۔

"پولیس کمشنر کا اہم پیغام ہے" — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جوزف اور جوانا بھی کار سے باہر نکلے اور تیزی سے وین کی طرف بڑھنے لگے۔

"کیا پیغام ہے — ؟" ڈرائیور نے پولیس کمشنر کا نام سنتے ہی نرم [illegible] میں کہا۔ اسی لمحے عمران اس کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے وین ڈرائیور کو بازو سے پکڑ کر نیچے کھینچ [illegible]

"نیچے آؤ تو پیغام بھی بتاؤں" — عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور وین ڈرائیور کے نیچے آتے ہی ادھر سے جوزف نے دوسری طرف بیٹھے ہوئے سپاہی کو بھی عمران کے سے انداز میں نیچے کھینچ [illegible] اور پھر پلک جھپکنے میں ان دونوں کی کنپٹیوں پر مکے پڑے۔ یہ ضربیں جچی تلی تھیں کہ دونوں ہی ایک لمحے میں ڈھیر ہو گئے۔ ادھر جوانا تیزی سے وین کے پچھلے حصے کی طرف بڑھ چکا تھا۔ جیسے ہی وہ قریب پہنچا وین کا پچھلا دروازہ کھلا اور ایک سپاہی نے باہر جھانکا۔ وہ شاید وین اس طرح رک جانے کی وجہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ جوانا کو دیکھ کر وہ

[illegible] نے پلک جھپکنے میں اس کا بازو پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے کھینچ لیا اور سپاہی کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ جوانا [illegible] قدر شدید تھا کہ اس کا بازو ہی اپنی جگہ چھوڑ گیا تھا۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا" — اندر سے پوچھا گیا اور پھر کھلے دروازے سے یکے بعد دیگرے چار سپاہی اچھل کر باہر نکلے۔ اسی لمحے جوزف بھی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد سے [illegible] کے پاس پہنچ گئے تھے اور پھر یہ کھیل چند ہی لمحوں میں ختم ہو گیا اور پانچوں سپاہی سڑک پر ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

"انہیں کھینچ کر درختوں میں پھینک دو جلدی" — عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر جوزف اور جوانا کے ساتھ قاچار بھی شامل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بے ہوش سپاہی درختوں کے پیچھے پہنچ گئے تھے۔

"[illegible] اپنے آدمیوں کو لے کر مین روڈ پر ہمارا انتظار کرو۔ کار میں [illegible] سکتے۔ ہم منزل پر پہنچ کر وین چھوڑ دیں گے" — عمران نے [illegible] کہا۔ اور پھر وہ اچھل کر وین کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جوزف اور جوانا وین کے پچھلے حصے میں سوار ہو گئے اور عمران نے [illegible] وین کو تھوڑا سا بیک کر کے واپس موڑا اور پھر پولیس وین کسی طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی راؤنڈ ہیڈز کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

باس اسس طرح صورتِ حال قابو میں نہیں آئے گی۔ آپ مصلحتوں سے پیچھا چھڑائیے اور مجھے آزاد کر دیجئے۔ میں پورے کو کھود کر ان کتوں کو نکال سکتا ہوں ـــــــ،، آقا جمشید نے بھڑکتے لہجے میں کہا۔

عدنان کے دفتر میں اس وقت عدنان کے ساتھ پولیس کمشنر طا بھی موجود تھا۔ ان دونوں کے چہرے اترے ہوئے تھے کیونکہ عمران کو بار سے ذرا دور ہی چھڑا لیا گیا تھا۔ راؤنڈ ہیڈز کی تینوں کاریں تباہ گئی تھیں اور ان میں سوار بارہ راؤنڈ ہیڈز ہلاک ہو گئے تھے اور عمران حملہ آور گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکے تھے۔

نہیں نہیں۔ شہر میں ہنگامہ نہیں ہونا چاہیے۔ اعلیٰ حکام۔۔۔۔ طاہر بیگ نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

،، شٹ اپ۔ تمھارے اعلیٰ حکام جائیں بھاڑ میں۔ یہاں راؤنڈ ہیڈ

ہو رہا ہے اور تم اعلیٰ حکام کی رٹ لگائے جا رہے ہو،، نے بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر وحشت تھی۔

ـ تمہارا فائٹ گروپ اب تک گرفتار ہو چکا ہوگا۔ اس عمران کو بھی ہو سکتا ہے۔ پھر کیا ضرورت ہے ہنگامے کی اور پھر میں نہیں کہا تھا کہ اس عمران کو وہاں ہیڈ کوارٹر لے جاؤ کے زخمی کر دیا تھا ـــــ،، طاہر بیگ نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ـ اب ایسا ہی ہوگا۔ آقا جمشید اب تم پوری طرح آزاد ہو۔ جیسے چاہے کرو۔ پورے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دو۔ اور جولیا فائٹ گروپ کی لاشیں چوکوں پر لٹکا دو۔ اب معاملات برداشت سے باہر ہو چکے ہیں ـــــ،، عدنان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے آقا جمشید سے مخاطب ہو کر کہا۔

ـ شکریہ باس۔ اب آپ دیکھیں گے کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ جمشید ـــ قہر بن کر ان پر ٹوٹ پڑے گا۔ میں انھیں ایسی عبرتناک موت دوں گا کہ پورا شہر سالوں کانپتا رہے گا ـــــ،، آقا جمشید نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عدنان بیگ نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

ـ یس عدنان بیگ ـــــ،، عدنان بیگ نے کرخت لہجے میں کہا۔

ـ کمشنر صاحب یہاں ہوں گے۔ میں انچارج گیس ماسک گروپ

بول رہا ہوں ـــــــ" دوسری طرف سے کہا گیا اور عدنان بیگ نے خاموشی سے رسیور طاہر بیگ کی طرف بڑھا دیا۔

"یس طاہر بیگ سپیکنگ ـــــــ" طاہر بیگ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس آپریشن کامیاب رہا ہے۔ گارڈن ٹاؤن کی اس کوٹھی سے ایک عورت اور پانچ مردوں کو بے ہوشی کے عالم میں نکال لیا گیا ہے۔ پولیس وین انہیں لے کر آپ کے احکام کے مطابق راؤنڈ ہیڈز ہیڈ کوارٹر کی طرف جا چکی ہے۔ اب مزید کیا حکم ہے ـــــــ" انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی رکاوٹ سامنے تو نہیں آئی ـــــــ" طاہر بیگ نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں سر تمام آپریشن بغیر کسی رکاوٹ کے مکمل ہو گیا ہے۔ ہم نے انہیں جوابی کارروائی کا موقع تو ایک طرف سنبھلنے کا بھی موقع نہ دیا تھا ـــــــ" انچارج نے جواب دیا۔

"او کے۔ اس کوٹھی کی مکمل تلاشی لو۔ اور پھر اسے سیل کر دو میں بعد میں خود بھی اس کا معائنہ کروں گا ـــــــ" طاہر بیگ نے ہدایت دی۔

"بہتر باس حکم کی تعمیل ہو گی ـــــــ" انچارج نے کہا اور طاہر بیگ نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"لو ایک بار پھر پولیس نے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ تمہارا شکار ریڈ گروپ تمہارے ہیڈ کوارٹر پہنچ رہا ہے ـــــــ" طاہر بیگ نے فاتحانہ انداز میں عدنان اور آغا جمشید سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"پھر باس مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں ان کا خود جا کر عبرت ناک حشر کروں ـــــــ" آغا جمشید نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں ـــــــ" عدنان بیگ نے کہا۔ اور تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے سیاہ رنگ کا اوورکوٹ نکال کر پہنا اور سر پر بھی سیاہ رنگ کی لمبی ٹوپی پہن لی۔ اس لباس کو دیکھتے ہی آغا جمشید کے لبوں پر تلخ سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ عدنان بیگ یہ مخصوص لباس اس وقت استعمال کرتا تھا جب وہ کسی کی موت کے احکام جاری کرتا تھا۔ اس لئے راؤنڈ ہیڈز تنظیم میں اسے بلیک باس کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ ذرا میں بھی ان جیالوں کو دیکھوں ـــــــ" طاہر بیگ نے کہا۔

"ہاں چلو۔ ان کے عبرت ناک انجام میں تمہارا بھی حصہ ہے ـــــــ" عدنان بیگ نے ٹوپی درست کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگے تھے کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تینوں رک گئے اور عدنان نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس عدنان بیگ ـــــــ" عدنان بیگ نے کہا۔

"جناب وزیر اعظم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں ہولڈ آن کریں ـــــــ" دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا اور عدنان بیگ وزیر اعظم کا نام سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔ اس نے رسیور کے مائیک پر ہاتھ رکھ کر طاہر بیگ اور آغا جمشید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وزیر اعظم بات کرنا چاہتے ہیں ـــــــ" اور وزیر اعظم کا نام سن کر

طاہر بیگ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

"ہیلو۔ کون بول رہا ہے ـــــ" چند لمحوں بعد وزیر اعظم کی گمبیر آواز سنائی دی۔

"سر میں عدنان بیگ بول رہا ہوں۔ سر فرمائیے کیا حکم ہے ـــــ" عدنان بیگ نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"عدنان بیگ یہ شہر میں کیا ہو رہا ہے۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ کھلے عام فائرنگ اور بم پھینکے جا رہے ہیں اور اس ساری کارروائی میں راونڈ ہیڈز ملوث بتائے گئے ہیں ـــــ" وزیر اعظم نے تلخ لہجے میں کہا۔

"سر راونڈ ہیڈز پر حملے ہو رہے ہیں۔ راونڈ ہیڈز تو صرف دفاع کر رہے ہیں ـــــ" عدنان بیگ نے بھی تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"یہاں کون سی تنظیم ایسی وجود میں آ گئی ہے جو راونڈ ہیڈز کے لئے چیلنج بن گئی ہے ـــــ" وزیر اعظم کی طنزیہ آواز سنائی دی۔

"سر کوئی جولیا فائٹ گروپ ہے۔ پاکیشیا سے اس کا تعلق بتا جاتا ہے ـــــ" عدنان بیگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا۔ مگر پاکیشیا سے تو ہمارے انتہائی قریبی دوستانہ اور برادرانہ تعلقات ہیں ـــــ" وزیر اعظم کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"سر ـــــ یہ کوئی پاکیشیا کی سرکاری ٹیم تو نہیں ہے۔ یہ تو وہاں کی مج تنظیم ہو گی۔ جو وہاں سے نکل کر یہاں قدم جمانے آئی ہو گی۔ ویسے آپ بے فکر رہیں۔ پوری ٹیم کو ہم نے پکڑ لیا ہے اور آج کے بعد وہ اس قابل نہیں رہے گی کہ راونڈ ہیڈز کے خلاف انگلی بھی کھڑی کر سکے ـــــ" عدنان بیگ نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم نے انہیں ہلاک کر دیا ہے ـــــ" وزیر اعظم نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"جناب ہم تو سرکاری طور پر کسی کو ہلاک نہیں کرتے۔ اب لوگ خود ہی خودکشی کر لیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ یہ گروپ بھی تھوڑی دیر بعد خودکشی کرنے والا ہے ـــــ" عدنان بیگ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ میں سمجھ گیا۔ لیکن میں اس گروپ سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ میں دیکھ سکوں کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو راونڈ ہیڈز کے مقابلے میں آئے اور دوسری بات یہ کہ میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے سامنے خودکشی کریں ـــــ" وزیر اعظم نے کہا۔

"لیکن سر۔ یہ مناسب نہ ہو گا۔ ویسے آپ حکم کریں تو ہم آپ کی تسلی کے لئے ان کی لاشیں آپ کو بھجوا دیں۔ یہ انتہائی خوفناک لوگ ہیں۔ ویسے تو ان کا زیادہ دیر زندہ رہنا ہم سب کے لئے خطرناک ہے دوسری بات یہ کہ آپ کی حفاظت کا بھی مسئلہ ہے ـــــ" عدنان بیگ نے ٹالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں پہلے ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے ایک خفیہ رپورٹ ملی ہے کہ اس گروپ کو یہاں لے آنے میں ہماری حکومت کے ایک انتہائی اعلیٰ عہدیدار کا ہاتھ ہے اور میں اس بات کو چیک کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے وزیر اعظم بننے میں راونڈ ہیڈز کا سب سے زیادہ حصہ ہے اور اب راونڈ ہیڈز کے خلاف کسی گروپ کو مدد دینے کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ میرے ساتھ تعاون کرنے والی تنظیم کا خاتمہ کر کے مجھے کمزور کیا جائے ـــــ" وزیر اعظم نے آخر کار

اصل بات کردی۔

"اوہ سر، یہ بات تو واقعی حیران کن ہے۔ بہرحال اگر آپ تشریف لانا چاہتے ہیں تو پھر آپ فوراً آنے کا پروگرام بنائیں ———" عدنان نے اپنی تنظیم کی تعریف سن کر خوشی سے پھولتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے مجھے خود احساس ہے۔ میرا یہ دورہ خفیہ ہوگا۔ میں پولیس کمشنر کو بلاتا ہوں۔ وہ ہمارا خاص آدمی ہے۔ میں اس کے ساتھ آجا گا ———" وزیراعظم نے کہا۔

"سر پولیس کمشنر طاہر بیگ صاحب یہاں موجود ہیں اور سر اس گروپ کی گرفتاری بھی انہی کی مرہون منت ہے ———" عدنان بیگ نے طاہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا تو پھر تم وہیں رکو، میں پرائیویٹ کار میں اپنے دو باڈی گارڈ کے ساتھ پہنچ رہا ہوں۔ وہاں سے ہم آگے چلے جائیں گے ———" وزیر نے جواب دیا۔

"بہتر سر ——— ہم آپ کے منتظر ہیں ———" عدنان بیگ نے کہا۔

"میں بار سے دور رک جاؤں گا۔ میرا باڈی گارڈ تمہارے پاس آ گا ———" وزیراعظم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے سر ———" عدنان بیگ نے کہا اور دوسری طرف سے رسیور رکھنے کی آواز سن کر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے آپ مجھے اجازت دیں۔ میں ہیڈ کوارٹر چلا جاتا ہو آپ لوگ بعد میں آجاتا ———" آغا جمشید نے کہا۔

"لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، ٹیلیفو

بج اٹھی اور عدنان نے رسیور اٹھا لیا۔

عدنان سپیکنگ ———" عدنان نے رسیور اٹھاتے ی طرف سے بات سنتے ہی اس کی آنکھیں خوف ت سے پھیلتی چلی گئیں۔

عمران آندھی اور طوفان کی طرح وین کو چلاتا ہوا راونڈ ہیڈز کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد سڑک نے جیسے ہی ایک موڑ کاٹا۔ ایک بہت بڑی عمارت اسے نظر آگئی۔ یہ وت شاید کسی زمانے میں کوئی مضافاتی ہوٹل تھا۔ کیونکہ اس کی انداز ایسا ہی تھا۔ اس کے لوہے کے گیٹ کے باہر دو مسلح گارڈز کھڑے تھے۔ پولیس وین کو واپس آتے دیکھ کر انہوں نے ے پھاٹک کھول دیا۔ وہ شاید یہ سمجھے تھے کہ پولیس والے مجرم کو لے کر آرہے ہیں۔ عمران نے ایکسیلیٹر اور دبا دیا اور دوسرے

لمحے وین انتہائی تیزی سے پھاٹک کراس کرتی ہوئی عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ عمارت کے آگے ایک لمبا سا برآمدہ تھا۔ جس میں چھ راؤنڈ ہیڈز سٹین گنیں سنبھالے کھڑے تھے۔ عمران نے بڑی پھرتی سے برآمدے کے قریب پہنچ کر وین کو تیزی سے موڑا اور اس کے ساتھ ہی ٹائر چیخ پڑے۔ دوسرے لمحے عمران نے سیٹ پر پڑی ہوئی سٹین گن اٹھائی اور پھر وہ اچھل کر سیٹ سے باہر نکل آیا۔ برآمدے میں کھڑے ہوئے مسلح راؤنڈ ہیڈز حیرت بھرے انداز میں وین کو اس طرح مڑتے اور رکتا دیکھ رہے تھے۔ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ پولیس وین میں ان کے دشمن بھی ہو سکتے ہیں۔ وہ تو یہی سمجھ رہے تھے کہ شاید کوئی اور مجرم لائے گئے ہیں۔ عمران نے نیچے اترتے ہی ٹریگر دبا دیا۔ اور پھر تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی برآمدے میں موجود چھ کے چھ راؤنڈ ہیڈز فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ اسی لمحے وین کے پیچھے سے بھی فائر کی آواز ابھری اور عمران نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو گیٹ کے اندر آنے والے دونوں راؤنڈ ہیڈز اچھل کر گیٹ کے ساتھ ہی گر رہے تھے۔ اسی لمحے فائرنگ کی آواز سنتے ہی عمارت کے اندر سے راؤنڈ ہیڈز نکلنے شروع ہو گئے۔ مگر عمران کی سٹین گن کا دہانہ انتہائی تیز رفتاری سے گولیاں اگل رہا تھا اور پھر جوزف اور جوانا کی سٹین گنیں بھی چل نکلیں۔ وہ تینوں ہی وین کی آڑ سے فائرنگ میں مصروف تھے اور پھر عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے عمارت خوفناک دھماکے سے لرز اٹھی اور پھر جوزف کی سٹین گن ہوا میں اٹھتی چلی گئی اور چھت سے تین چار راؤنڈ ہیڈز ٹوٹے ہوئے شہتیروں کی طرح دھڑام سے

رے۔ وہ شاید اوپر چڑھ کر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ اب اندر سے جوابی نگ ختم ہو گئی تھی۔ عمران تیزی سے اندر کی طرف بھاگا مگر وہ آڑ لیتے کر اندر جا رہا تھا۔ ابھی وہ ایک راہداری میں گھسا ہی تھا کہ اچانک دوسری سائیڈ پر ہوا۔ اور گولیوں کی بوچھاڑ پہلی جگہ سے نکلتی چلی گئی۔ مگر اسی لمحے گولیاں مارنے والا چیختا ہوا نیچے گرا۔

"آجایئے عمران صاحب۔ ادھر میدان خالی ہے ——" راہداری کی دوسری طرف سے جوانا کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا کر آگے بڑھنے لگا۔ جوانا نے واقعی ذہانت سے کام لیا تھا کہ وہ سے گھوم کر پچھلی طرف آگیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ پورے ہیڈ کوارٹر میں پھیل گئے۔ ہر طرف راؤنڈ ہیڈز کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ پھر عمران نے جوزف اور جوانا کو مزید راؤنڈ ہیڈز کو ڈھونڈنے کا حکم اور خود وہ اپنے ساتھیوں کو تلاش کرنے میں مصروف ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد انہیں تلاش کر لیا۔ وہ سب ایک ہال کمرے میں موجود تھے۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اس ہال کی الماریاں کھولنی شروع کر دیں۔ پہلی الماری کھولتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ الماری میں ایک بڑی سی بوتل اس دوا کی موجود تھی جس کے ذریعے وہ اپنے ساتھیوں کی بے ہوشی ختم کر سکتا تھا۔ اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے بوتل کا ڈھکن کھول کر باری باری سب کی ناک سے لگانا شروع کر دیا اور چند بعد وہ سب ہوش میں آ چکے تھے۔

"جلدی نکلو یہاں سے۔ یہ تم نے بار بار بے ہوش ہونے کی عادت ڈال لی ہے ——" عمران نے ان کے ہوش میں آتے

ہی تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ باہر کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب دوبارہ اسی وین میں سوار ہو چکے تھے جس کے ذریعے انہیں بے ہوش کر کے لایا گیا تھا۔ جوزف اور جوانا کے سوار ہوتے ہی عمران نے وین کو تیزی سے موڑا اور پھر وین اڑتی ہوئی ہائی وے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ہائی وے کے قریب ہی قاچار اپنی کار لئے موجود تھا۔ اس وقت کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی اور آدمی تھا۔ قاچار بھاگتا ہوا آیا اور وین کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"باہر نکال کر دائیں طرف سے چلئے جلدی ——" قاچار نے تیز لہجے میں کہا اور عمران نے پولیس وین کو ہائی وے پر لے آ کر دائیں طرف موڑ دیا۔ تھوڑا ہی فاصلہ آگے جا کر اس نے قاچار کے اشارے پر اسے ایک بار پھر دائیں طرف موڑ دیا۔ اب وہ ایک اور بائی روڈ پر تھا۔ یہاں سے ایک اور چھوٹی سڑک پر مڑ کر وہ ایک ٹوٹی پھوٹی عمارت میں پہنچ گئے۔ جہاں اس وقت دو کاریں موجود تھیں اور پھر انہوں نے پولیس وین کو وہیں چھوڑا اور ان کاروں میں سوار ہو گئے۔ چند لمحوں بعد ان کی کاریں ہائی وے پر چلنے والی ٹریفک میں شامل ہو چکی تھیں۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر ایک بار پھر ندامت کے آثار طاری تھے۔ جبکہ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ وہ شاید کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ شاید آئندہ کے لیے کوئی خاص منصوبہ اس کے ذہن میں پرورش پا رہا تھا۔

"کیا ہوا باس ——" آقا جمشید نے عدنان بیگ کا رنگ بدلتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو ——" عدنان بیگ نے آقا جمشید کی بات سنے بغیر حلق کے بل چیختے ہوئے فون کرنے والے کو جواب دیا۔

"باس میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں خود شدید زخمی ہوں۔ میں بڑی مشکل سے گھسٹ گھسٹ کر ٹیلیفون تک پہنچا ہوں ——" دوسری طرف سے بولنے والے نے کمزور سے لہجے میں کہا۔

"اچھا ہم آ رہے ہیں ——" عدنان بیگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ پھر زور سے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔

"اب ہمیں ڈوب کر مر جانا چاہیئے۔ ہونہہ راؤنڈ ہیڈ تنظیم [illegible] لہجے میں ——" عدنان بیگ نے دانت پیستے ہوئے کہا

کا چہرہ بُری طرح بگڑا ہوا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

" آخر کیا ہوا ہے باس ۔۔۔" آقا جمشید نے پوچھا۔

" ہیڈکوارٹر پر حملہ کیا گیا ہے۔ سارے راؤنڈ ہیڈز قتل کر دیئے گئے ہیڈکوارٹر کو تباہ کر دیا گیا ۔۔۔ اور قیدیوں کو چھڑا لیا گیا ہے" عدنان بیگ نے جواب دیا اور آقا جمشید کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ قریب کھڑے ہوئے طاہر بیگ کا بھی یہی حال تھا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کس نے حملہ کیا ہے۔ ہیڈکوارٹر پر حملہ یہ ناممکن ہے ۔۔۔" آقا جمشید نے کہا۔

" یہ ہوا ہے۔ حملہ آور پولیس وین میں سوار ہو کر ہیڈکوارٹر میں داخل ہوئے ہیں۔ پولیس وین کی وجہ سے انھیں باہر نہیں روکا گیا اور پھر اندر پہنچتے ہی انھوں نے بے تحاشا فائرنگ اور بم پھینک کر سب کچھ تباہ کر دیا اور اسی پولیس وین میں قیدیوں کو واپس اپنے ہمراہ گئے ہیں ۔۔۔" عدنان بیگ نے جھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

" یہ تو دیدہ دلیری کی انتہا ہے ۔۔۔" طاہر بیگ نے کہا۔

" یہ سارا عذاب صرف تمہاری وجہ سے ہم پر نازل ہوا ہے طاہر بیگ تم ہنگامہ نہیں چاہتے تھے اور اب دیکھو راؤنڈ ہیڈز تنظیم کا کیا حشر کیا جا رہا ہے۔ کیا ہو رہا ہے ہمارے ساتھ ۔۔۔" عدنان بیگ نے کہا۔

" لیکن میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ہیڈکوارٹر پر اس طرح بھی حملہ کیا جا سکتا ہے اور سوچو اگر وزیر اعظم کی وہاں خفیہ موجودگی کے [illegible] یہ حملہ ہو جاتا تو ہم کیا [illegible] " طاہر بیگ نے جواب د

" باس ۔۔۔ اب آپ نے مجھے کچھ نہیں کہنا۔ ورنہ میں خودکشی کرلوں اب میں کسی کی بات نہیں سنوں گا۔ میں اپنے طور پر ان سے نمٹوں گا۔ میں ان سے ایسا انتقام لوں گا کہ ان کی نسلیں بھی صدیوں خوف سے کانپتی رہیں گی ۔۔۔" آقا جمشید نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔ پھر بغیر کسی کی بات سنے تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر نکلتا چلا گیا۔

" پولیس وین پر انھوں نے کیسے قبضہ کر لیا۔ میں پتہ کر لیتا ہوں" طاہر بیگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے فون کی طرف لپکا مگر اس سے پہلے کہ رسیور اٹھاتا ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور طاہر بیگ نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔۔۔" طاہر بیگ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" پولیس کمشنر صاحب سے بات کرائیں۔ میں سپیشل ورے کا انچارج بول رہا ہوں ۔۔۔" دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

" اوہ میں پولیس کمشنر بول رہا ہوں۔ اسحاق بولو کیا بات ہے۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ مجرموں نے پولیس وین پر قبضہ کر لیا تھا۔ تم اس پولیس وین میں تھے ۔۔۔" طاہر بیگ نے چونکتے ہوئے کہا۔

" باس میں نے بھی اطلاع دینے کے لیے فون کیا ہے۔ ہم قیدیوں کو ہیڈکوارٹر میں چھوڑ کر واپس آ رہے تھے کہ ایک کار کو ترچھا کر کے روکا گیا اور پھر کچھ لوگ یک دم ہم پر جھپٹ پڑے اور ہمیں بے ہوش کر دیا گیا۔ مجھے ہوش آیا تو میں نے پولیس وین کو واپس ہائی وے کی طرف جا کر دائیں طرف مڑتے ہوئے دیکھا۔ میں درمیانی [illegible]

چلا گیا اور پھر میں اس جگہ پہنچا۔ جہاں یہ پولیس وین جا کر رکی۔ وہاں پہلے سے دو کاریں موجود تھیں۔ تمام لوگ وین سے اتر کر کاروں پر سوار ہوتے اور ہائی وے پر نکل گئے۔ میں بھاگتا ہوا وین پر پہنچا۔ اس کا ٹرانسمیٹر سلامت تھا چنانچہ میں نے اس ٹرانسمیٹر کی مدد سے تمام پولیس کو الرٹ کر کے ان کاروں کی تلاش کا حکم دے دیا ہے۔ میں نے کاروں کے نمبر اور رنگ بتا دیئے ہیں اور ابھی چند لمحے پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ کاریں گلشن کالونی کی طرف جاتی ہوئی دیکھی گئی ہیں ہمارے آدمی ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے پہلے آپ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن پولیس ہیڈ کوارٹر سے اطلاع ملی کہ آپ جیشیکا بار میں ہیں، چنانچہ میں وین پر آ کر نزدیکی فون بوتھ سے آپ کو کال کر رہا ہوں ——" اسحاق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ان کاروں کو تباہ کر دو۔ ان پر راکٹوں اور بموں کی بارش کر دو۔ یہ سلامت بچ کر نہیں جانے چاہئیں ——" طاہر بیگ نے جواب میں حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"بہتر باس۔ میں سب کو الرٹ کر دیتا ہوں ——" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور ان کے تباہ ہوتے ہی مجھے اطلاع کرو۔ ٹرانسمیٹر کی سکس فائیو فریکوئنسی پر میں منتظر رہوں گا ——" طاہر بیگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"پھر بھی پولیس نے ہی انہیں تلاش کیا ہے عدنان بیگ! اور اب میں خود ان کے خلاف ایکشن لوں گا۔ تمہارے آدمی دو بار نکمے

ثابت ہوتے ہیں اور اب میں دیکھوں گا کہ یہ پولیس سے کیسے بچ کر جاتے ہیں ——" طاہر بیگ نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے تو بس ان کی لاشیں چاہئیں ——" عدنان بیگ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ بھی شاید اب ذہنی طور پر خوف زدہ ہو چکا تھا۔

اسی لمحے ایک راؤنڈ ہیڈ کے ساتھ ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔

"سر، پرائم منسٹر نے مجھے بھیجا ہے ——" اس آدمی نے عدنان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا۔ چلو میں خود بات کرتا ہوں ——" عدنان بیگ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"میں بھی جا رہا ہوں۔ میں خود اس آپریشن کی نگرانی کرنا چاہتا ہوں" طاہر بیگ نے کہا اور پھر وہ بھی کمرے سے باہر نکلا اور بھاگتا ہوا جیشیکا بار کے عقبی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں اس کی اپنی جیپ موجود تھی۔ چند لمحوں بعد وہ جیپ میں سوار ہو کر گلشن کالونی کی طرف جانے والی سڑک کی طرف مڑ گیا۔ اس نے جیپ میں موجود لانگ رینج ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ اس ٹرانسمیٹر پر سکس فائیو فریکوئنسی پہلے سے سیٹ تھی۔ کیونکہ یہ پولیس کی جنرل فریکوئنسی تھی۔ چند لمحے بعد ہی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی تو طاہر بیگ نے دوسرا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ اسحاق کالنگ پولیس کمشنر اوور ـــــ" فلمن د
ہی اسحاق کی آواز سنائی دی۔

"یس پولیس کمشنر اٹینڈنگ رپورٹ اوور ـــــ" طاہر بیگ نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب دونوں کاریں گلشن کالونی کی ایک کوٹھی میں داخل ہو گئیں۔ پولیس نے کوٹھی کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ لیکن پولیس کی نفری بہت کم ہے۔ مجرم چونکہ انتہائی خطرناک ہیں اور ان کے پاس بھی موجود ہیں۔ اس لئے مزید نفری بھجوائی جائے اوور ـــــ" ا نے کہا۔

"میں آرڈر کرتا ہوں۔ لیکن تم ہوشیار رہنا کوئی مجرم وہاں سے نہ جائے اوور ـــــ" طاہر بیگ نے کہا اور پھر اس نے بٹن ایک بار آف کر کے دوبارہ آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ پولیس ہیڈ کوارٹر۔ پولیس کمشنر کالنگ یو اوور" طاہر بیگ نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس پولیس ہیڈ کوارٹر اٹینڈنگ اوور ـــــ" دوسری طرف ایک نئی آواز سنائی دی۔

"گلشن کالونی میں فوراً چار مسلح دستے بھجوا دو۔ فوراً زیادہ سے پانچ منٹ میں سپیشل دستے پہنچ جائیں اوور ـــــ" طاہر بیگ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ پہنچ جائیں گے۔ گلشن کالونی تھانہ میں دو دستے مو ہیں۔ وہ پہنچ رہے ہیں۔ باقی دو دستے ہیڈ کوارٹر سے بھیج رہا ہوں

وور ـــــ" اسحاق نے کہا اور طاہر بیگ نے ایک بار پھر بٹن آف کر کے دوبارہ آن کر دیا۔

"ہیلو پولیس کمشنر کالنگ اسحاق اوور ـــــ" طاہر بیگ نے کہا۔

"یس سر۔ اسحاق اٹینڈنگ اوور ـــــ" دوسری طرف سے اسحاق کی آواز سنائی دی۔

"دو دستے فوراً تمہارے پاس پہنچ رہے ہیں۔ باقی دو بھی پہنچ جائیں گے۔ میں خود بھی یہاں پہنچ رہا ہوں۔ میرے آنے تک ایکشن نہ لیا جائے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ مگر نگرانی سخت ہو۔ کوئی بچ کر باہر نہ جائے اوور ـــــ" طاہر بیگ نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر اوور ـــــ" دوسری طرف سے اسحاق نے کہا۔

"اوور اینڈ آل ـــــ" طاہر بیگ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے نہ صرف جیپ کا سائرن آن کر دیا بلکہ اسے پوری رفتار سے دوڑانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ گلشن کالونی میں داخل ہو گئی۔ گلشن کالونی میں داخل ہوتے ہی اس نے سائرن بند کر دیا اور چند لمحوں بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں پولیس کی جیپیں ہی جیپیں نظر آ رہی تھیں اور ہر طرف پولیس کے مسلح سپاہی پھیلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

طاہر بیگ نے ان کے قریب جا کر جیسے ہی جیپ روکی ایک باوردی آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ یہ اسحاق تھا۔

"کیا پوزیشن ہے اسحاق ـــــ" طاہر بیگ نے پوچھا۔

"دو دستے پہنچ گئے ہیں سر ——— کوٹھی کی سخت نگرانی ہو رہی ہے مجرم اندر ہی ہیں ———" اسحاق نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی باہر نکلا تو نہیں ———" طاہر بیگ نے پوچھا۔

"نہیں جناب اندر خاموشی ہے۔ کاریں پورچ میں موجود ہیں۔ وہ اندر چھپے ہوئے ہیں ———" اسحاق نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے پھر ایکشن شروع کر دو۔ آتنی نفری کافی ہے۔ پہلے راکٹ بم اندر برساؤ۔ پوری کوٹھی اڑا دو۔ اس کے بعد اندر گھس جاؤ اور کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ گو ان ایکشن۔ ایکشن ———" طاہر بیگ نے چیختے ہوئے کہا اور اسحاق نے تیزی سے مڑ کر کوٹھی کے گرد پھیلے ہوئے سپاہیوں کو ہدایات دینا شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد کوٹھی پر بے تحاشا بم برسائے جانے شروع ہو گئے۔ خوف ناک دھماکو کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ راکٹ بم چاروں طرف سے کوٹھی پر برسائے جا رہے تھے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پوری کوٹھی کے پرخچے اڑ گئے۔ ہر طرف دھواں اور مٹی کا بادل سا پھیلتا چلا گیا۔ کوٹھی کا کوئی حصہ سلامت نہ رہا تو اسحاق نے اندر جانے کا حکم دے دیا اور پولیس اب بے تحاشا فائرنگ کرتی ہوئی کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ ان کے انداز سے یوں لگ رہا تھا جیسے کسی بڑی فوج کے خلاف باقاعدہ لڑ رہے ہوں۔ طاہر ایک طرف خاموش کھڑا اس آپریشن کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اسے یقین تھا کہ اب مجرموں کی لاشوں کے حصے ہی ملبے میں بکھر

ے میں گے۔ وہ شاید اتنے بڑے آپریشن کا حکم نہ دیتا لیکن جب
س نے وزیراعظم کی فون پر گفتگو سنی تھی اس نے خود اس کارنامے
نجام دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وزیراعظم بھی اس
ب کا فوری خاتمہ چاہتے ہیں اور اب قدرت نے اسے موقع دے
ھا۔ اس لئے اس نے اتنے بڑے آپریشن کا رسک لے لیا تھا۔
چند لمحوں بعد پولیس منہدم اور تباہ شدہ کوٹھی میں پھیلتی چلی گئی۔
پھر آہستہ آہستہ فائرنگ بھی رک گئی۔ اسی لمحے اسحاق دوڑتا
ں کی طرف آتا دکھائی دیا اور طاہر بیگ اسحاق کا چہرہ دیکھ کر
ک پڑا۔

کیا بات ہے اسحاق ———" طاہر بیگ نے گھبرا کر پوچھا۔

سر غضب ہو گیا۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ وہاں ایک بھی لاش
س کا کوئی حصہ نظر نہیں آیا ———" اسحاق نے انتہائی
بت آمیز لہجے میں کہا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ مجرم تو باہر نہیں نکلے۔ پھر وہ کہاں گئے۔
وہ جن تھے کہ اندر سے غائب ہو گئے ———" طاہر بیگ نے
ہوئے کہا۔

سر۔ اُن کی کاریں اندر موجود ہیں اور ہم نے فوری طور پر کوٹھی کو
یا تھا۔ کوئی آدمی باہر نہیں نکلا مگر کوٹھی خالی ہے ———" اسحاق
جواب دیا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ ناممکن ہے۔ آؤ میں دیکھتا ہوں۔ اگر ایسا
ہے تو پھر وزیراعظم مجھے کچا چبا جائیں گے ———" طاہر بیگ

نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا کو
ہیں داخل ہوگیا۔

پوری کوٹھی گھومنے اور اس کا جگہ جگہ سے ملبہ ہٹانے کے
باوجود وہاں کسی انسان کی لاش یا اس کا کوئی حصہ نظر نہ آیا۔ الب
تباہ شدہ کاروں کے حصے وہاں بکھرے پڑے تھے۔ اور طاہر بیگ
یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کوٹھی کے ملبے کو دیکھ رہا تھا جیسے ا
کسی لمحے کسی اینٹ کے نیچے سے مجرم یا ان کی لاشیں نظر آجائیں

"سر، میرا خیال ہے، اس کوٹھی سے کوئی خفیہ راستہ یقیناً تھ
ہے اور مجرم اس راستے سے نکل گئے ہیں ۔۔۔" اسحاق
ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کہاں ہے وہ راستہ ڈھونڈو ۔۔۔" طاہر بیگ نے دا
پیستے ہوئے کہا۔

"سر کوٹھی تباہ ہوچکی ہے۔ اب راستہ کیسے ڈھونڈیں ۔۔۔"
اسحاق نے جواب دیا۔

"اُلو کے تخم۔ اب راستہ کیسے ڈھونڈیں۔ تمہاری وجہ سے یہ س
کچھ ہوا ہے۔ اتنا بڑا آپریشن ہوا اور نتیجہ کیا نکلا صفر۔ اب میں اعلیٰ
کو کیا جواب دوں گا۔ تمہارا سر ۔۔۔" طاہر بیگ نے اپنے با
نوچتے ہوئے کہا۔

اس کا چہرہ اس وقت شدید ترین جھنجھلاہٹ کا شاہکار نظ
تھا اور اسحاق خاموش ہوگیا۔ ظاہر ہے وہ کیا جواب دے سکتا تھ

آقا جمشید اپنی مخصوص کار میں بیٹھا انتہائی تیز رفتاری سے
یڈ کوارٹر کی طرف اُڑا چلا جارہا تھا۔ اس کا چہرہ غصے اور وحشت سے
گڑا ہوا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اور وہ اس وقت کسی
سان کی بجائے بھوت کا درندہ نظر آرہا تھا۔ ہیڈ کوارٹر کی طرف مڑنے
لی بائی روڈ پر پہنچتے ہی اس نے کار کی رفتار آہستہ کی اور بیک مرر میں
اچھی طرح دیکھ بھال کرنے کے بعد وہ بائی روڈ پر مڑ گیا۔ اسے بس
یونہی خیال آگیا تھا کہ کہیں مجرم اس کی گھات میں نہ ہوں کیونکہ ظاہر
ہے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا سن کر اس کی آمد یقینی تھی۔ لیکن وہاں کسی
کو نہ پاکر وہ کار دوڑاتا سیدھا ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ گیٹ
کھلا ہوا تھا اور گیٹ کے اندرونی طرف دو راؤنڈ ہیڈرز کی لاشیں پڑی
ہوئی تھیں۔ جب اس نے کار برآمدے میں جاکر روکی تو اس کی آنکھیں
یڈ کوارٹر کی عمارت کو دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ پوری عمارت بموں سے تباہ

کردی گئی تھی۔ صرف عمارت کی چھتیں سلامت تھیں۔ باقی دیواریں دروازے اور فرش یوں تباہ ہو گئے تھے کہ جیسے کسی بہت بڑی فوج نے اس پر حملہ کیا ہو۔ برآمدے میں راونڈ ہیڈز کی کٹی پھٹی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ وہ کار سے نیچے اترا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اندر داخل ہو گیا۔ اس نے ایک ہاتھ میں مشین گن تھامی ہوئی تھی۔ اور وہ بے حد چوکنا تھا۔ کیونکہ ماشوگا پوائنٹ پر اسے اپنے ڈرائیور کی موت ابھی تک یاد تھی۔ لیکن یہ عمارت خالی پڑی ہوئی تھی اور وہاں سوائے لاشوں کے اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ آقا جمشید دانتوں پر دانت جمائے پورے ہیڈ کوارٹر میں گھوم گیا۔ نچلے کمرے میں ٹیلیفون کے ساتھ اس راونڈ ہیڈ کی لاش موجود تھی جس نے اس تباہی کی اطلاع دی تھی۔ اسے خاصے زخم آئے تھے اور اس کے زخموں کو دیکھتے ہوئے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ یہ شخص خاصی قوت ارادی کا مالک تھا اس لئے اس قدر شدید زخمی ہونے کے باوجود وہ اوپر سے گھسٹ کر نچلے کمرے میں پہنچا اور فون پر اطلاع بھی کر دی۔ ہیڈ کوارٹر کے نچلے حصے بالکل صحیح سلامت تھے۔ کسی چیز کو نہ چھیڑا گیا تھا۔ حتیٰ کہ اسلحہ خانہ بھی ویسے ہی موجود تھا۔ حالانکہ اسلحہ خانے میں اتنا اسلحہ موجود تھا کہ ایک بم بھی وہاں پھینک دیا جاتا تو ہیڈ کوارٹر تو ایک طرف دور دور کی عمارتیں زمین بوس ہو جاتیں۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ حملہ آوروں کو اپنے ساتھیوں کو چھڑا لے جانے سے دلچسپی تھی۔ وہ ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے نہ آئے تھے۔

ہیڈ کوارٹر میں موجود تیس کے قریب راونڈ ہیڈز ہلاک ہو چکے تھے۔ آقا جمشید تیزی سے فون کی طرف بڑھا اور اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل

کرنے شروع کر دیئے۔

"یس، پوائنٹ ٹو۔ جاوید رضا اٹینڈنگ ـــــ" دوسری طرف سے ایک نوجوان کی آواز سنائی دی۔

"جاوید رضا میں آقا جمشید بول رہا ہوں۔ جولیا فائٹ گروپ نے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے یہاں موجود سارے راونڈ ہیڈز ہلاک کر دیئے ہیں لیکن یہاں موجود سامان اور اسلحہ سلامت ہے۔ چونکہ ہیڈ کوارٹر جولیا فائٹ گروپ کی نظروں میں آ گیا ہے۔ اس لئے میں نے اسے چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اب ہیڈ کوارٹر تمہارا پوائنٹ نمبر دو ہو گا یہاں سے آدمی بھیج کر تمام سامان اور اسلحہ نئے ہیڈ کوارٹر میں شفٹ کر دو" آقا جمشید نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس ـــ" جاوید رضا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اور سنو۔ میری طرف سے تمام راونڈ ہیڈز کو مطلع کر دو کہ وہ سب ہر وقت پوری طرح الرٹ رہیں۔ اب ہمیں جولیا فائٹ گروپ کا مقابلہ جارحانہ انداز میں کرنا ہو گا ـــــ" آقا جمشید نے کہا۔

"جارحانہ انداز سے۔ کیا مطلب ہے سر۔ میں سمجھا نہیں ـــــ" جاوید رضا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مطلب یہ کہ اب تک وہ لوگ ہم پر حملے کرتے رہے ہیں۔ اب ہم نے انہیں تلاش کر کے ان پر حملہ کرنا ہے ـــــ" آقا جمشید نے جواب دیا۔

"بہت بہتر سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر ـــــ" جاوید رضا نے جواب دیا اور آقا جمشید نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

آقا جمشید چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھا کر دوبارہ

نمبر ڈائل کئے۔

"عدنان بیگ سپیکنگ ـــــ" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے عدنان بیگ کی آواز سنائی دی۔

"میں جمشید بول رہا ہوں سر۔ ہیڈ کوارٹر سے۔ یہاں بے پناہ تباہی پھیلی ہوئی ہے۔ میں نے سر راؤنڈ ہیڈز تنظیم کا ہیڈ کوارٹر پوائنٹ نمبر دو پر منتقل کر دیا ہے۔ تاکہ ہم اطمینان سے اس فائٹ گروپ کا کھوج نکال کر ان کا خاتمہ کر سکیں ـــــ" آقا جمشید نے نرم لہجے میں کہا۔

"جمشید اس کی ضرورت نہیں ہے۔ طاہر بیگ کی پولیس نے ایک بار پھر فائٹ گروپ کا کھوج نکال لیا ہے۔ وہ گلشن کالونی کی کوٹھی میں ہیں۔ اور طاہر بیگ پولیس کے دستوں سے اس کوٹھی پر ریڈ کرنے والا ہے۔ اس بار وہ ان کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں ہمارے حوالے کر دے گا۔" عدنان بیگ نے جواب دیا۔

"گلشن کالونی میں۔ لیکن کس کوٹھی میں ـــــ" آقا جمشید نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نمبر تو مجھے معلوم نہیں۔ بہرحال اب تک معاملہ ختم ہو چکا ہوگا۔" عدنان بیگ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں خود وہاں جا کر صورت حال کا پتہ کرتا ہوں ـــــ" آقا جمشید نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے راؤنڈ ہیڈز کی بکھری ہوئی لاشیں پھلانگتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس کی کار تیز رفتاری سے ریکارڈ توڑتی ہوئی گلشن کالونی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ گلشن کالونی کی حدود میں داخل ہوا تو اس نے پڑا اور عمارتوں کے سامنے بے شمار افراد کو اِدھر اُدھر موت میں پڑے دیکھا۔ گلشن کالونی کے درمیان دھویں کا ایک بڑا بادل سا پھیلا ہوا نظر آرہا تھا اور ہر طرف پولیس کی ٹوپیاں بکھری ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ آقا جمشید کار آگے لے گیا اور پھر اس نے پولیس جیپوں کے قریب جا کر کار روکی دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اتر آیا۔ اُسی لمحے اُسے تباہ شدہ کوٹھی کے اندر سے پولیس کمشنر طاہر بیگ واپس آتا ہوا دکھائی دیا۔ کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ آقا جمشید تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

کیا ہوا۔ کیا گروپ مارا گیا ـــــ" آقا جمشید نے قریب جا کر پوچھا۔

ہاں مارا گیا، وہ کسی خفیہ راستے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اب تباہ شدہ کوٹھی کا ملبہ اتنا ہے کہ راستہ بھی تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ طاہر بیگ نے لٹکے ہوئے چہرے اور بجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ یہ لوگ تو شیطان ہیں۔ صاف بچ کر نکل جاتے ہیں لیکن اب میں خود میدان میں آگیا ہوں۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ کیسے میرے ہاتھ سے بچ کر نکلتے ہیں ـــــ" آقا جمشید نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار گلشن کالونی کی حدود سے باہر کی طرف جا رہی تھی۔ اب اس کا رخ اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف تھا۔ وہ وہاں جاوید رضا کے ساتھ بیٹھ کر کوئی واضح عمل تیار کرنا چاہتا تھا اور ابھی اس کی کار شہر کی طرف جانے والی سڑک پر چڑھی ہی تھی کہ اچانک سامنے سے آنے والی ایک کار کی

دونوں بتیاں دو بار مسلسل جلیں اور بجھ گئیں۔ یہ راؤنڈ ہیڈ کا مخصوص اشارہ تھا۔ چنانچہ آقا جمشید نے کار ایک طرف کر کے روک دی۔ پیا سے آنے والی کار بھی اس کے قریب آکر رکی اور پھر اس میں سے ایک راؤنڈ ہیڈ اچھل کر باہر آگیا۔

"کیا بات ہے آصف ——" آقا جمشید نے کھڑکی سے سر نکال کر کرخت لہجے میں پوچھا۔

"سر مجھے ہیڈ کوارٹر سے قاچار کی تلاش کا حکم دیا گیا تھا۔ میں نے اس گروپ کے ایک مرکز کو تلاش کر لیا ہے۔ میں نے ہیڈ کوارٹر فون کیا تھا لیکن وہاں سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔ اس لئے سر میں نے آپ کو روکا ہے سر ——" آصف نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا کہاں ہے وہ مرکز ——" آقا جمشید نے چونکتے ہوئے پوچھ

"سر یہ لارسین روڈ پر ایک چھوٹا سا مکان ہے۔ اس مکان میں قاچا گروپ کے چار افراد موجود ہیں۔ ان کے پاس ایک کار بھی ہے ——" راؤنڈ ہیڈ آصف نے جواب دیا۔

"کیا یہ لوگ گروپ کے اہم رکن ہیں یا معمولی سے لوگ ہیں ——" آقا جمشید نے چھوٹے مکان کا سن کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سر۔ ان میں سے ایک آدمی کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں وہ قاچار کا نمبر دو ہے اور اس کا اہم آدمی ہے ——" آصف نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے کہاں ہے وہ مکان۔ میرے ساتھ چلو ابھی ——" آقا جمشید نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے پیچھے آجائیں ——" آصف نے اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم کار بھیج دو اور میرے ساتھ آؤ ——" آقا جمشید نے کہا تو آصف سر ہلاتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا۔ اس نے ڈرائیور سے واپس جانے کا کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آقا جمشید کی کار کے پاس آیا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"لارسین روڈ بتائی ہے تم نے ——" آقا جمشید نے کہا۔

"یس سر لارسین روڈ۔ ہوٹل الاسکا کے ساتھ والی گلی میں مکان ہے۔" صف نے جواب دیا اور آقا جمشید نے کار آگے بڑھا دی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کار میں نصب ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"یس ہیڈ کوارٹر راؤنڈ ہیڈ اوور ——" دوسری طرف سے جاوید کی آواز سنائی دی۔

"جاوید میں جمشید بول رہا ہوں۔ تم دس راؤنڈ ہیڈز کا ایک دستہ لارسین روڈ پر ہوٹل الاسکا کے قریب فوراً بھیج دو۔ میں وہیں خود موجود ہوں۔ وہ مجھ سے کنٹیکٹ کریں اوور ——" آقا جمشید نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیا۔

"بہتر سر۔ اوور ——" جاوید نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل ——" آقا جمشید نے کہا اور کار کی سپیڈ تیز کر دی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد تھوڑی دیر میں وہ لارسین روڈ پر پہنچ گیا۔ اس نے ہوٹل الاسکا کے قریب پہنچ کر ایک سائیڈ میں اپنی کار روک دی اور خاموش بیٹھا رہا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد راؤنڈ

ہیڈز کی دو کاریں تیزی سے اس کی کار کے قریب آکر رکیں اور آقا جمش دروازہ کھول کر نیچے اُتر آیا۔ آنے والی کاروں میں سے دس مسلح راونڈ ہیڈز باہر آگئے اور انھوں نے آقا جمشید کو بڑے ادب سے سلام

" آصف کے ساتھ جاؤ۔ گلی میں ایک مکان ہے۔ جہاں قاچاد گروپ کے آدمی موجود ہیں۔ تم نے ان پر قابو پانا ہے اور سنو باقی لوگوں کو ہلاک کر دینا صرف ایک آدمی جس کے متعلق جاوید بتلائے اُسے زندہ رہنا چاہیئے۔ سمجھے۔ میں یہاں انتظار کر رہا ہوں۔ جب آپریشن مکمل ہو جائے تو مجھے اطلاع کر دینا میں وہاں آجاؤں گا ــــــ " آقا جمشید نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" سر۔ اس آدمی کو ہم اٹھا کر ہیڈ کوارٹر نہ لے چلیں۔ وہاں اس سے زیادہ آسانی سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں ــــــ " آصف نے کہا۔

" نہیں ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ جاؤ جلدی کرو ــــــ " آقا جمشید نے کہا اور سب راونڈ ہیڈز سر ہلاتے ہوئے جاوید کی رہنمائی میں اس گلی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کی کاریں وہیں رہ گئیں آقا جمشید اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد جاوید واپس آ

" سر کام مکمل ہو گیا ہے۔ مکان میں چار افراد تھے۔ چاروں کو قابو کر لیا گیا تھا لیکن آپ کے حکم کی تکمیل میں تین کو ہلاک کر دیا گیا ہے چوتھا زندہ ہے ــــــ " آصف نے کہا۔

" اوہ ٹھیک ہے آؤ ــــــ " آقا جمشید نے کہا اور پھر وہ آصف کے ساتھ چلتا ہوا اس گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ آصف اس کے

تھا۔ گلی میں داخل ہو کر وہ ایک مکان کے دروازے پر پہنچے نے کے اندر کی طرف ایک راونڈ ہیڈ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے کھول دیا اور آقا جمشید اندر داخل ہو گیا۔ چھوٹے سے اس مکان کے مرے میں تین افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے جسم گولیوں سے چھلنی پڑے تھے۔ جبکہ چوتھے آدمی کے ہاتھ اور پیر بندھے ہوئے وہ برآمدے کے فرش پر ہی اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ اور ایک ہیڈ نے اپنا ایک پیر اس کے جسم پر رکھا ہوا تھا۔

سے اٹھا کر اندر لے آؤ ــــــ " آقا جمشید نے کہا اور پھر وہ ایک میں داخل ہو گیا۔ یہاں چار کرسیاں اور ایک میز پڑی ہوئی تھی۔ بندھے ہوئے آدمی کو اندر لایا گیا۔

" اسے کرسی پر بٹھا کر باندھ دو ــــــ " آقا جمشید نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ مقامی آدمی تھا۔ لیکن ایسی صورت حال میں بھی اس کے چہرے پر گھبراہٹ کا کوئی تاثر موجود نہ تھا۔ بس سپاٹ سا چہرہ وہ خاموش تھا۔ راونڈ ہیڈ نے اُسے کرسی پر بٹھا کر رسی سے باندھ دیا

" اب پہلے اس پورے مکان کی مکمل تلاشی لو ــــــ " آقا جمشید نے آصف سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہم دیکھ چکے ہیں سر۔ تھوڑے سے اسلحہ کے سوا اور کوئی چیز نہیں البتہ ایک ٹرانسمیٹر یہاں موجود ہے ــــــ " ایک راونڈ ہیڈ نے بانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے چیف راونڈ ہیڈز باہر نگرانی کریں ــــــ " آقا جمشید نے

کہا اور چھ مسلح افراد سر ہلاتے ہوئے تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے

"اس کا کیا نام ہے آصف ــــــ" آقا جمشید نے قریب کھڑے ہوئے آصف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ اس کا نام کمال بیگ ہے۔ یہ قاچار کا اہم آدمی ہے۔ اس کے سمگلنگ ریکٹ کا انچارج بھی ہے۔ جرائم پیشہ افراد میں اس کا اچھا خاصا اثر اور رعب ہے ــــــ" آصف نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"سنو کمال بیگ۔ مجھے تو تم پہچانتے ہی ہو گے ــــــ" آقا جمشید نے آگے بڑھ کر کرخت لہجے میں کمال بیگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ تم آقا جمشید ہو۔ راونڈ ہیڈ تنظیم کے سربراہ" کمال بیگ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"تو پھر یہ بھی جانتے ہو گے کہ میری نظر میں کسی انسان کی کیا وقعت ہے ــــــ" آقا جمشید نے غراتے ہوئے کہا۔

"اچھی طرح جانتا ہوں مگر تم میری بوٹیاں تو علیحدہ کر سکتے ہو لیکن اپنی تنظیم کے خلاف کوئی معلومات تمہیں مجھ سے نہیں مل سکتیں ــــــ" کمال بیگ نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا آقا جمشید کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی میں حرکت میں آیا اور زور دار تھپڑ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ کمال بیگ... کا سر تھپڑ کھا کر گھوم گیا۔ اس کا گال پھٹ گیا تھا اور منہ سے بھی خون کی لکیر سی نکلنے لگی تھی اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار ابھر آئے تھے لیکن اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی۔

"بتاؤ قاچار کہاں ہے اور اس نے جولیا فائٹ گروپ کو کہاں پناہ دے رکھی ہے ــــــ" آقا جمشید نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال دیا۔

"بتاؤ ورنہ ......" آقا جمشید نے خنجر کمال بیگ کی آنکھوں کے منے لہراتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم ــــــ" کمال بیگ نے جواب دیا اور دوسرے محے اس کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور وہ بندھے ہونے کے باوجود کرسی پر بری طرح تڑپنے لگا۔ اس کی دائیں آنکھ کا ڈھیلا ٹ کر باہر آگیا تھا اور اس کی آنکھ سے خون اور مواد بہنے لگا تھا۔ آقا جمشید نے خنجر کے ایک ہی وار سے اس کی آنکھ کا ڈھیلا باہر نکال دیا تھا۔ کمال بیگ کا پورا جسم بری طرح لرز رہا تھا۔

"بتاؤ ورنہ دوسری آنکھ کا بھی یہی حشر ہو گا ــــــ" آقا جمشید نے پوری قوت سے اس کے بازو میں خنجر گھونپتے ہوئے کہا۔ اور کمال بیگ کے حلق سے مسلسل چیخیں برآمد ہونے لگیں۔

"مجھے مار ڈالو۔ مار ڈالو مجھے نہیں معلوم ــــــ" کمال بیگ نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"آصف ــــــ" آقا جمشید نے مڑ کر کہا۔

"یس سر ــــــ" آصف نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"اس کے ہاتھوں کے اور پیروں کی تمام انگلیاں کاٹ ڈالو ــــــ" آقا جمشید نے خون آلود خنجر آصف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور آصف نے خنجر ہاتھ میں لیتے ہی بڑی پھرتی سے اس کے کرسی کے

بازو پر رکھے ہوئے ہاتھ پر وار کیا اور کمال بیگ کی دو انگلیاں یوں کٹ کر فرش پر جا گریں۔ جیسے انھیں ٹوکے سے کاٹ دیا گیا ہو۔

"بب بب بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ ــــــ" کمال بیگ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ وہ شاید اس بھیانک تشدد کی تاب نہ لا سکا تھا۔ اس کی انگلیوں سے خون کی دھاریں بہہ رہی تھیں۔

"بتاؤ اور سنو یہ آقا جمشید کا وعدہ ہے اگر تم نے صحیح صحیح بتا دیا تو نہ صرف تمھیں معاف کر دیا جائے گا بلکہ اگر تم چاہو تو تمھیں راونڈما تنظیم میں اعلیٰ عہدہ بھی دیا جائے گا اور قاچار گروپ سے مکمل تحفظ بھی ملے گا ــــــ" آقا جمشید نے کہا۔

"وہ اس وقت تبریز کالونی کی کوٹھی نمبر ننانوے اے میں موجود ہیں" کمال بیگ نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"جولیا فائٹ گروپ کہاں ہے ــــــ" آقا جمشید نے پوچھا۔

"وہ بھی وہیں ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے قاچار نے مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کرنے پر کہا تھا کہ میں اس کوٹھی میں دو کاریں پہنچانے کا بندوبست کر دوں۔ ابھی کال مکمل ہوئی تھی کہ تم لوگوں نے حملہ کر دیا ــــــ" کمال بیگ نے جواب دیا۔

"کس فریکوئنسی پر بات کرتے ہو اور کوڈ کیا ہے ــــــ" آقا جمشید نے پوچھا۔

"تھری الیون تھرٹی تھری۔ ایسٹ اور کوڈ سپر مارکیٹ ہے۔" کمال بیگ نے جواب دیا اور جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی کہ بیگ پر فائر کھول دیا گیا اور کمال بیگ کا جسم بری طرح تڑپنے لگا

آقا جمشید نے چار گولیاں ماریں اور چاروں اس کے دل میں گھستی چلی گئیں اور چند لمحے تڑپنے کے بعد کمال بیگ نے دم توڑ دیا۔

"ٹرانسمیٹر کہاں ہے لاؤ ــــــ" آقا جمشید نے ریوالور کو واپس ہولسٹر میں ڈالتے ہوئے آصف سے کہا اور آصف تیزی سے کمرے کی دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر لا کر رکھ دیا۔

"کمال بیگ کی بتائی ہوئی فریکوئنسی سیٹ کرو ــــــ" آقا جمشید نے غراتے ہوئے کہا۔

"سر وہ ہوشیار ہو جائیں گے ــــــ" آصف نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ــــــ" آقا جمشید نے غراتے ہوئے کہا اور آصف نے جلدی سے فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔

"فریکوئنسی سیٹ ہو گئی جناب ــــــ" آصف نے جواب دیا۔

"یہاں فون ہے ــــــ" آقا جمشید نے پوچھا۔

"یس سر ہے۔ دوسرے کمرے میں ہے ــــــ" آصف نے جواب دیا۔

"لے آؤ یہاں ــــــ" آقا جمشید نے کہا اور آصف تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ فون اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے وہاں موجود شو میں اس کا پلگ لگایا اور فون میز پر آقا جمشید کے سامنے رکھ دیا۔ اور آقا جمشید نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس جاوید سپیکنگ ــــــ" چند لمحوں بعد دوسری طرف

سے ہیڈ کوارٹر انچارج جاوید کی آواز سنائی دی۔

"جاوید میں آغا جمشید بول رہا ہوں۔ فریکوئنسی سپاٹ چیکنگ مشین ان آرڈر ہے ناں ــــ" آغا جمشید نے غراتے ہوئے کہا۔

"فریکوئنسی سپاٹ چیکنگ مشین سر۔ یس سر۔ بالکل ان آرڈر ہے سر ــــ" جاوید نے الجھے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو اسے آن کرو اور فریکوئنسی تھری الیون تھری تھری۔ الیٹ پر میں ٹرانسمیٹر آن کر رہا ہوں۔ تم نے صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ اس فریکوئنسی کا اس وقت سپاٹ کیا ہے۔ سمجھ گئے ــــ" آغا جمشید نے کہا۔

"یس سر سمجھ گیا سر ــــ" جاوید نے جواب دیا۔

"او۔ کے احتیاط سے سپاٹ چیک کرنا ــــ" آغا جمشید نے کہا اور پھر ریسور رکھ کر وہ چند لمحے خاموش کھڑا رہا تاکہ جاوید اس دوران فریکوئنسی سپاٹ چیکنگ مشین کو ایڈجسٹ اور آن کر سکے پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی ہلکی سی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو سپر مارکیٹ۔ ہیلو سپر مارکیٹ ــــ" آغا جمشید نے آواز بگاڑ کر بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ بار بار یہی فقرہ دہرا رہا "یس سپر مارکیٹ اوور ــــ" چند لمحوں بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی اور آغا جمشید کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کیونکہ وہ قاچار کی آواز کو بخوبی پہچان گیا تھا۔

"ہیلو ہیلو ہیلو ہیلو ــــ" آغا جمشید نے دو چار بار ہیلو ہیلو

کہہ کر بغیر اوور کہے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اب اسے یہ یقین ہو گیا تھا کہ کمال بیگ نے فریکوئنسی درست بتائی ہے۔ لیکن وہ کوئی فقرہ بول کر انہیں چونکانا نہ چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ دوسری طرف رابطہ قائم ہوتے ہی فریکوئنسی سپاٹ چیکنگ مشین نے سپاٹ لوکیشن ظاہر کر دی ہوگی۔ اس لئے اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھا اور پھر اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ہیڈ کوارٹر راؤنڈ میڈ ــــ" دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ یہ آواز جاوید کی نہ تھی۔

"آغا جمشید سپیکنگ۔ جاوید کہاں ہے ــــ" آغا جمشید نے کہا۔

"وہ سر مشین روم میں ہیں سر ــــ" دوسری طرف سے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"بلاؤ اسے جلدی ــــ" آغا جمشید نے کہا اور دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جاوید کی آواز سنائی دی۔

"یس سر جاوید بول رہا ہوں سر"

"کیا سپاٹ ہے ــــ" آغا جمشید نے پوچھا۔

"سر تبریز کالونی۔ سپاٹ پر ابھری ہے لیکن چونکہ زیادہ دیر ٹرانسمیٹر آن نہیں رہا۔ اس لئے مزید لوکیشن چیک نہیں ہو سکی ــــ" جاوید نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اتنا ہی کافی ہے ــــ" آغا جمشید نے تیز لہجے میں کہا اور اس نے تیزی سے رسیور کریڈل پر پھینکا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ آصف اور دیگر ساتھی بھی باہر پہنچ گئے۔

چند لمحوں بعد وہ سب باری باری گلی سے نکل کر اپنی کاروں کے قریب آ گئے۔

"سنو تبریز کالونی کی کوٹھی نمبر ننانوے لے میں ہمارے مخالف موجود ہیں۔ ہم نے وہاں ریڈ کرنا ہے۔ اسی قسم کا ریڈ جیسا کہ یہاں کیا ہے لیکن وہاں کسی کو زندہ نہیں چھوڑنا۔ جو سامنے آئے اڑا دو سمجھے" ـــــ آقا جمشید نے کار میں بیٹھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے اپنی اپنی کاروں کی طرف دوڑ پڑے۔ چند لمحوں بعد تینوں کاریں آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں تبریز کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔

"میں شرمندہ ہوں عمران" ـــــ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھا اب تک تو میں تمہیں جولیا سمجھتا رہا۔ کیا نام بدل لیا ہے۔ یا میرے پہچاننے میں کوئی فرق آ گیا ہے" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے جواب دیا اور جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

"ہمیں یہ تصور بھی نہ تھا کہ اس طرح بھی ہم پر چھاپہ مارا جا سکتا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں پہلے وہ اخبار میں اشتہار دیتے پھر ریڈیو اور ٹیلی وژن پر وقفے وقفے سے اعلانات کئے جاتے۔ اس کے بعد علاقے میں منادی کی جاتی۔ تب تمہیں سوچ آ سکتی تھی۔ وہ احمق تو سب کچھ کئے بغیر آ گئے" ـــــ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے ساتھ بیٹھا ہوا آقا جابر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ جولیا آقا جابر کے اس طرح ہنسنے پر اور زیادہ ہمت کر گئی۔

"قاچار تمہاری توجہ شاید صرف ہنسنے پر ہی ہے۔ میرے بھائی ہنسنے کے لئے تو پوری عمر پڑی ہے۔ فی الحال اگر ہنسنے سے باز رہ سکو تو ذرا بیک مرر پر بھی توجہ کر لو۔ پولیس کاریں مسلسل ہمارے آگے پیچھے ہو رہی ہیں" ___ عمران نے طنزیہ لہجے میں قاچار سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور قاچار عمران کے الفاظ سنتے ہی بری طرح چونک پڑا اور چند لمحے بعد اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار ابھر آئے

"عمران صاحب واقعی پولیس ہماری نگرانی کر رہی ہے۔ ہمیں ٹریس کر لیا گیا ہے۔ اب ان سے کیسے پیچھا چھڑائیں" ___ قاچار کے لہجے میں شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"گھبرانے سے بات نہیں بنا کرتی قاچار۔ میری ڈکشنری میں گھبراہٹ کا معنی موت لکھا ہوا ہے۔ تم صرف یہ بتاؤ کوئی ایسی عمارت ہے جہاں سے کوئی خفیہ راستہ دور نکلتا ہو" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا

"اوہ ہاں ہے۔ گلشن کالونی میں ایک کوٹھی ابھی حال ہی میں ہمارے گروپ نے خریدی ہے۔ اس میں ایک خفیہ راستہ ہے جو کافی دور جا کر ایک چھوٹے سے مکان میں کھلتا ہے۔ یہ مکان بھی اس کوٹھی کے ساتھ ہی خریدا گیا ہے" ___ قاچار نے تیز لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ اب سیدھے گلشن کالونی کی اس کوٹھی میں چلو۔ ہم کاریں وہاں چھوڑ کر اس خفیہ راستے سے نکل کر اس مکان میں پہنچیں گے۔ اور پھر وہاں سے ٹیکسیوں میں بیٹھ کر محفوظ مقام کی طرف چلے جائیں گے" ___ عمران نے پوری تفصیل سے پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ عمران صاحب۔ آپ واقعی ذہین ہیں" ___ قاچار نے مسرت

سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"نہیں میرے بھائی میں تو احمق سا آدمی ہوں۔ بے شک تولیا سے پوچھ لو" ___ عمران نے جواب دیا اور قاچار مسکرا دیا۔ دوسری کار ان کے پیچھے آ رہی تھی۔ اس لئے جیسے ہی قاچار نے اپنی کار گلشن کالونی کی طرف موڑی پچھلی کار بھی اسی طرف مڑ گئی اور دس منٹ کی مزید ڈرائیونگ کے بعد وہ گلشن کالونی میں داخل ہو گئے۔ پولیس کاریں مسلسل ان کی نگرانی کرتی آ رہی تھیں۔ قاچار نے ایک کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے جا کر کار روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر کر وہ پھاٹک کی طرف بڑھا۔ اس نے پھاٹک کے ستون پر لگی ہوئی کال بیل کے بٹن کو مخصوص انداز میں تین بار دبایا تو کوٹھی کا پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ قاچار دوبارہ کار میں آ کر بیٹھا اور پھر کار کو لئے ہوئے پھاٹک سے اندر لیتا چلا گیا۔ دوسری کار بھی اس کے پیچھے اندر آ گئی۔ اور دوسری کار کے اندر آنے کے بعد قاچار نے کار روکی اور پھر بھاگ کر واپس گیا اور پھاٹک کو بند کر کے دوبارہ دوڑ کر اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں کاریں پورچ میں جا کر رک گئیں اور وہ سب نیچے اتر آئے۔

"کاروں میں سے سب سامان نکال لو جلدی کرو۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے" ___ قاچار نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر کاروں میں موجود اسلحہ کے بیگ باہر نکال لیے گئے۔ اور قاچار کی رہنمائی میں چلتے ہوئے وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے۔ قاچار نے سوئچ بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ کافی گہرائی میں جا کر جیسے ہی کمرہ رکا تو قاچار نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول

دیا۔ اب دروازے کی دوسری طرف ایک طویل سرنگ نظر آ رہی تھی جو بالکل پختہ اور خاصی کھلی تھی۔

"آئیے سر ——" قاچار نے سرنگ میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور جب سب لوگ سرنگ میں داخل ہو گئے تو قاچار نے دروازہ بند کر کے اس کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا اور کمرہ واپس اوپر کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ اور کمرے کی جگہ کنویں نما خلا سا بن گیا اور پھر وہ سب تیزی سے سرنگ میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تقریباً بیس منٹ تک چلنے کے بعد سرنگ کا اختتام ہوا اور یہاں سے سیڑھیاں اوپر کی طرف جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک دروازے پر ہوا۔ قاچار نے دروازے کی زنجیر ہٹائی اور پھر دروازہ کھول دیا۔ اب وہ ایک اور کمرے میں تھے۔ اس کمرے سے گزر کر وہ ایک راہداری میں سے ہوتے ہوئے صحن میں آئے اور پھر بیرونی دروازے تک پہنچ گئے۔ قاچار نے دروازہ کھولا اور وہ سب باہر نکل آئے۔ اب وہ ایک اور سڑک پر تھے۔ مکان کے دروازے پر نجی فرم کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ قاچار نے دروازہ بند کر کے اس میں لگی ہوئی ایک مٹھ کو گھمایا تو دروازہ اندر سے بند ہو گیا۔ اور سب یوں فٹ پاتھ پر چلنے لگے جیسے ٹہلنے کے لئے نکلے ہوں۔

"اب ہمیں تبریز کالونی کوٹھی نمبر ننانوے اے میں جانا ہے۔ وہ محفوظ ترین جگہ ہے ——" قاچار نے سب سے مخاطب ہو کر کہا اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر علیحدہ علیحدہ ٹیکسیاں بھی لینی پڑیں تو وہ سب آسانی سے وہاں تک پہنچ جائیں اور پھر ایک خالی ٹیکسی انہیں مل گئی۔ عمران نے قاچار اور چند ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ اس ٹیکسی میں بیٹھ کر آگے

ھ گئے۔ تھوڑا سا دور چلنے کے بعد باقی کو بھی ٹیکسی مل گئی اور اس ے تھوڑی دیر بعد وہ سب تبریز کالونی کی کوٹھی نمبر ننانوے اے میں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران نے خاص طور پر تعاقب کا خیال رکھا۔ ن اسے اس بار تعاقب میں کوئی نظر نہ آیا تھا۔

اب کیا پروگرام ہے ——" قاچار نے کوٹھی میں پہنچتے ہی عمران ے مخاطب ہو کر پوچھا۔

یں نے کیا پروگرام بنانا ہے۔ ہمارے گروپ کی لیڈر ہی پروگرام بنائے ——" عمران نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے ے میں کہا۔ وہ سب اس کمرے میں صوفوں پر بیٹھے تھے۔ البتہ قاچار نے نے ساتھیوں سے باہر جا کر نگرانی کا کہہ دیا تھا اور اب کمرے میں عمران اس کے ساتھیوں کے ساتھ صرف قاچار ہی موجود تھا۔

میرا خیال ہے اب اس گروپ کا نام جولیا فائٹ گروپ کی بجائے ن فائٹ گروپ کر دیا جائے۔ مجھے اب اس پر کوئی اعتراض نہیں ——" یا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ارے ارے۔ کیوں میری جنس تبدیل کرنا چاہتی ہو۔ نا مس نا، مجھے تو رد ہی رہنے دو۔ میں عورتوں کی غلامی میں ہی خوش ہوں ——" عمران وفزدہ چہرہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

کیا مطلب۔ جنس کی تبدیلی کا یہاں کیا تک ہے ——" صفدر نے ت ہوتے ہوئے پوچھا۔

دیکھو صفدر بھائی۔ تم نے تو نفسیات میں ماسٹر ڈگری لی ہوئی ہے۔ تم خود سوچو فائٹ یعنی لڑائی تو عورتوں کا کام ہے مرد بے چارے

تو بس نام کے ہی مرد ہوتے ہیں۔ لڑائی میں بس اتنا حصہ لے سکتے ہیں کہ اپنی طرف پھینکی ہوئی اشیاء سے اپنے آپ کو بچا سکیں اور پھر دم دبا کر لاحول ولا۔ دم تو ہوتی نہیں اس لئے کان دبا کر گھر سے باہر نکل جائیں۔ اور اپنے مرد ساتھیوں کے سامنے سینہ پھلا کر کہہ سکیں کہ دیکھو ہم مرد ہیں اور ہمت مرداں مدد خدا کا محاورہ بھی شاید اسی لئے بنایا گیا ہے کہ جو مرد لڑائی برداشت کرنے کی ہمت رکھتے ہوں۔ ان کی اللہ تعالیٰ اس طرح مدد کرتا ہے کہ ان میں مزید قوت برداشت کر دیتا ہے ــــــ"

عمران کی زبان چل نکلی اور ظاہر ہے اس میں بریک نام کی تو کوئی چیز تھی ہی نہیں جو وہ آسانی سے رک سکتی۔

"گروپ کا نام عمرانیہ فائٹ گروپ رکھ لیا جائے۔ تب بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ــــــ" تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تنویریہ فائٹ گروپ رکھ لو۔ تو نام کو مونث بنانے کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ دونوں طرف ہی چلتا ہے یہ نام ــــــ" عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور تاچار سمیت سب ہنس پڑے۔ عمران کی اس گفتگو کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے لٹکے ہوئے چہرے دوبارہ بحال ہو گئے۔

"عمران صاحب۔ میرا سوال درمیان میں ہی رہ گیا ــــــ" تاچار نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بتا دو بھئی جولیا۔ کیا پروگرام ہے ــــــ" عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جولیا کا پروگرام میں بتا دیتا ہوں ــــــ" تنویر نے فوراً ہی کہا اور

ب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔
چا تو نوبت بایں جا رسید۔ گڈ۔ میں جا کر بتا دوں گا۔ رقیب رو سیاہ
ــــــ" عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور رو سیاہ کے لفظ
ے باقی سب لوگ تو سمجھ گئے کہ عمران کا مطلب ایکسٹو سے ہے۔ البتہ
ہ اس نے مسکرا دیا کہ اسے یہ محاورہ پسند آیا تھا۔
مس جولیا کا پروگرام ہو گا واپس چلو۔ یہاں تو سوائے بے ہوشی کے
وئی ایکشن ہی نظر نہیں آتا ــــــ" تنویر نے عمران کی بات نظر انداز
تے ہوئے جواب دیا۔
تنویر تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو ــــــ" جولیا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔
وبھئی تنویر فائٹ شروع۔ اب بھگتو ــــــ" عمران نے طویل سانس
ہوئے کہا اور تنویر مسکرا دیا۔
عمران میں نے کہہ دیا ہے کہ اب اگر یہ گروپ باقی رہے گا تو اسے تم
رو گے اور بس ورنہ میں اپنی ناکامی کی رپورٹ بھیج دیتی ہوں ــــــ"
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
سنو جولیا اس طرح بات نہیں بنے گی۔ تم تو خود کہتی تھیں کہ تمہیں کام
نے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ سارا کام عمران کر لیتا ہے اور اب موقع ملا
تو تم خود اس موقع سے دستبردار ہونا چاہتی ہو ــــــ" عمران نے
نجیدہ لہجے میں کہا۔
وہ میری غلط فہمی تھی اور میں اپنی غلط فہمی پر شرمندہ ہوں ــــــ" جولیا
سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
پھر تو واقعی تنویر کی بات درست ہے۔ لیکن اب میں جولیا فائٹ

گروپ میں شامل ہو چکا ہوں۔ اس لئے اب واپسی تو نہیں ہو سکتی" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب آپ مشورہ تو دے سکتے ہیں ——" کیپٹن شکیل نے کہ

"مشورہ ہاں مشورہ تو مفت ہی ہوتا ہے۔ چلو تم بھی کیا یاد کرو گے کہ مشورہ لیا تھا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہم سب شادیاں کر لیں۔ گھر بسائیں بچے پیدا کریں۔ ان کی تعلیم و تربیت کریں اور پاکیشیا ترکی دوستی کی انجم بنا کر ان سب بچوں کو ان کا لائف ممبر بنا لیں ——" عمران نے جواب دیا اور جولیا نے بُرا سا منہ بنا لیا۔

"عمران صاحب میرا خیال ہے۔ مجھے اجازت دیجئے۔ آپ پروگرام سوچ لیں پھر میں آجاؤں گا ——" قاچار نے اٹھتے ہوئے کہا۔

وہ شاید سمجھ گیا تھا کہ عمران فی الحال آرام کرنے کے موڈ میں ہے

"تم ایسا کرو قاچار کہ ہمارے لیے دو کاروں کا بندوبست کر دو۔ ایک تو تم اب لے جاؤ گے دو اور آجائیں گی تو ہم آسانی سے شہر کی سیر کر لیں گے۔ بڑا خوبصورت شہر ہے ——" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے میں انتظام کر دیتا ہوں ——" قاچار نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا اور اس نے اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر درمیان میں رکھی ہوئی میز پر رکھ دیا اور اس کی فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔ فریکونسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو سپر مارکیٹ ہیلو اوور ——" قاچار نے مائیک میں بولتے ہوئے کہا۔

یس سپر مارکیٹ اٹینڈنگ اوور ——" چند لمحوں بعد ایک آواز میٹر پر ابھری۔

مال بیگ میں قاچار بول رہا ہوں اوور ——" قاچار نے اس بار ل نام لیتے ہوئے کہا۔

یس سر۔ فرمائیے اوور ——" دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں یا۔

تم دو کاریں پوائنٹ نمبر سولہ سے یہاں تبریز کالونی کی کوٹھی نمبر ننانوے پر بھجوا دو۔ ہمارے دوستوں کو ان کی ضرورت ہے اوور ——" قاچار ے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے سر میں سمجھ گیا۔ میں تھوڑی دیر میں بھجوا دیتا ہوں۔ ——" کمال بیگ کی آواز سنائی دی۔

حتیاط سے۔ کوئی مشکوک نہ ہو اور کاریں بھی صاف ہوں اوور ——" ر نے کہا۔

یں سمجھتا ہوں سر آپ بے فکر رہیں اوور ——" دوسری طرف مال بیگ نے جواب دیا۔

وور اینڈ آل ——" قاچار نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

تھوڑی دیر میں کاریں پہنچ جائیں گی۔ کوڈ سپر مارکیٹ ہی رہے گا۔ اب جازت دیجئے۔ میں نے شہر میں کچھ انتظامات کرنے ہیں۔ میں رات شفٹ کر لوں گا۔ کوڈ سپر مارکیٹ ہی ٹھیک ہے ناں" قاچار نے ن سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ قاچار ٹرانسمیٹر کو میز پر چھوڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"تم ناچار کے سامنے کیوں جولیا فائٹ گروپ کی اہمیت گھٹانے تل جاتی ہو۔ گروپ کے قصیدے پڑھ پڑھ کر میرا حلق سوکھ گیا ہے اور تم اطمینان سے شرمندہ ہونے بیٹھ جاتی ہو ——" عمران نے ناچا کے جانے کے بعد جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن اب کیا کروں۔ مجھے تو کوئی پروگرام ہی سمجھ میں نہیں آتا عجیب سی کیفیت ہو رہی ہے میری ——" جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"سنو جولیا فائٹ گروپ کا مطلب ہوتا ہے۔ فائٹ۔ اور ب اس کے لئے پروگرام بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے یہاں کو جاسوسی کرنی ہے ——" عمران نے کہا۔

"لیکن فائٹ کس طرح کریں ——" جولیا نے کہا۔

"جس طرح عورتیں کرتی ہیں۔ طعنے۔ شکوے اور آخر میں ٹسوے۔" عمران ایک بار پھر مذاق پر اتر آیا۔

"عمران صاحب —— اب میرا خیال ہے مذاق بہت ہو چکا۔ ہمیں مشن کے متعلق سوچنا چاہئے ——" صفدر نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ ہم دو گروپ بن جائیں۔ ایک گروپ اسلحہ اٹھ اور کاروں میں نکل کھڑا ہو —— جتنے کیفے۔ بار اور راونڈ ہیڈ کے اڈے نظر آئیں۔ ان پر فائر کھول دیں اور پے در پے انہیں تباہ کرتا جہاں کہیں راونڈ ہیڈ کی کار نظر آئے اسے تباہ کر دے اور دوسرا گروہ آغا جمشید اور عدنان بیگ کے قتل کا مشن بنا کر چل پڑے۔ اس ط ہم راونڈ ہیڈ تنظیم کا خاتمہ بالخیر کر سکتے ہیں ——" عمران نے تجویز پی

رتے ہوئے کہا۔

"لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہاں پولیس بھی تو ہمارے خلاف ہے۔ اس طرح دین فائر کے بعد پولیس ہمارے پیچھے لگ جائے گی ——" صفدر نے اب دیا۔

"اس کے لئے ایک اور پروگرام بنایا جا سکتا ہے۔ جہاں تک میں نے مجھا ہے۔ طاہر بیگ پولیس کمشنر راونڈ ہیڈ کا آدمی ہے۔ اگر ہم طاہر بیگ ختم کر کے اس کا روپ دھار لیں تو ہم پولیس کو بھی ایکشن لینے سے نع کر سکتے ہیں اور اس کے میک اپ میں آغا جمشید اور عدنان بیگ بھی آسانی سے ٹریپ کیا جا سکتا ہے ——" عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر میرے خیال میں اس تجویز میں ایک ترمیم کر لی جائے تو زیادہ بہتر ے گا ——" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ کیا ——" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میرے خیال میں اگر پہلے آغا جمشید اور عدنان بیگ اور طاہر بیگ کا ب وقت خاتمہ نہیں ہو سکتا تو کم از کم طاہر بیگ کو پہلے ٹریپ کر لیا ئے۔ اس طرح ہم کم از کم پولیس کے چکر سے تو نجات پا لیں گے کے بعد باقی مشن شروع ہو جائے ——" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اسے ٹریپ کرنا بہت آسان ہے کیپٹن شکیل وہ صفدر کی قدوقامت ے اور پولیس ہیڈ کوارٹر کے قریب ایک فلیٹ میں اس کی رہائش ہے۔ غیر شادی شدہ ہے۔ آج رات ہی صفدر وہاں جا کر خاتمہ بالخیر کر کے خود طاہر بیگ بن سکتا ہے ——" عمران نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے آپ مجھے طاہر بیگ والا مشن دے

دیں۔ میں اس کا روپ آسانی سے دھار لوں گا ۔۔۔۔۔۔" صفدر
راضی ہوتے ہوئے کہا۔

" آغا جمشید اور عدنان بیگ جنبیکا بار میں مل جائیں گے۔ میں جوزف
اور جوانا ان دونوں کے خاتمے کا مشن سنبھال لیتے ہیں اور جولیا کی
شکیل، تنویر اور باقی ساتھی راؤنڈ میڈ پوائنٹس کا خاتمہ کرنا شروع کر دیں۔
رات جس قدر کام ہو سکتا ہے ہو جائے۔ کل پھر دیکھا جائے گا ۔۔۔۔۔۔"
عمران نے جواب دیا۔

" بالکل ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔۔" جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا
اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا میز پر پڑے ٹرانسم
پر اچانک تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ اور عمران نے چونک کر ٹرانسم
طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو سپر مارکیٹ، ہیلو سپر مارکیٹ، ہیلو۔ اوور ۔۔۔۔۔۔" بٹن
ہی ایک نامانوس سے لہجے میں کسی کی آواز سنائی دی۔

" یس سپر مارکیٹ اوور ۔۔۔۔۔۔" عمران نے جواب دیا اس کا لہجہ
بالکل قاچار سا تھا۔

" ہیلو، ہیلو، ہیلو۔ ہیلو ۔۔۔۔۔۔" دوسری طرف سے ایک ہی
کو بار بار دہرایا گیا اور اس کے بعد یک لخت ٹرانسمیٹر آف ہو گیا
اس میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ عمران بری طرح چونک پڑا۔ اس
چہرے پر تشویش کے آثار ابھر آئے۔ اس نے چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر
کر دیا۔

" یہ کیا چکر ہے ۔۔۔۔۔۔" جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھ

مجھے تو گمبھیر چکر معلوم ہوتا ہے۔ یہ کال تو ایسا لگتا ہے جیسے چیک
نے کے لئے کی گئی ہو ۔۔۔۔۔۔" عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور
ے پر خاموشی سی چھا گئی۔ عمران کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل
یا تھا۔ وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس
ے ٹرانسمیٹر کا بٹن دوبارہ آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو قاچار کالنگ کمال بیگ اوور ۔۔۔۔۔۔" عمران نے قاچار
ے لہجے میں بار بار فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔ مگر دوسری طرف سے کوئی جواب
ن سکا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہیے۔ میرا خیال ہے۔ اس کال کے
یے ہماری لوکیشن ٹریس کی گئی ہے اور کمال بیگ کے پوائنٹ سے
اب نہ ملنے کا مطلب یہی ہے کہ کمال بیگ کو پکڑ لیا گیا ہے اور اس
ے نہ جانے کونسی تباہی ہو گی ۔۔۔۔۔۔" عمران نے کہا۔

" تو ہم کہاں جائیں ۔۔۔۔۔۔" صفدر نے کہا:

" کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس کوٹھی سے نکل کر ارد گرد
ے علاقے میں پھیل جاتے ہیں۔ جو صورتِ حال بھی ہو گی۔ واضح ہو جائے
۔۔۔۔۔۔" عمران نے کہا اور سب نے سر ہلا کر عمران کی تائید
ی اور پھر وہ تیزی سے باہر کی طرف لپک پڑے۔ باہر ایک کار موجود
ی اور قاچار کے باقی ساتھی بھی جا چکے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھی کار کو وہیں روک کر کوٹھی کے پھاٹک کی
ف بڑھے اور چند لمحوں بعد وہ پھاٹک سے نکل کر پیدل ہی باہر
چلے گئے۔ باہر جا کر وہ مختلف سمتوں میں بٹ گئے اور غیر محسوس طور

پر کوٹھی کے گرد پھیلتے چلے گئے۔ عمران جوزف اور جوانا کو ساتھ چوک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

"جوزف تم اندر جاکر کار نکال لاؤ۔ ہو سکتا ہے۔ ہمیں اس کی ضرو پڑ جائے لیکن جلدی آنا ــــــ" عمران نے پیچھے آنے والے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا واپس کوٹھی کی طرف بڑھتا گیا۔ وہ ایک درخت کے نیچے پڑی ہوئی بنچ پر یوں بیٹھ گئے۔ جیسے راہ تھک کر وہاں بیٹھ گئے ہوں۔ چند ہی لمحوں بعد جوزف کار لئے وہاں پہنچ گیا اور عمران اور جوانا اٹھ کر کار کے اندر بیٹھ گئے۔

"آگے چل کر کسی پارکنگ کے قریب روک دو۔ یہاں کار رکنا مشکوک بنے گا ــــ" عمران نے سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کار

ذرا سے ہی فاصلے پر ایک کیفے کے ساتھ کئی کاریں کھڑی تھیں۔ نے ان کے قریب جا کر کار روک دی۔ یہاں سے ننانوے صاف نظر آ رہی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک کوئی ہل چل نظر نہ آئی۔ اور عمران ا اندازے پر مایوس سا ہونے لگا ہی تھا کہ اچانک انھیں دور راؤنڈ ہیڈز کی کاریں آتی دکھائی دیں۔ یہ تین کاریں تھیں اور سب آگے وہ کار تھی جسے عمران ماشوگا پوائنٹ پر دیکھ چکا تھا اور عمران اپنے اندازے پر مسکرانے لگا۔

تینوں کاریں کوٹھی کے سامنے پہنچ کر رک گئیں اور پھر تینوں

وں میں سے مسلح راؤنڈ ہیڈز باہر نکل آئے۔ ان کے بعد جو شخص نکلا۔ عمران اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ یہ آقا جمشید تھا۔ راؤنڈ ہیڈ تنظیم کا رہا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیں اور پھر اس کے مسلح بھی تیزی سے کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جبکہ آقا جمشید کوٹھی کے ٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"دیکھا آ گئے ناں شکاری۔ ان کو تو اب شکار نہیں ملے گا لیکن اب اس جمشید کا شکار تم نے کھیلنا ہے کیوں جوانا ــــــ" عمران نے مسکرا پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے ماسٹر۔ کافی عرصہ ہو گیا ہے مجھے شکار کھیلے ہوئے" نا نے بڑے بھیانک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں یک لخت چمک سی ابھر آئی تھی۔

"باس یہ شکار مجھے نہیں مل سکتا ــــــ" جوزف نے سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

"نہیں جوانا کا شکار ہے۔ تمہارا شکار عدنان بیگ ہو گا۔ سنا ہے وہ بھی لڑائی بھڑائی میں بڑی مہارت رکھتا ہے ــــــ" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اسی لمحے اسے کوٹھی میں بے تحاشا فائرنگ اور بموں کے دھماکے ہوتے سنائی دیئے۔ سڑک پر چلنے والے لوگ پہلے ان آوازوں کو سن کر ٹھٹھکے اور پھر وہ سب تیزی سے ادھر ادھر چھپنے لگے چند لمحوں بعد ہی سڑک خالی ہو گئی۔ البتہ ارد گرد کی کوٹھیوں کی اوپر والی منزلوں سے جھانکتے ہوئے خوفزدہ سے چہرے ضرور نظر آ رہے تھے۔ فائرنگ چند لمحوں بعد ہی رک گئی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اس کی نظریں کوٹھی پر جمی ہوئی تھیں۔ آقا جمشید پھاٹک کے سامنے ٹانگیں چوڑی کئے ہے

فاتحانہ انداز میں کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد کوٹھی کا پھاٹک کھلا اور ایک راؤ ہیڈ نے باہر جھانکا۔ اس نے آقا جمشید سے کچھ کہا تو آقا جمشید تیزی اندر داخل ہو گیا۔

ابھی آقا جمشید اندر گیا تھا کہ پولیس کی دو جیپیں سائرن بجاتی ہوئی کال میں داخل ہوئیں اور تیزی سے راؤنڈ ہیڈز کی کاروں کے نزدیک رک گئیں ان کے سائرن بند ہو گئے۔ اور پھر چند لمحے رکنے کے بعد وہ بغیر سائرن بجائے تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے تھے۔ اور عمران کے لبوں پر طنز سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ راؤنڈ ہیڈز کی کاریں دیکھ کر وہ نظر بچا کر آگے بڑھ گئے ہیں۔

تقریباً دس منٹ بعد پھاٹک ایک بار پھر کھلا اور راؤنڈ ہیڈز تیز سے باہر نکلتے نظر آئے۔ آقا جمشید بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ اور پھر وہ سب تیزی سے کاروں میں سوار ہو کے چلے گئے اور کاریں ایک دوسرے کے پیچھے چلتی ہوئیں عمران کی کار کے قریب سے گزریں۔

"جوزف تم یہیں اترو اور جولیا اور اس کی ساتھیوں کو کہہ دو کہ وہ واپس کوٹھی ہی آجائیں۔ اب یہ کوٹھی سب سے زیادہ محفوظ ہے۔ میں آقا جمشید کے پیچھے جا رہا ہوں ــــــ" عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اترا تو عمران نے کار آگے بڑھا دی۔

آقا جمشید زخمی درندے کی طرح کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس ے سامنے چار راؤنڈ ہیڈز سر جھکائے کھڑے تھے۔

"آخر یہ لوگ کیا چیز ہیں۔ یہ کیوں ہمارے ہتھے نہیں چڑھ رہے۔ جہاں ہم تے ہیں وہاں سے یہ غائب ہو جاتے ہیں ــــــ" آقا جمشید نے ے غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"سر ناراضگی معاف۔ ہم نے ان کے خلاف کوئی واضح لائحہ عمل اختیار نہیں کیا ــــــ" ایک راؤنڈ ہیڈ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا واضح لائحہ عمل۔ کھل کر بات کرو جاوید ــــــ" آقا جمشید ے رک کر غور سے جاوید کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر یہ بات تو اب واضح ہو گئی ہے کہ یہ چار گروپ ان کی [illegible] کر رہا ہے اور یہ بات بھی سامنے آگئی ہے کہ دراصل یہ دو گروپ ہیں۔ گروپ اگر پکڑا جاتا ہے تو دوسرا اسے چھڑانے کے لئے آجاتا ہے۔

دو بار ایسا ہو چکا ہے اور تیسری بات یہ کہ یہ صرف فائٹ گروپ ہی نہ ہے۔ بلکہ انتہائی ذہین اور شاطر دماغ کے مالک ہیں جس طرح انھوں نے گلشن کالونی میں پولیس کو چکر دیا اور جس طرح آپ کی مشکوک ٹرانس کال سن کر وہ غائب ہو گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا مقابلہ سیکر ایجنٹوں سے ہے۔ صرف لڑنے بھڑنے والے مجرموں سے نہیں ہے۔ جاوید نے اس بار اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"گڈ۔ واقعی تمھارا تجزیہ درست ہے۔ اب مجھے بھی احساس ہو گیا ہے کہ یہ لوگ صرف لڑنے بھڑنے والے مجرم نہیں ہیں۔ یہ واقعی سیکر ایجنٹوں کے انداز میں کام کرتے ہیں"—— آقا جمشید نے ا میز کے پیچھے رکھی ہوئی ٹرن کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے سا ہی اس نے چاروں کو بھی میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھنے اشارہ کیا۔ اور وہ چاروں بھی بڑے مؤدبانہ انداز میں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"تو سر ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اور انھیں گھیرنے کے لئے ہمیں جواب میں وہی طریقہ کار اختیار کرنا پڑے گا"—— جاوید نے کہا۔

"لیکن کیا طریقہ کار۔ اس کی وضاحت کرو تو"—— آقا جمشید نے جھنجھلاتے ہوئے انداز میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی تیز آواز میں بج اٹھی تو آقا جمشید نے چونک ایک لمحے کے لئے بغور فون کو دیکھا۔ اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ آقا جمشید سپیکنگ"—— آقا جمشید نے دھاڑتے ہوئے انداز میں کہا۔

"سر میں بلال پاشا اونڈ ہیڈز نمبر تین سو دس بول رہا ہوں۔ میری ڈیوٹی

ے والی عمارت میں ہے۔ ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کے لئے میں نے ایک م چیک کیا ہے سر یہ کار آپ کی کاروں کے آنے کے بعد چند ید پہنچی ہے۔ اس میں ایک نوجوان جشیکا بار میں پکڑا گیا تھا اور ایک نکا ڈیو مناجشی باہر نکلا ہے۔ یہ دونوں اس انداز میں ہیڈ کوارٹر ید تک کو چیک کر رہے ہیں۔ جیسے اندر داخل ہونے کا منصوبہ بنا رہے ں"—— بلال پاشا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وہ کہاں ہے یہ اس وقت"—— آقا جمشید نے چونکتے ہوئے چھا۔

"سر یہ پچھلی گلی میں داخل ہو رہے ہیں۔ شاید ان کا مقصد پچھلی گلی کی طرف ندر داخل ہونے کا ہے"—— بلال پاشا نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا تم محتاط رہو۔ ہو سکتا ہے۔ ان کے اور ساتھی بھی ہوں۔ یں ہم سنبھال لیتے ہیں"—— آقا جمشید نے کہا اور تیزی سے سیور رکھ دیا۔

"جاوید یہ نوجوان یقیناً وہی عمران ہے۔ جیسے جشیکا بار سے باہر نکلنے پر س کے ساتھی نکال کر لے گئے تھے۔ تم فوراً ان کی گرفتاری کا بندوبست کرو۔ ڑا سنہری موقع ہے"—— آقا جمشید نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"انھیں گولی نہ مار دی جائے باس"—— جاوید نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے باقی تینوں ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"نہیں گرفتار کر لو۔ ان سے ان کے دوسرے ساتھیوں کا پتہ معلوم کیا سکتا ہے"—— آقا جمشید نے کہا۔

"بہتر سر ـــــ آپ یہاں انتظار کریں۔ ہم انھیں گرفتار کر لیتے" جاوید نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف گیا۔ اس کے تینوں ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور آقا جم کمرے میں اکیلا رہ گیا۔ اس کی آنکھوں میں درندے کی سی چمک ابھر آئی جیسے کئی وقت کی بھوک کے بعد شکار نظر آ گیا ہو۔ وہ بڑی بے چینی جاوید کی واپسی کا منتظر تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹ ایک بار پھر بج اٹھی اور آقا جمشید نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس آقا جمشید ـــــ" آقا جمشید نے کرخت لہجے میں کہا۔

"عدنان بیگ سپیکنگ ـــــ" دوسری طرف سے عدنان بیگ کی آواز سنائی دی۔

"یس باس میں آپ کے کہنے پر گلشن کالونی گیا تھا لیکن وہ لوگ پولیس کو چکمہ دے کر نکل گئے تھے۔ اور پولیس نے خالی کوٹھی تیا کر دی تھی ـــــ" آقا جمشید نے کہا۔

"ہاں مجھے رپورٹ مل گئی ہے اور مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ نے تبریز کالونی کی کسی کوٹھی پر چھاپہ مارا ہے۔ کیا ہوا اس چھاپے کا ـــــ" عدنان بیگ نے پوچھا۔

"ہاں سر ـــــ میں نے اپنے ذرائع سے ان کا کھوج لگایا تھا لیکن جب میں نے چھاپہ مارا تو کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ لوگ پہلے ہی نکل گئے تھے۔ اس لئے میں واپس لوٹ آیا ـــــ" آقا جمشید نے جواب

"تم نے اس کوٹھی کی نگرانی کا بندوبست کیا ـــــ" عدنان بیگ نے پوچھا۔

"نگرانی ـــــ اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ وہ تو نکل گئے اب ظاہر ہے دوبارہ اس کوٹھی میں وہ کہاں آتے ہیں ـــــ" آقا جمشید نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے کسی مقصد کے تحت کوٹھی سے گئے ہوں اور انھیں تمھارے چھاپے کا علم ہی نہ ہو اور وہ واپس آ جائیں ـــــ" عدنان نے جواب دیا۔

"ہاں یہ بھی ممکن ہے۔ اس کا تو مجھے خیال نہیں آیا۔ البتہ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ نوجوان عمران اور اس کا ایک حبشی ساتھی نئے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں میں نے جاوید کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ [illegible] گرفتار کرے۔ پھر ان سے ان کے ساتھیوں کا پتہ پوچھا جا سکتا ہے ـــــ" آقا جمشید نے جواب دیا۔

"تو کیا وہ گرفتار ہو گئے ـــــ" عدنان بیگ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی جاوید گیا ہوا ہے۔ واپس نہیں آیا ـــــ" آقا جمشید نے جواب دیا۔

"اوہ فوراً چیک کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ پھر غائب ہو جائیں ـــــ" عدنان بیگ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جاوید تیز تیز قدم اٹھاتا واپس کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا ہوا جاوید ـــــ" آقا جمشید نے چونک کر پوچھا۔

"وہ دونوں گرفتار کر لئے گئے ہیں باس۔ ہم نے انھیں اندر آنے دیا۔ پھر جیسے ہی وہ اندر آئے ہم نے انھیں گھیر لیا اور انھوں نے گھبرا کر ہاتھ اٹھا دیئے۔ اب وہ بلیو روم میں ہیں ـــــ" جاوید نے جواب دیا۔

"آپ سن رہے ہیں باس —— وہ دونوں گرفتار ہو چکے ہیں ——" آغا جمشید نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اب جذباتی نہ بن جانا۔ ان سے پہلے ان کے ساتھیوں کا پتہ معلوم کرو اور پھر انھیں گرفتار کر کے ہلاک کر دینا۔ پھر ان کا خاتمہ کرنا۔ ورنہ ان کی موت کے بعد ان کا پتہ نکالنا مشکل ہو جائے گا ——" عدنان بیگ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر باس ایسا ہی ہو گا ——" آغا جمشید نے جواب دیا۔

"نہیں۔ میں تمھاری عادت جانتا ہوں۔ تم نے ایک لمحے میں مشتعل ہو کر انھیں گولی مار دینی ہے۔ تم ایسا کرو کہ ان کی حفاظت کرو۔ میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں۔ میرے آنے تک انھیں ہر صورت زندہ رہنا چاہیے ——" عدنان بیگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اب میری موجودگی میں یہاں سے نہیں نکل سکتے۔ آپ آ جائیں ——" آغا جمشید نے جواب دیا۔

"میں آ رہا ہوں ——" عدنان بیگ نے جواب دیا اور آغا جمشید نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"جاوید عدنان صاحب کے آنے تک ان کی مکمل حفاظت کرو۔ میں عدنان بیگ کے ساتھ ان کے سامنے آؤں گا۔ ورنہ واقعی میں اپنا غصہ برداشت نہ کر سکوں گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ عدنان صاحب کے آنے سے قبل ہی میرے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جائیں ——" آغا جمشید نے کہا۔

"بہتر باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ اب پوری طرح ہمارے قابو میں

یں۔ اب تو ان کی لاشیں ہی باہر جا سکتی ہیں ——" جاوید نے جواب دیا۔

"اور سنو۔ ایسا کرو دو ہوشیار قسم کے راؤنڈ ہیڈز کو فوری طور پر کالونی کی کوٹھی نمبر ننانوے لے بھیج دو۔ وہ اس کوٹھی کی نگرانی کریں۔ سکتا ہے ان کے ساتھی واقعی وہاں آئیں تو ہم ان کا خاتمہ بھی کر سکیں۔" جمشید نے کہا۔

"بہتر باس —— میں بھیج دیتا ہوں ——" جاوید نے سر ہلاتے ئے جواب دیا۔

"اور جیسے ہی عدنان صاحب پہنچیں مجھے اطلاع کرو۔ اب مجھ پر ایک ایک ہ گراں گزر رہا ہے ——" آغا جمشید نے بے چینی کے انداز میں مٹھیاں ینچتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عدنان کی وجہ سے اپنے آپ پر جبر کیے ہوئے تھا۔ ورنہ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ جاتے ہی ان دونوں کی بوٹیاں ڑا دے۔

عمران آغا جمشید کی کاروں کا تعاقب کرتا ہوا اتاترک روڈ پر پہنچا تو آگے جانے والی کاریں سائیڈ روڈ پر مڑیں اور پھر ایک دو منزلہ عمارت کے گیٹ میں داخل ہوتی چلی گئیں۔ اس عمارت پر کسی قسم کا کوئی بورڈ موجود نہ تھا۔ اس کی سائیڈ میں ایک تپلی سی گلی جا رہی تھی۔ عمران نے کار ایک طرف کر کے روک دی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ جوانا بھی نیچے اتر آیا۔

"یہ عمارت بھی راؤنڈ میٹنگ کی ہے اور دس راؤنڈ ہیڈز تو ہمارے سامنے اندر گئے ہیں اور پتہ نہیں اندر کتنے ہوں گے —" عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پھر کیا ہوا ماسٹر۔ جوانا کو کون روک سکتا ہے۔ کسی کی جرأت ہے کہ جوانا کے سامنے آنے کے بعد دوسرا سانس بھی لے سکے —" جوانا نے بڑے بے نیازانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ عمران اس کی آنکھوں میں بڑے عرصے بعد وحشیانہ چمک دیکھ رہا تھا۔

وہ چمک جو عمران سے ٹکراتے وقت جوانا کی آنکھوں میں موجود تھی اور جسے عمران نے بعد میں بڑی مشکل سے کنٹرول کیا تھا۔ کیونکہ جوانا تو زبان ہلانے کی بجائے ہاتھ چلانے کو ہمیشہ ترجیح دیتا چلا آیا تھا۔

"نہیں میں تمہیں اکیلا اندر نہیں بھیج سکتا۔ یہ شیروں کی کچھار ہے۔ میں خود بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا —" عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ماسٹر آپ میری طرف سے بے فکر رہیں۔ میں ایسے لوگوں کو مکھیوں سے زیادہ اہمیت نہیں دیا کرتا۔ آپ کو آغا جمشید کی لاش چاہیئے۔ آپ یہاں ٹھہریں میں آغا جمشید کی لاش کو کتے کی طرح گھسیٹ کر آپ کے قدموں میں لا ڈالوں گا —" جوانا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"میں نے جو کہہ دیا ہے اسے فائنل سمجھو۔ البتہ میں تمہیں موقع ضرور دوں گا۔ تاکہ تم اپنے دل کی حسرتیں نکال لو —" عمران نے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی ماسٹر۔ میں تو آپ کا غلام ہوں ماسٹر —" جوانا نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"غلام نہیں جوانا۔ آئندہ یہ لفظ منہ سے نہ نکالنا۔ تم جوانا ہو۔ صرف جوانا اور جوان کبھی کسی کے غلام نہیں ہوتے سمجھے —" عمران نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"تھینک یو ماسٹر —" جوانا نے مسرت سے سینہ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"آؤ پھر آج میں دیکھوں کہ جوانا کے بازوؤں میں کتنا بل ہے۔ پہلے میرا پروگرام تھا کہ میں جولیا کو فون کر کے بتا دوں کہ ہم اس عمارت میں گھس رہے ہیں۔ تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہو جائے تو وہ سنبھال لیں۔ لیکن اب میں نے فیصلہ بدل دیا ہے۔

"جہاں جوانا موجود ہو۔ وہاں کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے ——" عمران نے مسکرا کر کہا اور جوانا کا چٹان جیسا سینہ اور زیادہ پھولتا چلا گیا۔

"ماسٹر آپ کی وجہ سے میرے بازو بندھ گئے ہیں اور سچانے کیوں خون کی پیاس بجھ سی گئی ہے۔ ورنہ جوانا جب تک روزانہ کسی ایک انسان کی گردن نہ توڑ دیتا تو اس کا خون ابلتا رہتا تھا۔ بہرحال آج میں کسر پوری کر لوں گا ——" جوانا نے جواب دیا۔

"اچھا اب میری بات کان کھول کر سن لو۔ اندر داخل ہوتے ہی مار دھاڑ نہ شروع کر دینا ——" ہمارا اصل ٹارگٹ آغا جمشید ہے۔ باقی لوگ ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ہمیں پہلے آغا جمشید نہ ملا تو ہم اپنے آپ کو سرنگوں کر دیں گے تاکہ آغا جمشید سامنے آسکے۔ جب آغا جمشید سامنے آجائے گا تو میں تمہیں اشارہ کر دوں گا اور پھر تم ایکشن میں آجانا۔" عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس اگر انہوں نے ہمیں بے ہوش کر دیا اور بے ہوشی کے دوران ہی گولی مار دی گئی تو ——" جوانا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اسے شاید عمران کا پروگرام پسند نہیں آیا تھا۔

"تو مر جانا۔ ارے پچھلے چھ ماہ سے تمہیں فرضی بے ہوش ہونے کی جو پریکٹس کرا رہا ہوں۔ وہ کب کام آئے گی۔ اتنے بڑے پھیپھڑے ہیں تمہارے پورے ہاتھی جیسے اور پھر بھی تم سانس نہیں روک سکتے ——" عمران نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے باس۔ اس طرف تو میرا خیال ہی نہ گیا تھا۔ ٹھیک ہے میں سمجھ گیا ہوں ——" جوانا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو آؤ ——" عمران نے کہا اور پھر جوانا کو ہمراہ لئے وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا اس تیلی سی گلی میں گھستا چلا گیا۔ یہ گلی آگے جا کر عمارت کی پشت کی طرف مڑ کر بند ہو گئی تھی۔ اس طرف عمارت کا عقبی دروازہ تھا۔ عمران نے دروازے کو آہستہ سے دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران جوانا کو اشارہ کرتے ہوئے آہستہ سے اندر داخل ہوا۔ دروازے کے دوسری طرف ایک وسیع و عریض سا صحن تھا جس میں سائیڈ کے رخ بڑے بڑے گیراج بنے ہوئے تھے۔ جبکہ سامنے ایک چوڑا سا برآمدہ تھا جس کے پیچھے تین دروازے تھے اور وہ تینوں دروازے بند تھے۔ عمران اور جوانا آہستہ سے اس برآمدے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر جیسے ہی برآمدے میں پہنچے اچانک برآمدے کی سائیڈوں اور سامنے کے تین دروازے ایک دھماکے سے کھلے اور پھر چھ کے قریب راؤنڈ ہیڈز ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے ان کے سامنے اور ارد گرد پہنچ گئے۔

"خبردار ہاتھ اٹھا دو ——" ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران نے چھ مشین گنوں کو اپنے ارد گرد تنے ہوئے دیکھ کر ایک طویل سانس لیا اور دونوں ہاتھ ایک جھٹکے سے اونچے کئے اور ساتھ ہی جوانا کو مڑ کر آنکھ مار دی۔ جوانا کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ لیکن عمران کے آنکھ مارتے ہی وہ معمول پر آتا چلا گیا۔ اگر عمران اسے بروقت نہ روکتا تو شاید جوانا عمران کی ساری نصیحتیں بھول کر ان بارہ راؤنڈ ہیڈز سے بھی ٹکرا جاتا۔ اور عمران کی پیروی میں جوانا نے بھی ہاتھ اٹھا لئے۔

"اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لو ——" اسی راؤنڈ ہیڈ نے کرخت لہجے میں کہا اور عمران اور جوانا نے اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لئے۔

"ان کی تلاشی لو ——" حکم دینے والے نے اپنے دو ساتھیوں سے کہا اور پھر راؤنڈ ہیڈز نے پشت پر مڑ کر ان کی تیزی اور پھرتی سے تلاشی لی اور ان دونوں کی جیبوں میں موجود ریوالور باہر نکال لئے۔ عمران تو اطمینان سے کھڑا رہا۔ البتہ جوانا نے اپنے آپ کو بڑی مشکل سے کنٹرول کیا ورنہ وہ ایک لمحے میں تلاشی لینے والے کو اٹھا کر ان پر پھینک دیتا۔

"بس ایک ایک ریوالور ہے باس ——" تلاشی لینے والے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سنو۔ اگر تم اپنی زندگی کے کچھ لمحے مزید بڑھانا چاہتے ہو تو کوئی غلط حرکت نہ کرنا ——" انچارج نے عمران اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کتنا مزید کچھ عرصہ تو بتا دو ہمارے بھائی ——" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ورنہ ڈھیر کر دوں گا۔" انچارج نے اسے بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔

"بھئی زندگی تو بکواس نہیں ہوتی بڑی پیاری سی چیز ہے ——" عمران نے جواب دیا۔

"میں کہتا ہوں خاموش رہو ——" اس انچارج نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور تم بھی خاموش رہو گے۔ ماسٹر سے منہ بڑھا کر کے بات کرنے والے دوسرا سانس نہیں لیا کرتے ——" اچانک جوانا پھٹ پڑا۔ اس کا لہجہ اتنا بگڑا ہوا تھا کہ انچارج حیران ہو کر دیکھنے لگا۔

"اوہ ٹھیک ہے میں دیکھوں گا کہ تمہارے جسم میں کتنے گتوں کی

طاقت ہے۔ کاش میں باس کی وجہ سے مجبور نہ ہوتا ——" انچارج نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

"اور میں بھی باس کی وجہ سے ہی مجبور ہوں ورنہ تم جیسے لوگ تو جوانا کے قدموں کی خاک چاٹتے زندگی گزار دیتے ہیں ——" جوانا نے اس سے بھی زیادہ بگڑے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"آگے بڑھو۔ باس آ جائے تو پھر دیکھوں گا۔ تمہاری زبان کتنی چلتی ہے ——" انچارج نے کرخت اور جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسے اچھے بچے لڑا نہیں کرتے ——" عمران نے بزرگوں کی اب ان دونوں کو پچکارتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں راؤنڈ ہیڈز کے گھیرے میں چلتے ہوئے مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد سیڑھیاں اتر کر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں تشدد کے آلات دیواروں کے ساتھ نصب فٹ تھے۔ درمیان میں لوہے کی دو کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف نظر آ رہا تھا۔

"ان کرسیوں پر بیٹھ جاؤ ——" انچارج نے تیز لہجے میں عمران اور انا سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھ گیا۔ جوانا کا چہرہ ابھی تک بگڑا ہوا تھا لیکن عمران کی سے وہ بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ان کرسیوں کی پشت پر پہلے سے ہی نڈ ہیڈز موجود تھے۔ ان دونوں کے بیٹھتے ہی انھوں نے کرسی پچھلے پائے پر ٹھوکر ماری تو لوہے کے کڑے کرسی کے ایک بازو سے وسرے بازو میں گھستے چلے گئے۔ اور اس طرح وہ دونوں ان کرسیوں

میں جکڑے گئے۔ کرسیوں کے پائے زمین میں گڑے ہوئے تھے۔

"واہ بہت اچھی اور آرام دہ کرسیاں ہیں —" عمران نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کرسیوں کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے کہا۔

"یہی کرسیاں تمہاری قبریں بنیں گی۔ گھبراؤ نہیں —" انچارج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو وفن کا مسئلہ تو حل ہوا۔ کفن تو دو گے یا اس کی بھی چھٹی —" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ان دونوں کا خیال رکھنا۔ اگر یہ کوئی حرکت کریں تو بلا تامل گولیوں سے بھون ڈالنا۔ میں باس کو اطلاع دے دوں —" انچارج نے کمرے میں موجود پانچوں راؤنڈ ہیڈز سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تمہارا باس آقا جمشید ہے یا عدنان بیگ —" عمران نے انچارج کے جاتے ہی سامنے کھڑے ہوئے راؤنڈ ہیڈز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاموش رہو —" ایک راؤنڈ ہیڈ نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"یار میرے بولنے پر تمہاری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ کیا گرمی لگتی ہے" عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش نہیں رہ سکتے —" اس راؤنڈ ہیڈ نے بڑے غصیلے انداز میں کہا اور وہ اس طرح دو قدم آگے بڑھا جیسے مشین گن کا بٹ عمران کے سر پر ملنا چاہتا ہو۔ لیکن پھر وہ خود ہی رک گیا اور دانت پیستا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ اگر چاہتا تو اسے مزید غصہ دلا کر اپنے قریب بلا سکتا تھا۔ لیکن اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اتا

ے آنے تک چھیڑ چھاڑ نہ کی جائے۔ ا اس نے کرسی کی پشت پر

"تم ان کرسیوں کی تکنیک جانتے ہو جوانا" وار خالی چلا گیا۔ اسی لمحے نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے جوانا سے مڑ کر کہ بالیوں پر بڑے اور قبائلیوں کی مخصوص زبان بولی تھی۔ یہ زبان جوزف نے زبر ی تھی۔ کیونکہ جوزف کا اصرار تھا کہ ہر افریقی نسل کے باشندے کو یہ مقدس زبان آنی چاہیے۔

"ہاں میں جانتا ہوں۔ اس کے پچھلے پائے میں ٹھوکر ماری جاتی ہے —" جوانا نے اسی زبان میں جواب دیا۔

"نہیں وہ میکنزم تو پائے کی پچھلی طرف ہوتا ہے۔ وہاں تو تمہارا پاؤں پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اس کا ایک اور سسٹم بھی ہوتا ہے۔ کرسی کی پشت کو زور سے دبا کر اگلے دونوں پایوں کے جوڑ میں بیک وقت ٹھوکر مارو تو یہ جکڑ بند ختم ہو جائیں گے —" عمران نے اسی زبان میں اسے بتلاتے ہوئے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم کون سی زبان میں بات کر رہے ہو۔ خاموش رہو —" اسی راؤنڈ ہیڈ نے عمران کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

"ارے میں تو اپنے ساتھی کو لوری سنا رہا ہوں تاکہ اسے مرنے میں آسانی ہو سکے —" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم خاموش رہو۔ ورنہ اس بار میں گولی چلا دوں گا —" اس راؤنڈ ہیڈ نے غراتے ہوئے کہا۔ عمران مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

"تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا اور پھر آقا جمشید۔ عدنان بیگ ن وہ انچارج جو پہلے گیا تھا۔ اندر داخل ہوئے۔ وہ تینوں تیز تیز قدم

مگر جوانا تیزی سے پیچھے کی طرف ہو گیا۔ اس نے کرسی کی پشت پر اپنے جسم کا پورا زور لگا دیا تھا۔ آقا جمشید کا وار خالی چلا گیا۔ اسی لمحے جوانا کے دونوں پیر پوری قوت سے کرسی کے پایوں پر پڑے اور کھٹاک کی تیز آواز سے بازوؤں سے نکلنے والے راڈ دوبارہ اپنی جگہوں پر واپس چلے گئے اور جوانا اچھل کر آقا جمشید پر جا گرا۔ وہ آقا جمشید کو گھسیٹتا ہوا پچھلی دیوار تک چلا گیا۔

کمرے میں موجود راؤنڈ ہیڈز نے بڑی پھرتی سے اپنی سٹین گنیں سیدھی کرنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران بھی کرسی کی گرفت سے آزاد ہو کر جیرت سے بت بنے کھڑے عدنان پر جا پڑا۔ اور پھر عدنان اس کے سینے سے جکڑا ہوا اس کے سامنے آ گیا۔

"خبردار ——— اگر کسی نے جوانا پر گولی چلائی تو میں تمہارے باس کی گردن مروڑ دوں گا ———" عمران نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے عدنان بیگ کی گردن کو پوری قوت سے لپٹے ہوئے بازو کو زور سے جھٹکا دیا اور عدنان بیگ کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی مگر عدنان بیگ نے بڑی پھرتی سے اپنے جسم کو آگے کی طرف جھکایا وہ عمران کو سر کے اوپر سے آگے پلٹ دینا چاہتا تھا۔ مگر اسی لمحے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی کمر میں پوری قوت سے گھٹنا مار کر اسے قریبی انچارج راؤنڈ ہیڈ پر اچھال دیا۔ جیسے ہی وہ دونوں ٹکرائے۔ راؤنڈ ہیڈ کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن عمران کے ہاتھوں میں منتقل ہو گئی۔ اسی لمحے آقا جمشید کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر سر کے بل فرش پر گرا۔ جوانا نے اسے گھٹنے کے زور سے اچھال دیا تھا لیکن عمران

میں جکڑے گئے۔ کرسیوں رسے ہو گئے۔ عدنان بیگ عمران کے بالکل

"واہ بہت اچھی او ستی کے ساتھ آقا جمشید کھڑا ہوا تھا اور وہ انچارج بڑے تحسین آمیز ین ہاتھ پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"تمہارا نام عمران ہے ———" عدنان بیگ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عدنان اور عمران دونوں ہم قافیہ ہیں۔ کم از کم اس حد تک تو ہم ایک ہیں" عمران نے دوسرے زاویے سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا جولیا فائٹ گروپ سے کیا تعلق ہے ———" عدنان بیگ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"فائٹ گروپ۔ ارے باپ رے۔ میرا بھلا عورتوں کی فائٹ سے کیا تعلق۔ مجھے تو بڑا ڈر لگتا ہے ان عورتوں کی فائٹ سے۔ جب میری ممی ڈیڈی سے لڑتی ہیں تو میں ہمیشہ ڈر کر گھر سے باہر بھاگ جایا کرتا تھا ———" عمران نے بڑے خوفزدہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس یہ ایسے ہی بکواس کرتا رہے گا۔ آپ مجھے اجازت دیں پھر دیکھیں کیسے طوطے کی طرح بولتا ہے ———" آقا جمشید نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"باس کے ساتھ احترام سے بات کرو سمجھے۔ ورنہ آنتیں باہر نکال دوں گا ———" اچانک جوانا نے غراتے ہوئے کہا اور جوانا کا یہ فقرہ آقا جمشید اور عدنان بیگ پر ایٹم بم کی طرح گرا۔ آقا جمشید غصے سے اس بری طرح دھاڑا کہ کمرہ کافی دیر تک گونجتا رہا۔

"اوہ تمہاری یہ جرات کہ تم ......" آقا جمشید نے اچھل کر پوری قوت سے جوانا کو تھپڑ مارنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

نے اس طرف توجہ نہ دی۔ بلکہ اسٹین گن ہاتھوں میں آتے ہی اس نے ٹریگر دبانے میں ایک لمحے کا بھی توقف نہ کیا اور راؤنڈ ہیڈز جو عدنان کو اس طرح اچھلتے اور ٹکراتے دیکھ کر سنبھل بھی نہ سکے تھے اسٹین گن کی ریٹ ٹیٹ کا شکار ہو گئے۔ عدنان بیگ اور انچارج جیسے ہی اچھل کر سیدھے ہوئے عمران کی اسٹین گن دوسرے راؤنڈ ہیڈز سے فارغ ہو چکی تھی۔ اور اسی لمحے انچارج اور عدنان بیگ نے دو مختلف سمتوں میں چھلانگیں لگائیں۔ عدنان بیگ نے تو دروازے کی طرف جبکہ انچارج نے عمران کی طرف۔ عمران نے بڑی پھرتی سے سٹین گن کا رُخ عدنان بیگ کی طرف کیا اور ساتھ ہی اس نے اچھل کر اپنا گھٹنا موڑ کر آگے کر دیا اور پھر اس کا گھٹنا اس انچارج کے سینے پر اور اس کی انگلی ٹریگر پر بیک وقت لگیں اور عدنان بیگ دروازے سے چند قدموں کے فاصلے پر ہی منہ کے بل فرش پر گرا اور پھڑکنے لگا۔ گولیوں نے اس کی کمر میں مکھیوں کا چھتہ بنا دیا تھا۔ وہ چند لمحے ہی تڑپ سکا۔ انچارج گھٹنے کی ضرب کھا کر جیسے ہی پشت کے بل پیچھے کو ہوا۔ عمران کی ریٹ ٹیٹ کرتی ہوئی سٹین گن تیزی سے اس کے جسم کی طرف گھوم گئی اور وہ لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش پر جا گرا۔ گولیاں اس کے پیٹ کے نچلے حصے میں گھستی چلی گئیں۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ دس سیکنڈ میں کمرے میں موجود تمام راؤنڈ ہیڈز عدنان سمیت اس جہانِ فانی سے کوچ کر چکے تھے۔ عمران نے ان کے مرتے ہی تیزی سے چھلانگ لگائی اور پھر وہ تیر کی طرح اڑتا ہوا کمرے کے دروازے پر جا پہنچا۔ دروازے کو اندر سے چٹخنی نہ لگی ہوئی تھی اور اسے خطرہ تھا کہ کہیں کوئی راؤنڈ ہیڈ اندر نہ آ جائے۔ اور اس نے بڑی پھرتی سے چٹخنی چڑھا دی اور پھر مڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ آقا جمشید اور جوانا ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ ان دونوں کے چہروں سے خون بہہ رہا تھا۔ جوانا کے بازو کا تھوڑا سا حصہ پھٹ چکا تھا جبکہ آقا جمشید کی قمیض پسینوں سے بھیگی ہوئی تھی۔ دونوں کے چہرے غصے اور جھنجھلاہٹ سے بُری طرح بگڑے ہوئے تھے۔

"ارے جوانا اس کے ہاتھ پیر ابھی تک سلامت ہیں ——" عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے زور سے کہا۔

"ماسٹر میں آپ کے حکم کے انتظار میں تھا ——" جوانا نے جواب دیا۔

اسی لمحے آقا جمشید نے انتہائی پھرتی سے جوانا پر جوجٹسو کا خوف ناک وار کیا۔ اس کا دایاں بازو بجلی کی تیزی سے جوانا کے بائیں پہلو سے رگڑ کھاتا ہوا نکلا اور اس کا بایاں گھٹنا پوری قوت سے جوانا کے زیرِ ناف ٹکرایا جوانا بُری طرح ڈکراتا ہوا چند قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کے انداز میں لڑکھڑاہٹ تھی اور آقا جمشید نے اس کے پیچھے ہٹتے ہی انتہائی مہارت سے اُلٹی قلابازی لگا کر دونوں لاتیں جوڑ کر جوانا کی ٹھوڑی کے نیچے ماریں اور جوانا اچھل کر پشت کے بل فرش پر گر پڑا۔ عمران آقا جمشید کی ذہانت اور مہارت پر دل ہی دل میں داد دینے لگا۔ وہ واقعی ایک خوف ناک اور ماہر لڑاکا ثابت ہو رہا تھا۔ ورنہ جوانا اس طرح آسانی سے گرنے والوں میں سے نہ تھا۔

آقا جمشید قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے اُلٹی قلابازی کھا کر اس کی دونوں ٹانگیں عین اُسی جگہ پہنچیں جہاں جوانا کا پیٹ تھا۔ لیکن جوانا نیچے گرتے ہی انتہائی تیزی سے کروٹ بدل گیا تھا اگر اُسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی اور آقا جمشید کا یہ داؤ کامیاب

ہو جاتا تو جوانا کی آنتیں یقیناً اس کے پیٹ سے باہر آجاتیں۔ کیونکہ دوبارہ قلابازی کھاتے ہی وہ بجلی کی تیزی سے گھوما تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ جیسے ہی اس کے پیر جوانا کے پیٹ پر پڑتے وہ گھوم جاتا نتیجہ یہ کہ تیزی سے گھومنے سے جوانا کا پیٹ پھٹ جاتا۔ لیکن جوانا کے بجلی کی سی تیزی سے ہٹ جانے کی وجہ سے اس کے پیر فرش پر لگے اور پھر جیسے ہی وہ گھوما جوانا کی لات نیم دائرے کی صورت میں گھومتی ہوئی اس کی پشت سے ٹکرائی اور آقا جمشید چیختا ہوا اچھل کر سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنے چہرے کو دیوار سے ٹکرانے سے بچالیا تھا۔ لیکن دیوار سے ٹکراتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا تھا۔ اتنے لمحات کا وقفہ جوانا کے لئے کافی تھا۔ وہ دوبارہ اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ اس کی ٹھوڑی کے نیچے گردن تک زخم کا نشان واضح نظر آرہا تھا۔

"تم گر بھی سکتے ہو جوانا۔ چچ چچ۔ جوانا گر جائے تو پھر وہ جوانا نہیں زنانہ بن جاتا ہے ـــــــ" عمران نے بڑے کٹیلے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ یو ماسٹر ـــــــ" اچانک جوانا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی وہ عمران پر ہی الٹ پڑا تھا اور عمران مسکرا کر رہ گیا۔ وہ جوانا کی ذہنی کیفیت کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ وہ اس وقت غصے کے اس عروج پر ہے کہ عمران کا احترام بھی اس کے ذہن سے نکل گیا تھا اور دوسرے لمحے اس نے آقا جمشید پر چھلانگ لگا دی۔ آقا جمشید پھرتی سے دائیں طرف ہٹا لیکن جوانا فضا میں ہی گھوم گیا اور پھر اتنے زور سے آقا جمشید سے ٹکرایا کہ دھماکے کی زوردار آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ ساتھ ہی آقا جمشید کے

لق سے ایک چیخ نکل گئی۔ جوانا نے پوری قوت سے اس کے ناک پر ٹکر ری۔ آقا جمشید نے ٹکر کھاتے ہی دونوں ہاتھ تیزی سے اٹھا کر جوانا کی سلیوں پر پوری قوت سے مارے اور جوانا کے حلق سے غراہٹ سی نکلی۔ ھ اس کے ساتھ ہی اس کا جسم تیزی سے نیچے کو جھکا جیسے وہ ضرب ر گر رہا ہو اور آقا جمشید جوانا کے اس عیارانہ داؤ سے مار کھا گیا۔ اسے یچے گرتے دیکھ کر وہ اس کے سر پر دو ہتھڑ مارنے کے لئے ذرا سا جھکا ہ جوانا نے یک لخت اسے اپنے پیچھے پلٹ دیا اور پھر جیسے ہی آقا جمشید جسم فرش سے لگا۔ جوانا ـــ پوری قوت سے اچھلا اور آقا جمشید کی دونوں ٹانگیں جو نیچے گرنے کی وجہ سے اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں جوانا کے دونوں ہاتھوں میں آئیں اور جوانا اس کی دونوں ٹانگوں پر اپنے پورے م کا بوجھ ڈالتا ہوا اس کے سر کے اوپر جا گرا۔ اور آقا جمشید کے حلق سے دناک چیخیں نکلنے لگیں۔ اس نے تڑپ کر اپنے نچلے جسم کو پیچھے کی ف سمیٹنا چاہا کہ اس خوفناک داؤ سے نکل جائے لیکن جوانا کا جسم ا بھاری تھا کہ اس کا نچلا حصہ ہل نہ سکا اور کھٹاک کی زوردار آواز کے ھ ہی آقا جمشید کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے ٹوٹتے چلے گئے۔ اور آقا جمشید وانا کے جسم کے نیچے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ کھٹاک ک کی آوازیں نکلتے ہی جوانا تیزی سے اچھلا اور اس نے اس کی دونوں نگیں چھوڑ کر اس کے پیٹ کے اوپر دونوں گھٹنے جوڑ کر زوردار ضرب ئی اور آقا جمشید کے حلق سے آخری چیخ غراہٹ کی آواز کے ساتھ د ہوئی اور اس کا جسم ساکت ہوتا چلا گیا۔ جوانا ایک بار پھر اچھلنے لگا۔

ٹھہرو ـــــ" اچانک عمران کی غراہٹ گونجی اور جوانا یک لخت ٹھٹھک گیا۔

"یا یہ مر چکا ہے یا بے ہوش ہے اور ایسی صورت میں تمھاری باقی اچھل کود بیکار ہے ـــــ" عمران نے آگے بڑھتے ہوئے غرا کر کہا۔

"اتنی جلدی نہیں۔ اس کُتے میں خاصا دم ہے ـــــ" جوانا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"دم نہیں رہا۔ اب صرف دُم رہ گئی ہے ہٹو ـــــ" عمران نے ہاتھ سے جوانا کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آقا جمشید پر جھک گیا۔ آقا جمشید کا سانس ابھی تک جاری تھا۔ واقعی اس میں کُتے کی سی جان تھی ورنہ عام حالات میں اس قدر خوف ناک ضربات کے بعد کسی کے زندہ رہنے کا ایک فیصد بھی امکان باقی نہیں رہتا۔

"یہ ابھی زندہ ہے اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو ـــــ" عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے جوانا سے کہا۔

"ماسٹر۔ آئی ایم سوری۔ اس وقت غصے میں میرے منہ سے آپ کے لئے" جوانا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ شاید اب اُسے خیال آیا تھا کہ وہ غصے کی شدت میں عمران سے گستاخی کر بیٹھا تھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ـــــ" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور جوانا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جُھک کر نیچے پڑے ہوئے آقا جمشید کو اٹھایا اور اُسے گھسیٹ کر اُسی کرسی پر بٹھا دیا جس پر چند لمحے وہ پہلے خود ہی بیٹھا ہوا تھا۔

عمران نے آگے بڑھ کر اس کے پائے پر ٹھوکر ماری اور آقا جمشید کے سینے کے گرد لوہے کے راڈ گھومتے چلے گئے۔ آقا جمشید کا جسم ایک طرف لڑھکا ہوا تھا اور گردن نیچے کی طرف لٹکی ہوئی تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا دستہ زور سے آقا جمشید کے گال پر مارا اور پہلی ہی ضرب اتنی زوردار تھی کہ آقا جمشید کا اوپر والا جسم اکڑتا چلا گیا اور دوسرے لمحے اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اس کا نچلا جسم بالکل مفلوج ہو چکا تھا۔

"اس عمارت میں اور کتنے راونڈ ہیڈز موجود ہیں ـــــ" عمران نے سٹین گن کی نال اس کی شہ رگ پر رکھ کر زور سے دباتے ہوئے پوچھا۔

"پ پ۔ پندرہ ـــــ" آقا جمشید کے حلق سے غرغراہٹ کی سی آواز نکلی البتہ جواب بھی اسی غرغراہٹ میں شامل تھا۔

"دارالحکومت میں کل کتنے راونڈ ہیڈز ہیں ـــــ" عمران نے ایک بار پھر پوچھا۔

"دو سو تھے۔ ایک سو مر چکے ہیں ـــــ" آقا جمشید نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں شدید تکلیف کے آثار موجود تھے۔ شاید ریڑھ کی ہڈی کے مہرے ٹوٹنے اور پیٹ پر پڑنے والی ضرب کے ساتھ عمران کی خوف ناک غراہٹ کے سامنے ہمت ہار بیٹھا تھا کہ وہ سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا لیکن دوسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے اس کے لہجے میں پہلے جیسی گھبراہٹ موجود نہ تھی۔ اب وہ اپنے بگڑے ہوئے اوسان پر قابو پاتا جا رہا تھا۔

"ان سب کو ایک جگہ جمع کرنے کا کیا طریقہ ہے ـــــ" عمران نے پوچھا۔

"فائنل کال۔ ٹرانسمیٹر پر فائنل کال ـــــ" آقا جمشید نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"تفصیل بتاؤ ۔۔۔۔۔" عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں پوچھا۔

"سامنے الماری میں ہائی رینج ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ اس پر فائنل فریکوینسی سیٹ ہے۔ اسے آن کر کے جب میں فائنل کال کہوں گا اور ساتھ ہی جگہ بھی بتاؤں گا تو یہ کال ہر راونڈ ہیڈ کی کلائی میں موجود ٹرانسمیٹر پر سنی جائے گی اور فائنل کال کا کوڈ ورڈ سنتے ہی سب اس جگہ کی طرف دوڑ پڑیں گے ۔۔۔۔۔" آقا جمشید نے کراہتے ہوئے اور ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔ اب اس کی آواز آہستہ ہوتی جا رہی تھی جیسے وہ دوبارہ بے ہوش ہوتا جا رہا ہو۔ عمران چند لمحے اس کی حالت دیکھتا رہا اور پھر کندھے جھٹکتے ہوئے تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھ گیا جس کے متعلق آقا جمشید نے بتایا تھا۔ اس نے الماری کھولی تو واقعی اس کے ایک خانے میں نئی قسم کا ہائی رینج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ عمران بغور ٹرانسمیٹر کو دیکھتا رہا۔ ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوینسی جنرل سی سیٹ تھی۔ جوانا بھی اب عمران کے قریب آکھڑا ہوا تھا۔ وہ شاید اس نئی قسم کے ٹرانسمیٹر کو دیکھنا چاہتا تھا۔ عمران نے چند لمحے بغور ٹرانسمیٹر کو دیکھتے ہوئے اس کا بٹن آن کر دیا تو ٹرانسمیٹر کے کونے میں بلب روشن ہو گیا اور ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز نکلنے لگی۔ دوسرے لمحے بلب سبز ہو گیا اور عمران نے مائیک کا بٹن آن کر کے کہا۔

"ہیلو آقا جمشید کالنگ الوری راونڈ ہیڈز۔ فائنل کال اوور ۔۔۔۔۔" عمران کا لہجہ بالکل آقا جمشید سے ملتا تھا۔ لیکن جیسے ہی اس نے فائنل کال کا لفظ کہہ کر اوور کہا ٹرانسمیٹر سے کھٹاک کی تیز آواز ابھری اور الماری

ے سامنے والے فرش کا ایک خاصا بڑا حصہ یک لخت ہٹ گیا عمران
ے پھرتی سے الماری کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن فرش اس قدر
رتا سے ہٹا تھا کہ عمران کی کوشش ناکام ہو گئی اور وہ ایک جھٹکے سے
کے بل نیچے گہرائی میں گرتا چلا گیا۔ جوانا کا بھی یہی حشر ہوا تھا اور وہ
عمران کے ساتھ نیچے ہی گر گیا۔ فرش دوسرے لمحے ہی برابر ہو گیا۔
ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے آقا جمشید نے
ھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر ایک تلخ سی مسکراہٹ ابھری
نے دانستہ عمران اور جوانا کو اس جال میں پھنسایا تھا۔ یہ آخری حربہ تھا اور
نے آخری حربہ بڑی کامیابی اور اداکاری سے استعمال کیا تھا عمران
با شخص یہاں دھوکہ کھا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ فائنل کال کے الفاظ اس
نسمیٹر کے پیچھے لگے ہوئے خودکار کمپیوٹر کو آن کر دیں گے اور وہ
تہہ خانے میں جا گریں گے اور اس کے ساتھ کمپیوٹر ہیڈ کوارٹر خطرے
ے کا الارم بجانے لگا۔ یہی ہوا چند لمحوں بعد ہی کمرے کا دروازہ دھکیلا
نے لگا۔ اور پھر چند لمحوں بعد کمرے کی ایک دیوار تیزی سے ہٹتی چلی
ور پھر اس کے قریب راونڈ ہیڈز ریلین گن اٹھائے تیزی سے اندر
ل ہوئے۔ وہ اندر کی صورت حال دیکھتے ہی بری طرح ٹھٹھک گئے
ونکہ اندر ان کے ساتھی مرے پڑے تھے اور آقا جمشید کرسی پر بندھا پڑا تھا۔
"الو کے پٹھو جلدی کرو۔ مجھے جلدی ڈاکٹر رانسن کے پاس لے
د میری ریڑھ کی ہڈی کے مہرے ہٹ گئے ہیں ۔۔۔۔۔" آقا جمشید
تیز لہجے میں کہا۔ اور راونڈ ہیڈز چونک کر آقا جمشید کی کرسی کی طرف
ھے اور پھر انھوں نے کرسی کے پچھلے پائے پر ٹھوکر مار کر آقا جمشید

کو آزاد کیا۔ دوسرے لمحے ایک قوی ہیکل راؤنڈ ہیڈ نے آغا جمشید کا کاندھے پر اٹھایا اور تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے چٹخنی کھولی اور اسے لئے ہوئے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ آغاجم جو نجانے کس طرح اپنے آپ کو ہوش میں رکھے ہوئے تھا۔ محفوظ ہاتھ میں پہنچتے ہی بے ہوش ہو چکا تھا۔

عمران اور جوانا کے جانے کے بعد جوزف نے ان سب کو عمران کا پیغام دیا اور وہ سب واپس کوٹھی میں آ گئے۔ کوٹھی کی حالت خاصی خستہ کر دی گئی تھی۔ ہر طرف بموں کے ٹکڑے اور گولیاں جابجا بکھری ہوئی تھیں۔ کوٹھی کے کئی کمروں کی دیواریں ٹوٹ چکی تھیں۔ کمروں م موجود فرنیچر تباہ ہو چکا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہاں دانستہ تباہی مچ گئی ہو۔

”اب یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں ہو سکتا ہے پولیس!

د دوڑے۔ اس لیے میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے“
یا نے کوٹھی کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

”لیکن اب جائیں گے کہاں۔ کوئی ٹھکانہ بھی تو نہیں ہے ——“
در نے کہا۔

”یہاں سے تو نکلو۔ میں اسی نمبر پر دوبارہ بات کرتی ہوں جس پر بات
لے ہمیں پہلے ٹھکانہ ملا تھا ——“ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور
ر ہلاتے ہوئے سب تیزی سے کوٹھی کے عقبی دروازے سے باہر
چلے گئے۔ اب وہ ایک بار پھر علیحدہ علیحدہ ہو کر چل رہے تھے۔ جولیا
قدم اٹھاتی سڑک پر آئی اور پھر ایک پبلک فون بوتھ کے قریب پہنچ
، چند لمحوں بعد جب بوتھ خالی ہو گیا تو جولیا اندر داخل ہوئی۔ اس
بیب سے سکے نکال کر ڈالے اور پھر رسیور اٹھا لیا اس نے وہی
آئل کرنا شروع کر دیا۔ جو اس سے پہلے بتایا گیا تھا۔

”یس مصطفٰے اینڈ کمپنی ——“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
آواز ابھری۔

”مصطفٰے لبے سے بات کرا دیں۔ انہیں کہیں کہ ایکسٹو کے سلسلے میں بات
ہے ——“ جولیا نے پہلے والا کوڈ دہراتے ہوئے کہا۔

”اوہ میں مصطفٰے لبے بول رہا ہوں۔ کیا آپ جولیا فائٹ گروپ کی مس
ا بول رہی ہیں ——“ دوسری طرف سے مصطفٰے لبے کی تیز آواز
ائی دی۔

”ہاں میں جولیا بول رہی ہوں۔ ہم ایک بار پھر آپ کو تکلیف دینا چاہتے
یں اس وقت تبریز کالونی کے پبلک فون بوتھ سے بول رہی ہوں۔

ہمیں فوری طور پر کوئی کوٹھی اور دیگر سامان اور کاریں چاہئیں۔ پہلی کو تو مشکوک ہوگئی ہے ——" جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے تمام حالات معلوم ہیں۔ آپ جس انداز میں کام کر رہی ہیں۔ مجھے یہ بے حد مسرت ہے۔ آپ نے راؤنڈ ہیڈ تنظیم میں تباہی مچا دی ہے۔ م چونکہ سرکاری طور پر مجبور ہوں۔ اس لئے براہ راست سامنے نہیں آسک البتہ میرے آدمی مجھے اطلاعات مہیا کرتے رہتے ہیں ——" دوسر طرف سے مصطفیٰ بے نے بڑے جوشیلے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ میں نے کوٹھی کے لیے کہاں تھا۔

"اوہ ہاں —— اتفاق سے تبریز کالونی میں ہی ایک ایسی کوٹھی ہے۔ نمبر ایک سو بارہ۔ یہ ہمارا ہنگامی پوائنٹ ہے۔ آپ کو اس کے آپ کی تمام مطلوبہ چیزیں مل جائیں گی۔ گیٹ پر ایک زیبائشی کیل جڑ ہوئی ہے۔ آپ اس کیل کو تین بار زور سے اور پھر تین بار آہستہ س دبائیں گی تو پھاٹک خود بخود کھل جائے گا ——" مصطفیٰ بے نے جوا دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ شکریہ —— میں پھر بات کروں گی۔ فی الحال جلدی ہے شکریہ" جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور فون بوتھ باہر نکل آئی۔ اس نے اردگرد پھیلے ہوئے اپنے ساتھیوں کو ہاتھ او اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا اور پھر تیزی سے واپس کالونی کی طرف مڑ گئی۔ اب کوٹھیوں کے نمبر چیک کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ اور پھر وہ یہ کر حیران رہ گئی کہ کوٹھی نمبر ایک سو بارہ سابقہ کوٹھی کے بالکل مقابل جولیا نے زیبائشی کیل کو بتائے گئے طریقے کے مطابق دبایا تو

کھلتا چلا گیا اور جولیا اندر داخل ہوگئی۔ چند لمحوں بعد باقی ساتھی بھی ایک ایک کر کے کوٹھی کے اندر پہنچ گئے۔ کوٹھی میں دو کاریں بھی موجود تھیں اور ضرورت کا ہر سامان موجود تھا۔ ایک تہہ خانے میں جدید ترین اسلحہ بھی انہیں مل گیا۔

"مس دو راؤنڈ ہیڈز سابقہ کوٹھی کی نگرانی کے لئے ابھی پہنچے ہیں۔" جوزف نے آخر میں اندر آتے ہوئے جولیا سے کہا۔

"اچھا۔ میرا خیال درست ثابت ہوا۔ اگر ہم وہاں ہوتے تو پھر یقیناً ہم پر دوبارہ ریڈ ہو جاتا۔ اب کرتے رہیں نگرانی ——" جولیا نے جواب دیا۔

"مس میں جب ان کے قریب سے گزرا تو انھوں نے ایک ایسی بات کی ہے۔ جس سے میں کھٹک گیا ہوں کہ باس اور جوانا پکڑے گئے ہیں ——" جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا بات کی ہے۔ جلدی بتاؤ ——" صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ان میں سے ایک نے کہا کہ پکڑے جانے والا حبشی بھی اسی طرح کا تھا اور دوسرے نے سر ہلا دیا۔ لیکن جب میں آگے بڑھ گیا تو وہ خاموش ہوگئے۔

"اوہ واقعی وہ جوانا کے متعلق کہہ رہا ہوگا ——" جولیا نے کہا۔

"پھر میرا خیال ہے۔ ہمیں ان دونوں کو ٹریپ کر کے یہاں لانا ہوگا۔ تاکہ اگر عمران اور جوانا واقعی پکڑے گئے ہیں تو ہم فوراً اس عمارت پر ریڈ کریں گے ——" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے لے آؤ انھیں ——" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے کہنے پر صفدر۔ کیپٹن شکیل اور تنویر تیزی سے کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"عقبی دروازہ کھول دو۔ ہم ان دونوں کو ادھر سے لے آئیں گے۔ سامنے کے رخ پر خاصی ٹریفک ہے ـــــــ" صفدر نے جاتے ہوئے کہا اور جولیا نے جوزف کو عقبی دروازہ کھولنے کا کہہ دیا۔

اور پھر تقریباً دس منٹ بعد صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں راؤنڈ ہیڈز کو کاندھوں پر اٹھائے عقبی دروازے سے اندر داخل ہوئے اور انھوں نے انھیں کرسیوں پر بٹھا کر ایک الماری سے مل جانے والی نائلون کی رسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔ وہ دونوں بے ہوش تھے۔

"کوئی پرابلم ـــــــ" جولیا نے پوچھا۔

"نہیں ہم انھیں خصوصی اطلاع دینے کے لئے پچھلی گلی میں سے آئے اور پھر ایک ایک مخصوص ضرب کافی رہی ـــــــ" صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب ان سے پوچھنا کیا ہے۔ مجھے بتاؤ ـــــــ" تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ تم اس کام کے لئے سب سے بہتر رہو گے۔ بس عمران اور جوانا کے متعلق پوچھنا ہے کہ وہ کہاں پکڑے گئے ہیں اور اس وقت کہاں ہیں ـــــــ" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تنویر تیزی سے ان میں سے ایک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے قریب جاتے ہی پوری قوت سے اس کے گال پر تھپڑ جڑ دیا۔ اس کے بعد تو جیسے اس نے تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر اس راؤنڈ ہیڈ نے آنکھیں کھول دیں اور تنویر نے ہاتھ روک دیا۔ راؤنڈ ہیڈ آنکھیں کھولے پہلے تو حیرت سے ان سب کو دیکھتا رہا پھر اس کی آنکھوں میں خوف کی چمک ابھر آئی۔

"اس حبشی کو دیکھ رہے ہو۔ اس جیسے حبشی اور ایک نوجوان کو تمہارے ونڈ ہیڈز نے پکڑا ہے۔ اس وقت وہ کہاں ہیں ـــــــ" تنویر نے قریب ڑے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"حبشی کو ـــــ نہیں تو۔ ہم نے تو نہیں پکڑا ـــــــ" راؤنڈ ہیڈ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور تنویر خاموشی سے آگے بڑھا۔ اس نے رسی کے بازو پر رکھے ہوئے راؤنڈ ہیڈ کے ہاتھ کی ایک انگلی پکڑی اور پوری قوت سے اوپر کی طرف جھٹکا دیا۔ ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی ور راؤنڈ ہیڈ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ انگلی کا جوڑ ٹوٹ گیا تھا۔

تنویر نے بڑے اطمینان سے دوسری انگلی پکڑی اور اسے بھی پہلے کی طرح توڑ دیا۔ وہ یوں اطمینان سے انگلیاں توڑ رہا تھا جیسے وہ کسی جیتے جاگتے نسان کے بجائے کسی بے جان کھلونے کے ساتھ یہ حرکت کر رہا ہو۔ دوسری چیخ کے ساتھ ہی راؤنڈ ہیڈ کا پورا جسم کانپنے لگا۔ تنویر نے اب تیسری انگلی پکڑی۔

"ٹھہرو۔ ٹھہرو ـــــ میں بتاتا ہوں ـــــــ" راؤنڈ ہیڈ نے بری طرح چیختے ہوئے جواب دیا۔

"بتاؤ جلدی ـــــــ" تنویر نے تیسری انگلی کو بدستور اوپر کی طرف گھماتے ہوئے پوچھا۔ اس کے انداز میں بے پناہ سفاکی تھی۔

"انھیں ہمارے نئے ہیڈ کوارٹر آتا ترک روڈ کی تیسری گلی میں موجود دو منزلہ عمارت میں داخل ہوتے ہوئے پکڑا گیا ہے ـــــــ آقا جمشید وہیں ہے اور سپر باس عدنان بیگ کا انتظار کر رہا ہے۔ ان کے پہنچتے ہی ان دونوں کو گولی مار دی جائے گی ـــــــ" راؤنڈ ہیڈ نے جلدی سے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے انہیں پکڑے ہوئے۔۔۔۔۔" جولیا نے پوچھا۔

"ان کے پکڑے جانے کے بعد ہمیں یہاں بھیجا گیا تھا۔۔۔۔۔" راؤنڈ ہیڈ نے جواب دیا۔

"عمارت میں کتنے افراد موجود ہیں۔۔۔۔" جولیا نے دوبارہ پوچھا۔

"تیس راؤنڈ ہیڈز موجود ہیں۔ آغا جمشید بھی وہیں ہے۔۔۔۔" راؤنڈ ہیڈ نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"اس عمارت پر کس نام کا بورڈ لگا ہوا ہے۔۔۔۔" جولیا نے پوچھا۔

"کوئی بورڈ نہیں ہے۔ اس گلی میں وہ واحد دو منزلہ عمارت ہے۔" راؤنڈ ہیڈ نے جواب دیا۔

"انہیں ختم کر دو۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا ہوگا۔۔۔۔" جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ باقی ساتھی جیبوں سے ریوالور نکالتے قریب کھڑے جوزف نے انتہائی تیزی سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے دو دھماکے ہوئے اور ایک ایک گولی ان دونوں کے سینوں میں گھستی چلی گئی۔ گولیاں عین دل والے مقام پر لگی تھیں۔ اس لئے وہ بے چارے تڑپ بھی نہ سکے اور دوسرا تو عالمِ بے ہوشی میں ختم ہو گیا تھا۔

"جلدی کرو۔ اسلحہ اٹھاؤ۔ ہمیں فوراً پہنچنا ہوگا۔۔۔۔" جولیا نے چیخ کر کہا اور وہ سب تیزی سے ایک کمرے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ جہاں اسلحہ کی پیٹیاں موجود تھیں اور چند لمحوں بعد وہ پوری طرح مسلح ہو کر پورچ میں پہنچے وہاں دو بڑی کاریں پہلے سے موجود تھیں اور پھر وہ سب ان دونوں کاروں پر سوار ہو کر کوٹھی سے نکلے اور تیزی سے اتاترک روڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ شہر کا تفصیلی نقشہ جولیا پہلے ہی ایک بک سٹال سے خرید چکی تھی۔ اس لئے اتاترک روڈ پہنچنے کے لئے انہیں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑی۔ اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد وہ اتاترک روڈ پر پہنچے۔ اتاترک روڈ کی تیسری گلی مڑتے ہی انہیں وہ دو منزلہ عمارت نظر آ گئی۔

"ایکشن۔۔۔۔" جولیا نے کار سے نیچے اترتے ہی تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ سب کاروں سے اتر کر تیزی سے اس عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمارت کا صدر دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ سب سٹین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے اور پھر سب سے پہلا بم جولیا نے پھینکا اور اس کے بعد تو جیسے عمارت میں بھونچال سا آ گیا۔ وہ بے تحاشا گولیاں برساتے اور بم پھینکتے تیزی سے عمارت کے اندر پھیلتے چلے گئے۔ چونکہ ان کا حملہ اچانک اور انتہائی جارحانہ تھا۔ اس لئے عمارت کے اندر موجود راؤنڈ ہیڈز سنبھل بھی نہ سکے اور بموں اور گولیوں کی بارش نے انہیں ڈھیر کر دیا۔

پوری عمارت کی تلاشی لینے کے باوجود نہ ہی انہیں عمران وہاں نظر آیا اور نہ جوانا۔ آغا جمشید بھی زندہ یا مردہ کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ البتہ ایک بڑے کمرے میں انہیں راؤنڈ ہیڈز کی بکھری ہوئی لاشیں ضرور نظر آ گئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے وہاں خاصی زوردار لڑائی ہوئی ہو۔

اسی لمحے صفدر کے کانوں میں فرش کے کہیں نیچے ٹھک ٹھک کی تیز آوازیں سنائی دیں اور وہ چونک پڑا۔ پھر یہ آوازیں باقی افراد نے بھی سن لیں اور وہ فرش کے اس حصے پر پل پڑے۔ لیکن انہیں کوئی ایسا میکنزم نہ ملا جس سے وہ فرش کو وہاں سے ہٹا سکیں تو جولیا نے ان سب کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ایک چکی

طاقت کا بم نکال کر فرش پر دے مارا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور جس جگہ بم پڑا تھا۔ وہاں سے فرش کا خاصا بڑا حصہ اکھڑ کر ادھر اُدھر بکھر گیا۔ اور اب انہیں نیچے ایک گہرا کنواں صاف نظر آرہا تھا۔

"ارے یہ تو کسی آدم خور کی آمد کی نشانی ہے۔ پہلے پتھروں کی بارش پھر آندھی اور پھر آدم بو۔ آدم بو ——" کنویں کی تہہ سے عمران کی آواز سنائی دی اور وہ سب خوشی سے اچھل پڑے۔

"عمران صاحب میں جولیا ہوں ——" جولیا نے چیخ کر کہا۔

"ارے یہ تو واقعی دیونی آگئی ہے۔ دیونیاں تو سنا ہے دیوؤں سے زیادہ ظالم ہوتی ہیں ——" عمران کی خوفزدہ آواز سنائی دی۔

اور اسی لمحے جوزف نے بیلٹ کے ساتھ بندھی ہوئی نائلون کی رسی کا گچھا اتارا اور پھر اس کا ایک سرا نیچے پھینک دیا۔

"باس اسے پکڑ کر اوپر آجاؤ۔ جلدی ——" جوزف نے چیخ کر کہا۔

"تم پہلے جاؤ۔ مجھے ڈر لگتا ہے جوانا ——" نیچے سے عمران کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رسی تن گئی۔

"جوانا اوپر آرہا ہے ——" جولیا نے کہا اور جوزف کے ساتھ صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی رسی کو تھام لیا اور پھر ان تینوں کی مشترکہ کاوش سے چند لمحوں بعد جوانا اوپر پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ وہ خاصا زخمی تھا۔ رسی دوبارہ نیچے پھینک دی گئی۔ اور چند لمحوں بعد عمران بھی باہر آگیا۔

"ارے یہ تو انسان ہیں۔ کمال ہے۔ اب دیو اور دیونی بھی انسان کے میک اپ میں رہنے لگی ہیں ——" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جلدی نکل چلیں یہاں سے۔ دھماکوں اور گولیوں کی آوازیں دُور دُور

سنی گئی ہوں گی ——" جولیا نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ یہ راؤنڈ ہیڈز کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں دھماکے اور گولیاں چلتی ہی رہتی ہیں ——" عمران نے کہا۔ لیکن وہ باہر کی طرف چل پڑا۔

"وہ آغا جمشید کہاں ہے۔ اس کا نچلا دھڑ مفلوج ہو چکا ہے۔ وہ یقیناً یہیں ہوگا ——" عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں وہ یہاں موجود نہیں ہے۔ صدر دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اسے یقیناً یہاں سے پہلے ہی لے جایا گیا ہوگا ——" جولیا نے جواب دیا۔

اور چند لمحوں بعد وہ تیزی سے عمارت سے باہر نکلے اور اپنی کار میں سوار ہو کر واپس تبریز کالونی کی طرف بڑھنے لگے۔

جولیا اسے وہاں پہنچنے تک کی تمام روئیداد سنا رہی تھی اور عمران خاموشی سے سر ہلائے چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں صرف ایک ہی سوچ تھی کہ عدنان بیگ تو مارا گیا ہے اور آغا جمشید اتنی آسانی سے ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اسے یقیناً کسی پرائیویٹ کلینک میں لے جایا گیا ہوگا اور وہ سوچ رہا تھا کہ اسے کیسے تلاش کیا جائے۔ کیونکہ عمران کے خیال کے مطابق جب تک وہ نہیں مرے گا۔ راؤنڈ ہیڈ تنظیم کا مکمل طور پر خاتمہ ناممکن ہے۔ آغا جمشید نے آخری لمحات میں ایسی شاندار اداکار کی تھی کہ عمران دل ہی دل میں اسے داد دینے پر مجبور ہو گیا تھا۔ وہ اس کی اداکاری سے مات کھا گیا تھا۔

یہ تو گولیوں اور دھماکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں سن کر اسے خیال آیا اور ایک اسٹین گن اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی۔ جب دھما گہرے کنویں میں گرا تھا۔ چنانچہ اس نے سٹین گن کے بٹ تو

سے کنویں کی دیوار سے مارنا شروع کر دیا۔ تاکہ ان کی موجودگی کا اوپر والوں کو احساس ہو سکے اور اس کی ترکیب واقعی کامیاب ہوئی تھی۔ ورنہ ست بدجولیبا اور اس کے ساتھی کبھی بھی اسے اس کنویں سے تلاش نہ کر سکتے۔ اور یقیناً وہ یہ سوچ کر واپس چلے جاتے کہ عمران اور جوانا وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور شاید ان کے اب تک زندہ رہنے کی وجہ بھی آقا جمشید کے فوری طور پر ڈاکٹر تک پہنچنا تھی۔ ورنہ وہ یقیناً پہلے ان کا خاتمہ کرتا پھر دوسرا کوئی قدم اٹھاتا۔

آقا جمشید کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ہسپتال ے ایک بیڈ پر لیٹے ہوئے پایا۔ پہلے تو چند لمحے وہ خاموش پڑا کمرے دیکھتا رہا۔ اس کا ذہن بالکل ساکت تھا لیکن آہستہ آہستہ اس میں تحریک ا ہوتی گئی اور پھر اسے یاد آ گیا کہ کس طرح عمران اور جوانا کے مقابلے میں شدید زخمی ہوا تھا اور اس کے ریڑھ کی ہڈی کے مہرے کھسک گئے تھے۔ اس کا نچلا دھڑ مفلوج ہو گیا تھا۔ اور پھر اسے ساری باتیں یاد آ گئیں کہ س طرح اس نے عمران اور جوانا کو کنویں میں گرا دیا تھا اور راونڈ بیڈز ے آنے کے بعد اس نے انھیں ڈاکٹر رانسن کے پاس اسے لے جانے کا حکم دیا تھا۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر تاریکی چھا گئی تھی۔

”آپ کو ہوش آ گیا سر۔ تھینک گاڈ ـــــ“ اچانک ایک طرف بیٹھی ہوئی نرس نے چونک کر آقا جمشید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ شاید رسی پر بیٹھی بیٹھی سو گئی تھی۔

"میں کہاں ہوں ـــــ" آقا جمشید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ ڈاکٹر رانسن کے زیر علاج ہیں۔ آپ کی حالت بے حد خطرناک تھی۔ میں تو ڈاکٹر کو اطلاع کرتی ہوں ـــــ" نرس نے تیزی سے جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد آقا جمشید کو اپنے نچلے جسم کی بے حسی کا خیال آیا تو اس نے بے اپنی ٹانگیں ہلانے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا نچلا جسم ویسے ہی ساکت رہا۔ البتہ اُسے احساس ہو رہا تھا کہ اس کے پیروں کی انگلیاں حرکت کر رہی ہیں۔ یہ صرف احسا ہی تھا۔ کیونکہ اس کے جسم کے اوپر موٹا سا کمبل پڑا ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر رانسن اسی نرس کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے اُسے آقا جمشید کے ہوش میں آنے پر دلی مسرت ہوئی ہو۔

"آپ کو ہوش آگیا۔ ویری گڈ۔ ـــــ" ڈاکٹر رانسن نے اندر داخل ہوتے ہی مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"ہوش تو آگیا ڈاکٹر لیکن میری ٹانگیں حرکت نہیں کرتیں۔ کیا میں ہمیشہ کے لئے مفلوج ہو گیا ہوں ـــــ" آقا جمشید نے کمزور سے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب ـــــ آپ بروقت مجھ تک پہنچ گئے تھے میں نے آپ کا فوری آپریشن کیا ہے۔ آپ کی ریڑھ کی ہڈی کے تین مہرے کھسک گئے تھے۔ جو میں نے ایڈجسٹ کر دیئے۔ شکر ہے کہ کریک پیدا نہیں ہوا۔ آپ ٹھیک ہیں۔ ارے ہاں آپ کی دونوں ٹانگیں تو میں نے ایڈجسٹ کرنے کے لئے پلنگ سے باندھی ہوئی ہیں ـــــ" ڈاکٹر رانسن نے

تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے بڑھ کر اس نے آقا جمشید کے پیروں پر سے کمبل ہٹا دیا۔

"ذرا انگلیاں ہلائیے ـــــ" ڈاکٹر نے کہا اور آقا جمشید نے اس کی ہدایت کی تعمیل کی۔ اور دوسرے لمحے آقا جمشید کے اپنے چہرے پر مسرت کے آثار ابھر آئے۔ کیونکہ اب وہ واضح طور پر دیکھ رہا تھا کہ اس کے پیروں کی انگلیاں باقاعدگی سے حرکت کر رہی تھیں۔

"گڈ شو۔ میرا آپریشن کامیاب رہا۔ آپ بالکل درست ہیں ـــــ" ڈاکٹر رانسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر ـــــ میں تمہارا احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ مجھے پہلے یہی امید تھی کہ تم جیسا بین الاقوامی شہرت کا مالک ڈاکٹر ہی میرا علاج کر سکتا ہے۔ اس لئے بے ہوش ہونے سے پہلے میرے ذہن میں تمہارا نام گونجا تھا اور میں نے اپنے آدمیوں کو یہی ہدایت کی تھی کہ وہ مجھے تمہارے پاس پہنچا دیں ـــــ" آقا جمشید نے جواب دیا۔

"آپ کی بے ہوشی میرے لئے تشویش کا باعث تھی۔ کیونکہ آپ کو بے ہوش ہوئے بہتر گھنٹے گزر چکے ہیں۔ ورنہ آپریشن کے متعلق تو مجھے مکمل یقین تھا کہ وہ کامیاب رہے گا ـــــ" ڈاکٹر رانسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بہتر گھنٹے ـــــ اوہ بہتر گھنٹے گزر چکے ہیں۔ اب میں کب فارغ ہو سکتا ہوں یہاں سے ـــــ" آقا جمشید نے کہا۔

"کل صبح آپ کو فارغ کیا جا سکتا ہے لیکن فی الحال ایک ہفتے تک چل نہیں سکیں گے۔ کیونکہ مہروں پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے دوبارہ

کھسک جانے کا احتمال ہے۔ البتہ اس دوران آپ وہیل چیئر پر بیٹھ کر حرکت کر سکتے ہیں ۔۔۔۔" ڈاکٹر رانسن نے جواب دیا۔

"میرا کوئی آدمی یہاں موجود ہے ۔۔۔۔" آقا جمشید نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ ایک میرے دفتر میں موجود ہے۔ آپ اس سے بات کر سکتے ہیں ۔۔۔۔" ڈاکٹر رانسن نے کہا اور پھر وہ نرس کو ہدایت دینے کے بعد کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک راونڈ ہیڈ اندر داخل ہوا۔

"سر مبارک ہو۔ ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ آپ ٹھیک ہو گئے ہیں ۔۔۔۔" آنے والے نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے رفیق۔ مجھے حالات بتاؤ۔ اور سنو۔ بلیو روم کے خفیہ کنوئیں میں دو افراد کو میں پھینک کر آیا تھا۔ وہ تو یقیناً بھوک پیاس سے ختم ہو چکے ہوں گے۔ پہلے انہیں باہر نکالو اور اگر اب بھی زندہ ہوں تو ان کی بوٹیاں اڑا دو ۔۔۔۔" آقا جمشید کا لہجہ تیز ہو گیا۔

"باس حالات بے حد خراب ہیں۔ آپ کو جب یہاں لے آیا گیا تو اس کے تھوڑی دیر بعد جولیا فائٹ گروپ نے ہیڈ کوارٹر پر خوفناک حملہ کیا۔ پوری عمارت کو تہس نہس کر دیا گیا۔ وہاں موجود تمام راونڈ ہیڈز مارے گئے۔ جب اس کی اطلاع نگرانی کرنے والے راونڈ ہیڈ نے پوائنٹ نمبر تھری کو پہنچائی تو ان کے آنے سے پہلے وہ لوگ واپس نکل جانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ بلیو روم کے اس حصے کا فرش ٹوٹا ہوا تھا جس کے نیچے کنواں ہے اور کنوئیں میں موجود دونوں افراد کو نکال لیا گیا ہے۔ سر باس عدنان بیگ ہلاک ہو چکے ہیں اور پوری تنظیم میں

ت مایوسی اور بددلی پھیلی ہوئی ہے۔ سب راونڈ ہیڈز انڈر گراؤنڈ ہو چکے
د۔ پ کے ہوش آنے تک تمام کارروائیاں ملتوی کر دی گئیں ہیں۔"
نے آہستہ آہستہ مگر مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اوہ کاش۔ مجھے چند لمحے مزید ہوش رہتا تو کم از کم میں ان دونوں
ب کرنے کا حکم تو دے آتا ۔۔۔۔" آقا جمشید نے ہونٹ کاٹتے
ے کہا۔ اس کے چہرے پر سخت کھنچاؤ آ گیا تھا۔

، وہ لوگ ہماری نظروں میں ہیں لیکن ہم نے آپ کے حکم کے بغیر ان
ت کوئی کارروائی نہیں کی ۔۔۔۔" رفیق نے کہا اور آقا جمشید اس کی بات
ر بری طرح چونک پڑا۔

ا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون نظروں میں ہیں ۔۔۔۔" آقا جمشید نے
میں پوچھا۔

یا فائٹ گروپ کے متعلق بتا رہا ہوں سر۔ یہ کارنامہ نگرانی کرنے
اونڈ ہیڈ اعظم بیگ کا ہے سر۔ ہیڈ کوارٹر میں تباہی مچ جانے کے بعد
دو کاروں میں واپس گئے تو اعظم بیگ نے ایک وین میں ان کا
کیا اور پھر اسے معلوم ہو گیا سر کہ وہ تبریز کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو
ہے ہیں۔ اس نے گل نواز کو اطلاع دی سر۔ تو گل فراز جو پوائنٹ
ے کے انچارج ہیں نے اس کوٹھی کی خفیہ نگرانی کا بندوبست کر دیا
ن وہ آپ کے ہوش میں آنے کے منتظر ہیں ۔۔۔۔" رفیق نے
تے ہوئے کہا۔

اوہ ویری گڈ۔ تم نے یہ خبر سنا کر میری ساری کوفت دور کر دی
ب میں ان سے دل بھر کر اپنا اور پوری تنظیم کا انتقام لوں گا۔" آقا

جمشید نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں بے چ چمک ابھر آئی تھی۔

"سر وہ شاید آپ کو تلاش کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ گل فراز نے دی تھی کہ وہ لوگ مختلف ہسپتالوں اور پرائیویٹ کلینکوں کو چیک رہے ہیں۔ جس پر میں نے ڈاکٹر رانسن سے کہہ کر آپ کو خفیہ کمرے میں دیا۔ ان میں سے ایک نوجوان یہاں بھی آیا تھا۔ لیکن وہ ناکام گیا ہے رفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ گل فراز کو فوراً کال کرو۔ وہ مجھے آکر ملے۔ جلدی کرو ——" آقا جمشید نے کہا اور رفیق سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"سر پولیس کمشنر طاہر بیگ آپ سے ملنا چاہتے ہیں ——" نرس نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"پولیس کمشنر طاہر بیگ۔ اچھا بھیجو اُسے ——" آقا جمشید نے چو ہوئے کہا اور نرس تیزی سے باہر نکل گئی۔ چند لمحوں بعد طاہر بیگ داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں پھولوں کا ایک گلدستہ تھا۔

"مبارک باد۔ آقا جمشید نئی زندگی مبارک ہو ——" طاہر بیگ مسکرا کر گلدستہ ایک طرف میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ طاہر بے حد شکریہ۔ واقعی مجھے نئی زندگی ملی ہے مگر کیسے اطلاع ملی کہ میں یہاں ہوں ——" آقا جمشید نے اس سے م کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے نئے ہیڈ کوارٹر پر جولیا فائٹ گروپ کے حملے کی اطلاع پتہ چلا کہ عدنان بیگ اس حملے میں ہلاک ہو گیا ہے اور تم شدید

س پر میں نے تمہاری تنظیم کے آدمیوں سے رابطہ قائم کیا تاکہ تمہاری حالت متعلق پتہ چل سکے۔ لیکن سب بے خبر نکلے۔ کل مجھے گل فراز کا خیال آیا۔ نے اُسے فون کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ آپ ڈاکٹر رانسن کے زیر علاج ہیں ابھی تک بے ہوش ہیں اور چونکہ اس نے اطلاع دی تھی کہ ر متوقع حملے کے خطرے کے پیش نظر کسی کو یہاں کے متعلق نہیں یا گیا۔ اس لئے سب بے خبر تھے۔ چنانچہ میں نے ڈاکٹر رانسن کو فون ور اُسے ہدایت کی جیسے ہی تمہیں ہوش آئے مجھے اطلاع دی جائے۔ ی تھوڑی دیر پہلے ڈاکٹر رانسن نے اطلاع دی ہے کہ تم ہوش میں گئے ہو اور اب بالکل ٹھیک ہو۔ اور آپریشن کامیاب رہا ہے ——" اہر بیگ نے پاس پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے تفصیل بتائی۔

"ہاں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ہوش آگیا۔ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ کل ں سے فارغ ہوں گا لیکن ایک ہفتے تک وہیل چیئر پر مجھے بیٹھنا گا ——" آقا جمشید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عدنان بیگ کی ہلاکت کی خبر سے وزیر اعظم سخت پریشان ہیں انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جلد از جلد اس جولیا فائٹ گروپ کا پتہ چلا ن کا خاتمہ کر دوں۔ لیکن نجانے یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں کہیں ے ان کا کلیو بھی نہیں مل سکا ——" طاہر بیگ نے جواب دیا۔

"اب مجھے ہوش آگیا ہے۔ اب کلیو مل جائے گا۔ وہ مجھ سے اب اگ نہیں سکتے۔ وزیر اعظم سے کہہ دیں کہ پریشان ہونے کی ضرورت ہیں ہے۔ جلد ہی ان کی لاشیں میں تحفے کے طور پر وزیر اعظم کے سامنے یش کر دوں گا ——" آقا جمشید نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب۔

دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ـــــ کیا تمہیں ان کا کلیو مل گیا ہے ـــــ" طاہر بیگ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کلیو نہیں بلکہ وہ ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ راؤنڈ ہیڈز ان کی مکمل نگرانی کر رہے ہیں ـــــ" آقا جمشید نے جواب دیا۔

"اوہ اگر ایسی بات ہے تو مجھے جلدی بتاؤ۔ میں خود ان کے خلا ایکشن لیتا ہوں۔ میں پورے انقرہ کی پولیس سمیت ان پر ریڈ کروں اب تو وزیر اعظم نے مجھے زندہ یا مردہ پکڑنے کا حکم دے دیا ہے۔" طاہر بیگ نے الجھتے ہوئے کہا۔

"نہیں طاہر بیگ وہ راؤنڈ ہیڈز کے دشمن ہیں اور ان کا خاتمہ راؤ ہیڈ کے ہاتھوں ہی ہوگا۔ اسی صورت میں ہی راؤنڈ ہیڈ تنظیم کا اع بحال ہو سکتا ہے۔ میں کل یہاں سے فارغ ہوتے ہی ان کے خلا کارروائی کروں گا۔ میں نے اپنے علاوہ عدنان بیگ کا انتقام بھی ان سے لینا ہے ـــــ" آقا جمشید نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"لیکن تمہیں مکمل طور پر ٹھیک ہونے میں تو کم از کم ایک ہفتہ مزید گا۔ اور اتنی مہلت دینا خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے ـــــ" بیگ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں کل وہیل چیئر پر بیٹھ کر ان کے خلاف کارروائی کروں گا۔ یہ وہ ہمارا شکار ہیں اور ہم اپنا شکار تمہارے حوالے نہیں کر سکتے۔ یہ با طے ہے ـــــ" آقا جمشید نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"البتہ نہ ہو کہ وہ پھر تمہارے ہاتھوں سے نکل جائیں چلو ایسا کر لو کہ ا

کارروائی میں پولیس کو بھی شامل کر لو۔ اگر وہ تمہارے ہاتھ سے نکلے تو ہم انہیں جھپٹ لیں گے۔ وہ ہم دونوں کے دشمن ہیں ـــــ" طاہر بیگ نے جواب دیا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن تمہیں دور سے صرف نگرانی کے لیے کہا جا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں اور اس بات سے تم بے فکر رہو۔ اس بار وہ ہمارے ہاتھوں سے نہیں نکل سکتے۔ یہ بات طے سمجھو۔" آقا جمشید نے کہا۔

"چلو ایسے ہی سہی۔ مجھے بتاؤ میں ان کی نگرانی کا حکم دے دیتا ہوں۔" طاہر بیگ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو مجھے ہوش آیا ہے۔ کل صبح جب میں یہاں سے فارغ ہو کر جاؤں گا تو پتہ کر دوں گا۔ اور اس وقت تمہیں فون بھی کر دوں گا۔" آقا جمشید نے اسے ٹالتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر یاد رکھنا۔ اب راؤنڈ ہیڈ کے سپر ماسٹر تم ہی ہو ـــــ" طاہر بیگ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"بے فکر رہو۔ کل اس جولیا فائٹ گروپ کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔ تم بھی ان کے خاتمے میں شریک ہو گے ـــــ" آقا جمشید نے کہا۔

"اچھا اب مجھے اجازت۔ تم آرام کرو۔ میں تمہارے فون کا انتظار کروں گا ـــــ" طاہر بیگ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ آقا جمشید سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اب آقا جمشید گل فرانہ کا انتظار کر رہا تھا تاکہ اس سے کل کی آخری فائٹ کا منصوبہ تیار کر سکے۔

فوری پہچانے جا سکتے تھے۔

"اب جمشید کو کہاں سے ڈھونڈیں عمران ——" جولیا نے پوچھا۔

"جنت یا جہنم ان دونوں میں سے کہیں ایک جگہ تو وہ لازمی ہو گا۔ تم تنویر کو ساتھ لے کر جہنم میں گھس جاؤ۔ میں چلو جنت میں جا کر ڈھونڈھ لوں گا ——" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ جب سے اس نے اتاترک روڈ پر راؤنڈ ہیڈ کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے عمران اور جوانا کو باہر نکالا تھا۔ اس کا اعتماد بحال ہو چکا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے وہ خواہ مخواہ مایوس سی رہنے لگ گئی تھی۔

"ہاں ہاں، اب تم نے تو ہنسنا ہی ہے۔ بھلا جہنم جیسی خوبصورت جگہ پر جاتے ہوئے کون اپنی ہنسی روک سکتا ہے ——" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو آپ کے نزدیک جہنم خوبصورت جگہ ہے ——" جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے جولیا۔ تمہیں نہیں معلوم۔ ہم جیسے سب وہیں جائیں گے۔ واہ واہ کسی جگہ مشاعرہ برپا ہو گا کہیں ڈرامے سٹیج ہو رہے ہوں گے۔ کہیں مصوری کی نمائش لگی ہوئی ہو گی۔ جنت میں کیا ہو گا۔ اللہ کے نیک بندے۔ اور بقول غالب لاکھوں برس کی عمروں والی بوڑھی حوریں ——" عمران نے جواب دیا۔ اور جولیا [illegible] قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

عمران نے آغا جمشید کو تمام ہسپتالوں اور ممکنہ حد تک پرائیویٹ کلینکوں میں تلاش کر چکا تھا۔ لیکن آغا جمشید تو گدھے کے سر سے سینگوں کی طرح غائب ہو چکا تھا۔ عمران نے ایک راؤنڈ ہیڈ کو بھی اغوا کر کے اس پر تشدد کیا لیکن وہ بھی لاعلم ثابت ہوا۔ جولیا اور اس کے ساتھی بھی اب آخری اور فیصلہ کن مرحلے کے لئے ذہنی طور پر پوری طرح تیار رہتے۔ اور اب جولیا نے عمران کے اس منصوبے سے پوری طرح اتفاق کر لیا تھا۔ کہ آغا جمشید کو ڈھونڈھ کر اسے اغوا کیا جائے اور اس کے میک اپ میں تمام راؤنڈ ہیڈز کو کسی ایک مقام پر اکٹھا کر کے ختم کر دیا جائے۔ ورنہ دوسری صورت میں وہ اسی طرح اکا دکا حملوں سے پوری تنظیم کا خاتمہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ وہ بھی آغا جمشید کی تلاش میں تھے۔ ان سب نے میک اپ کر رکھے تھے۔ البتہ جوزف اور جوانا کو عمران نے کوٹھی سے باہر نکلنے سے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ

"بہت خوب۔ بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے تم نے ——" جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اسے کمال سے۔ میرے خیال میں مجھے سلیمان کو ساتھ لے آنا چاہیے تھا۔ وہ مونگ کی دال کھلا کھلا کر میرے ذہن کی بیٹری چارج کرتا رہتا ہے۔ یہاں مرغن غذائیں کھا کھا کر دماغ ہی کند ہو گیا ہے۔ خواہ مخواہ ہم شہر میں آوارہ گردی کرتے رہے ——" عمران نے اچانک بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں ——" جولیا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی مطلب بھی سمجھ میں آ جاتا ہے ——" عمران نے کہا اور پھر میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کو اپنی طرف کھینچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"مصطفیٰ بے اینڈ کمپنی ——" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"اینڈ کمپنی کو چھوڑو۔ صرف مصطفیٰ بے سے بات کرا دو پیارے بھائی۔ اُسے کہہ دینا کہ تمھارا نالائق بھتیجہ بات کرنا چاہتا ہے ——" عمران کی زبان تیز چل پڑی۔

"عمران تم —— میں مصطفیٰ بے بول رہا ہوں ——" دوسری طرف سے مصطفیٰ بے نے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا وہ شاید عمران کی آواز پہچان گیا تھا۔

"چچا جان۔ یہ اینڈ کمپنی کا مطلب کہیں چچی جان تو نہیں ہو گا ——" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور مصطفیٰ بے قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ظاہر ہے کمپنی تو وہی ہے۔ میں تو خالی بے ہوں ——" مصطفیٰ بے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خالی بے۔ اچھا نام ہے۔ بہرحال فرمائیے آج کل بزنس کیسا جا رہا ہے ——" عمران نے کہا۔

"بزنس اچھا ہے۔ مارکیٹ میں تیزی کا رجحان ہے۔ مندہ ختم ہو رہا ہے" مصطفیٰ بے نے عمران کی بات سمجھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"مگر سنا ہے اسٹاک ایکسچینج ہی گم ہو گئی ہے۔ بزنس کیسے چلے۔ سب ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہوئے ہیں ——" عمران نے کہا اور جولیا حیرت سے اُسے دیکھنے لگی وہ اُس طرح بات کر رہا تھا جیسے واقعی وہ کوئی جدی پشتی تاجر ہو۔

"سٹاک ایکسچینج کی مرمت ہو رہی ہے۔ طاہر بیگ کی وجہ سے میں خاموش ہوں کیونکہ وہ پرائم کا خاص آدمی ہے ——" مصطفیٰ بے نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کون سی ورکشاپ میں اُس کی مرمت ہو رہی ہے۔ اس ورکشاپ کو تو کئی دنوں سے تلاش کیا جا رہا ہے ——" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ فون بند کر دیں۔ میں اس کا پتہ معلوم کر کے آپ کو فون کرتا ہوں۔ نمبر کون سا ہے ——" مصطفیٰ بے نے کہا۔

"نمبر وہی ہے۔ لیڈی گمدپ والا ——" عمران نے جواب دیا۔

"ارے کیا مطلب۔ کیا تم بھی یہاں آ گئے ہو بزنس کرنے ——" مصطفیٰ بے کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی کیونکہ اسے عمران کی

یہاں آمد کا علم ہی نہ تھا۔

"ہاں۔ میں نے سوچا کہ آج کل لیڈیز کاسمیٹکس کا دھندہ عروج پر ہے۔ میں کیوں فارغ بیٹھا رہوں ——" عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ویری گڈ۔ یہ تو بہت بڑی خوشخبری ہے۔ بہرحال میں ابھی فون کرتا ہوں ——" دوسری طرف سے مصطفٰے بے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا بزنس کوڈ شروع کر دیئے تم نے ——" جولیا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اینڈ کمپنی کے ساتھ تو بزنس کوڈ ہی چل سکتا ہے۔ یہ فون شاید عام ہوگا۔ اس لئے وہ بند کر گیا۔ اب کسی سپیشل نمبر سے بات کرے گا۔ بغیر کوڈ کے ——" عمران نے جواب دیا۔

"یہ آخر ہے کون۔ اتنی کوٹھیاں اس کے پاس ہیں ہر قسم کے سازو سامان کے ساتھ ——" جولیا نے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کون ہو سکتا ہے ——" عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میرے خیال میں راونڈ ہیڈ تنظیم کی مخالف تنظیم ہوگی ——" جولیا نے جواب دیا۔

"مصطفٰے بے یہاں کی سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ سمجھو یہاں کا ایکسٹو ——" عمران نے جواب دیا اور جولیا کی آنکھیں حیرت سے کھلتی چلی گئیں۔

"ارے یہ سیکرٹ سروس کا چیف۔ کمال ہے۔ پھر یہ خود راونڈ ہیڈ

کے خلاف کام کیوں نہیں کرتا ——" جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جولیا۔ راونڈ ہیڈ تنظیم کو سرکاری سرپرستی حاصل ہے۔ یہ لوگ اسے سیاسی دشمنوں کے خاتمے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس تنظیم نے یہاں کے شہریوں کی زندگی بھی اجیرن کر رکھی ہے۔ اس لئے مصطفٰے بے کی اپنی خواہش ہے کہ اس کا خاتمہ ہو جائے وہ سرکاری طور پر اس کے خلاف کام نہیں کر سکتا۔ ورنہ اسے فوراً معزول کر دیا جائے گا ——" عمران نے جولیا کو تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر ہماری تنظیم سرکاری طور پر یہاں کیسے مشن پر آگئی ——" جولیا نے پوچھا۔

"یہ مصطفٰے بے تمہارے چیف ایکسٹو کا ذاتی دوست ہے۔ اس کی خواہش پر تو ایکسٹو نے تم لوگوں کو یہاں بھیجا ہے۔ غیر سرکاری طور پر جولیا فائٹ گروپ کے نام سے۔ اخراجات مصطفٰے بے کے ذمے ہیں۔" عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور جولیا اثبات میں سر ہلانے لگی۔ وہ اب سارا کھیل سمجھ گئی تھی۔ اب اسے یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ پولیس کیوں راونڈ ہیڈ کی حمایت میں کام کر رہی ہے۔

"اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی تھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ آلو کچالو۔ دھنیا مرچ کمیشن شاپ ——" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں مصطفٰے بے بول رہا ہوں عمران۔ وہ فون عام تھا۔ اس لئے کھل کر بات کرنے کے لئے مجھے ہیڈ کوارٹر کے خفیہ فون تک آنا

پڑا۔ اس فون پر ہم کھل کر بات کر سکتے ہیں ——" مصطفےٰ بے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن فون کھلنے سے تو خراب ہو جائے گا۔ بات کیسے ہو گی ——" عمران کا انداز وہی تھا۔

"فون کی نہیں، بات کھلنے کی بات کر رہا تھا ——" مصطفےٰ بے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں بات واقعی یہ تو پہلے ہی کھلی ہوئی ہے با علیحدہ لکھا جاتا ہے اور ت علیحدہ۔ اسے مزید کیا کھولنا۔ بہر حال فرمائیے ——" عمران نے جواب دیا۔ اور مصطفےٰ بے ہنس پڑا۔

"سٹاک ایکس چینج کی گمشدگی سے تمہارا مطلب آقا جمشید ہی تھا" مصطفےٰ بے نے پوچھا۔

"ہاں کیوں عدنان بیگ تو ہلاک ہو چکا ہے۔ اب تو وہی اسٹاک میں رہ گیا ہے ——" عمران نے جواب دیا۔

"وہ واقعی غائب تھا۔ میرے آدمی بھی اُسے تلاش کرتے رہے۔ میں نے پولیس کمشنر کی خصوصی نگرانی کرائی تھی۔ کیونکہ صرف وہی آدمی ایسا ہو سکتا ہے جسے اس کا علم ہو سکتا ہے۔ اور میرا یہ اندازہ کامیاب رہا۔ وہ آقا جمشید کو مل آیا ہے۔ آقا جمشید ڈاکٹر رانسن کے پرائیویٹ کلینک کے ایک خفیہ کمرے میں زیر علاج ہے۔ طاہر بیگ، اُسے وہاں ملنے گیا تھا۔ وہاں میرے محکمے کی ایک عورت نے نرس کی جگہ لے لی۔ وہ نرس آقا جمشید کے کمرے میں ڈیوٹی پر تھی۔ اس طرح مجھے ابھی ابھی تفصیل معلوم ہوئی ہے۔ میں اس سلسلے میں تم ہی سے بات کرنا

چاہتا تھا کہ تمہارا فون آ گیا ——" مصطفےٰ بے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"کیا وہ ٹھیک ہو گیا ہے ——" عمران نے پوچھا۔

"ہاں صبح اُسے ہسپتال سے فارغ کر دیا جائے گا۔ لیکن وہ ایک ہفتے تک وہیل چیئر پر ہی رہے گا۔ اور سنو تمہاری کوٹھی راڈنڈ ہیڈ کی نظر میں ہے۔ وہ مسلسل اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ گل فراز نے اس کی اطلاع آقا جمشید کو دی تھی اور آقا جمشید نے اس اطلاع کے بعد تمہارے خاتمے کے لئے ایک بھیانک منصوبہ بنایا ہے۔ صبح فارغ ہوتے ہی وہ نئے ہیڈ کوارٹر پہنچے گا اور پھر انقرہ میں موجود تمام راڈنڈ ہیڈز کو لے کر وہ پوری قوت سے اس کوٹھی پر ریڈ کرے گا تاکہ ہر صورت میں تم لوگوں کا خاتمہ کر سکے۔ تم فوراً اس کوٹھی کو خالی کر دو۔ میں تمہارے لیے ایک نئی جگہ کا بندوبست کر دیتا ہوں۔ لیکن نگرانی کرنے والوں کو جھٹکانا تمہارا اپنا کام ہو گا ——" مصطفےٰ بے نے جواب دیا۔

"اگر وہ واقعی نگرانی کر رہے ہیں تو انہیں جھٹکنا مشکل ہے کیونکہ ان کی نگرانی کو ہم آج تک چیک نہیں کر سکے۔ بہر حال آقا جمشید صبح تک تو اسی ہسپتال میں رہے گا نا ——" عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ صبح شاید آٹھ بجے ڈاکٹر رانسن اُسے آخری بار چیک کر کے کلینک سے فارغ کرے گا ——" مصطفےٰ بے نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر رانسن کا کلینک ہائی وے روڈ کے تیسرے کلومیٹر پر ہے نا ——" عمران نے پوچھا۔

"ہاں بالکل وہی ہے۔ وہ انقرہ کا مشہور ترین سرجن ہے ——" مصطفےٰ

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کا نیا ہیڈ کوارٹر کون سا ہو سکتا ہے" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ البتہ میرا اندازہ ہے کہ گل فراز والا پوائنٹ ہی ان کا نیا ہیڈ کوارٹر ہو سکتا ہے۔ یہ پوائنٹ مضافاتی کالونی حسن ٹاؤن کی ایک بڑی عمارت ہے۔ اس میں گل فراز بار و گیم ہاؤس کا بورڈ لگا ہوا ہے؟" مصطفےٰ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اتنا ہی کافی ہے شکریہ ———" عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ وہ زیادہ دیر اس ٹیلی فون پر بات نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ جب اسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے۔ تو ہو سکتا ہے یہاں کا فون بھی ٹیپ کیا جا رہا ہو۔

"تمہارے ساتھی کہاں ہیں جولیا ———" عمران نے رسیور رکھتے ہی مڑ کر تیز لہجے میں جولیا سے پوچھا۔

"موجود ہیں۔ کیوں ———" جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"بلاؤ انہیں۔ ہمیں فوری طور پر کوئی منصوبہ بنانا ہوگا۔ ورنہ ہم یہاں رہ کر حقیر چوہوں کی طرح بے بسی سے مارے جائیں گے ———" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ صورت حال واقعی انتہائی خطرناک ہو چکی تھی اور اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے وہ فوری طور پر کوئی منصوبہ بنانا چاہتا تھا۔

"گل فراز حاضر ہو سکتا ہے باس ———" دروازہ کھلتے ہی گل فراز کی آواز سنائی دی۔

"اوہ آؤ۔ تم نے آنے میں بہت دیر کر دی ———" آقا جمشید نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری باس ——— دیر ہو گئی۔ ایک ضروری کام پڑ گیا تھا ———" آنے والا نے جو راونڈ ہیڈ کے مخصوص لباس میں تھا۔ بستر کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بیٹھو ———" آقا جمشید نے کہا اور گل فراز پاس پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا

"سنو گل فراز۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہاں ہماری نگرانی ہو رہی ہے ور اس لئے میں نے اپنے منصوبے میں فوری تبدیلی کر دی ہے۔ اب ہیں صبح ہونے سے پہلے جولیا فائٹ گروپ کی کوٹھی پر ریڈ کرنا ہوگا۔

ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھیں کسی طرح اطلاع مل جائے اور وہ پہلے کی طرح پھر غائب ہو جائیں ——" آقا جمشید نے کہا

"ٹھیک ہے باس۔ جیسے آپ حکم کریں۔ میں ابھی کوٹھی پر ریڈ کر دیتا ہوں ——" گل فراز نے جواب دیا۔

"نہیں میں خود ساتھ جاؤں گا۔ تم ڈاکٹر رانسن کو بلا لاؤ جلدی ——" آقا جمشید نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر باس ——" گل فراز نے جواب دیا اور اٹھ کر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ ڈاکٹر رانسن کو ہمراہ لیے واپس آیا۔

"کیا بات ہے جناب۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں ——" ڈاکٹر رانسن نے قریب آکر تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سب ٹھیک ہے لیکن میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے جانا چاہتا ہوں ——" آقا جمشید نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں صبح آپ کو فارغ کر دوں گا ——" ڈاکٹر رانسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں صبح کا انتظار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ضروری ہے ——" آقا جمشید نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بہتر جناب۔ جیسے آپ کہیں۔ میں وہیل چیئر کا بندوبست کرتا ہوں ——" ڈاکٹر رانسن نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔ وہ آقا جمشید کی طبیعت اور طاقت کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اگر بگڑ گیا تو اس کی اپنی زندگی ایک لمحے میں —— ختم ہو سکتی ہے۔

"جلدی کرو ——" آقا جمشید نے کہا اور ڈاکٹر رانسن سر ہلاتا ہوا ے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ خود ہی ایک وہیل کرسی دھکیلتا ہوا اندر آیا۔

"سٹور روم بند تھا۔ میں خود ہی لے آیا ہوں ——" ڈاکٹر رانسن ے کہا اور پھر بستر کی پائنتی کی طرف بڑھا۔

"شکریہ ڈاکٹر —— تمھارا بل پہنچ جائے گا ——" آقا جمشید ے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر رانسن نے جواب دینے کی بجائے اس ے پیروں کے گرد لگے ہوئے لوہے کے کڑے کھولنے شروع کر دیئے۔ ر دونوں کڑے کھلتے ہی آقا جمشید کی ٹانگیں حرکت کرنے لگ گئیں۔ اور ا جمشید نے آرام سے ٹانگوں کو سمیٹا اور پھر جسم پر پڑے ہوئے کمبل ٹا کر اس نے دونوں پیر بیڈ سے نیچے لٹکا دیئے۔ ڈاکٹر رانسن گل فراز اسے مدد دینے کے لئے آگے بڑھے۔

"ٹھہرو۔ میرا خیال ہے اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے کوئی تکلیف محسوس ں ہو رہی ——" آقا جمشید نے ہاتھ سے انھیں روکتے ہوئے کہا او وہ آہستہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی ٹانگیں ذرا گمگائیں۔ پھر وہ سنبھل گیا۔

"گڈ ڈاکٹر۔ تم واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو ——" ا جمشید نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس ے قدم آگے بڑھا دیا اور پھر وہ اطمینان سے چلتا ہوا دیوار تک چلا گیا۔ کے قدموں میں کوئی لڑکھڑاہٹ نہ تھی۔

"ویری گڈ —— آپ تو بالکل ٹھیک ہو گئے۔ ویسے آپ کی جسمانی

طاقت کا اس میں زیادہ دخل ہے ——" ڈاکٹر رانسن نے مسر بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا۔ کیونکہ بہر یہ اس شاندار کامیابی تھی۔

" میرا خیال ہے وہیل چیئر کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے آپ کو با ٹھیک محسوس کر رہا ہوں ——" آقا جمشید نے کہا۔

" پھر بھی احتیاط ضروری ہے جناب ——" ڈاکٹر رانسن نے ک

" نہیں۔ میں ٹھیک ہوں۔ اور ویسے بھی آقا جمشید وہیل چیئر پر بیٹھ کرانے ساتھیوں کے سامنے جانے سے مر جانا زیادہ بہتر سمجھ ہے۔ مجبوری کی بات اور تھی ——" آقا جمشید نے کہا اس دو وہ مسلسل کمرے میں ٹہلتا رہا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ آپ کی چال بتا رہی ہے کہ آپ کو وہیل چ کی واقعی ضرورت نہیں۔ اب تو صرف احتیاط کے طور پر ایسا ہو ہے۔ ورنہ آپ جیسے مناسب سمجھیں ——" ڈاکٹر رانسن نے جواب د

" میرا لباس کہاں ہے ——" آقا جمشید نے پوچھا۔ کیونکہ اس کے جسم پر کلینک کا مخصوص لباس تھا۔

" الماری میں موجود ہے جناب ——" ڈاکٹر رانسن نے کمرے ک سائیڈ دیوار میں لگی ہوئی الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

" ٹھیک ہے۔ اب آپ لوگ جائیں۔ میں لباس بدل لوں گل فراز تم باہر کار میں چلو۔ میں لباس بدل کر آ رہا ہوں —— آقا جمشید نے کہا اور ڈاکٹر رانسن اور گل فراز خاموشی سے مڑ کر درو کی طرف بڑھے اور پھر کمرے سے باہر نکل گئے۔

ن کے جانے کے بعد آقا جمشید نے دروازے کی اندر کی چٹخنی چڑھا دی اور ماری سے اپنا لباس نکال کر اس نے لباس بدلنا شروع کر دیا۔ اقعی اپنے آپ کو بالکل چست و چالاک محسوس کر رہا تھا اور اس کا مسرت سے کھلا جا رہا تھا۔ وہیل چیئر پر بیٹھنے کا تصور ہی اس کیلئے دن روح تھا لیکن اس وقت وہ مجبوراً ایسا کرنے پر تیار ہو گیا تھا۔ س بدلنے کے بعد اس نے اپنی مخصوص پٹی پیشانی پر باندھی اور د وازے کی طرف بڑھ گیا —— چٹخنی کھولی اور باہر نکل آیا۔ ڈاکٹر ن دروازے کے باہر موجود تھا۔

" میں بالکل ٹھیک ہوں ڈاکٹر بے حد شکریہ۔ صبح ہوتے ہی تمہارا بل ا انعام پہنچ جائے گا۔ اور یقین رکھو۔ بل اور تمہارا انعام تمہاری توقع کہیں زیادہ ہوگا ——" آقا جمشید نے کہا۔

" آپ کی صحت یابی ہی میرا انعام ہے جناب ——" ڈاکٹر رانسن سکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ اس کے ہمراہ چلتا ہوا راہداری پار کے سیڑھیوں تک پہنچا۔ آقا جمشید بڑے اطمینان سے اچھلتا ہوا سیڑھیاں ھتا چلا گیا۔

" آپ بالکل ٹھیک ہیں۔ یہ آخری مرحلہ تھا سیڑھیاں چڑھنے کا مطلب کہ آپ سو فیصد ٹھیک ہو چکے ہیں۔ بالکل پہلے جیسے ——" ڈاکٹر ن نے اوپر پہنچتے ہی کہا اور آقا جمشید نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پورچ میں کھڑی ہوئی راڈ ہیڈ کی مخصوص کار تک گئے۔ کار کے قریب ہی گل فراز کھڑا تھا۔ آقا جمشید کو آتا دیکھ کر سیدھا ہو گیا۔ آقا جمشید نے کار کے قریب آ کر ڈاکٹر رانسن سے

مصافحہ کیا اور پھر کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ گل فراز نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

"اب کیا حکم ہے ——" گل فراز نے دروازہ بند کرتے ہوئے پو

"اپنے پوائنٹ پر چلو۔ وہاں چل کر بات کریں گے ——" آقا ج نے کہا اور گل فراز نے سر ہلاتے ہوئے کار اسٹارٹ کی اور دوسرے اس کی کار مڑ کر کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"تمہارے آدمیوں نے کوئی رپورٹ تو نہیں دی ——" آقا جمش نے پوچھا۔

"کن آدمیوں نے جناب ——" گل فراز نے پوچھا۔

"جو کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں ——" آقا جمشید نے کرخت لہجے م جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ رپورٹیں تو دیتے رہتے ہیں جناب ——" گل فراز نے جواب

"میرا مطلب ہے جولیا گروپ وہاں موجود ہے ناں۔ کہیں نکل تو نہ گیا ——" آقا جمشید نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ وہیں ہیں جناب ——" گل فراز نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔ تم کچھ الجھے ہوئے سے نظر آ رہے ہو ——" آقا جم نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب ایسی تو کوئی بات نہیں۔ میں تو آئندہ مشن کے با میں سوچ رہا ہوں ——" گل فراز نے فوراً ہی جواب دیا۔

"ہاں آئندہ مشن مکمل مشن ہوگا اور دل بھر کر ان لوگوں سے انتقام

ہتا ہوں ——" آقا جمشید نے کہا اور گل فراز نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کار مضافاتی کالونی حسن ٹاؤن میں داخل ہو گئی۔ چوک پر ہی گل فراز بار اینڈ گیم ہاؤس کا بڑا سا بورڈ نصب تھا۔ کار اس بورڈ کے نیچے سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور پھر دور سے یک بڑی عمارت پر لگا ہوا گل فراز بار اینڈ گیم ہاؤس کا نیون سائن نظر آنے لگا۔ گل فراز نے کار اس کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور بڑے ے پورچ میں جا کر روک دی۔ برآمدے میں موجود چار راؤنڈ ہیڈز کار کو دیکھتے ہی چوکنے ہو گئے۔ اور پھر جب کار میں سے گل فراز اور آقا جمشیـ باہر نکلے تو ان کے جسم اور تن گئے۔

"آئیے سر ——" گل فراز نے اندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور آقا جمشید سر ہلاتا ہوا اندرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گل فراز بڑے مؤدبانہ انداز میں اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ برآمدے یں موجود چاروں راؤنڈ ہیڈز نے اپنے مخصوص انداز میں سلیوٹ کیا اور آ مشید سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ہال میں موجود افراد آقا جمشید اور گل فراز کو یکھتے ہی یک لخت خاموش ہو گئے مگر آقا جمشید ان کی طرف دیکھے بغیر دائیں سائیڈ میں بنی ہوئی راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے آخر یں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ دونوں سیڑھیاں اتر کر نیچے ایک اور ہداری میں پہنچے۔ اور پھر آخر میں موجود دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ دروازے کے سامنے دو راؤنڈ ہیڈز کھڑے تھے۔ انھوں نے مخصوص ندازمیں سلیوٹ کیا اور ساتھ ہی آگے بڑھ کر مؤدبانہ انداز میں دروازہ ھول دیا۔ آقا جمشید اندر داخل ہوا۔ گل فراز اس کے پیچھے تھا۔ یہ ایک

بہترین انداز میں سجا ہوا دفتر تھا۔ آغا جمشید میز کے پیچھے پڑی ہوئی ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا۔ جبکہ گل فراز ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو ————" آغا جمشید نے میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور گل فراز ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سنو میں ابھی اور اسی وقت اس کوٹھی پر ریڈ کرنا چاہتا ہوں۔ مکمل طاقت کے ساتھ۔ میں اس کوٹھی کو اس انداز میں تہس نہس کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی ایک ایک اینٹ کے ہزاروں ٹکڑے ہو جائیں۔ وہاں موجود ہر آدمی کے ہزاروں حصے ہو جائیں ————" آغا جمشید نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"درست ہے جناب ————" گل فراز نے جواب دیا۔

"میں آغا جان کو بلاتا ہوں۔ تم تو باہر رہے ہو۔ اسے تازہ ترین صورت حال کا تم سے زیادہ علم ہو گا ————" آغا جمشید نے اچانک میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور گل فراز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آغا جمشید نے رسیور اٹھا کر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"آغا جان سپیکنگ ————" دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے آغا جمشید کی اڈے میں آمد کا سب کو علم ہو گیا تھا۔

"دفتر میں آؤ فوراً ————" آغا جمشید نے کرخت لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور واپس رکھ دیا۔

"باس اگر آپ آرام کرنا چاہیں تو ہم اس کوٹھی پر ریڈ کر دیتے ہیں ————" گل فراز نے کہا۔

"نہیں میں ان کے خاتمے کے بعد ہی آرام کروں گا ————" آغا جمشید نے سخت لہجے میں جواب دیا اور گل فراز خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے تڑنگے راؤنڈ ہیڈ نے اندر قدم رکھا اور اس نے مخصوص انداز میں سیلوٹ کیا۔

"آغا جان ———— جولیا گروپ والی کوٹھی کی تازہ ترین رپورٹ کیا ہے" آغا جمشید نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ سب اندر ہیں جناب ————" آغا جان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم نے ابھی کوٹھی پر چھاپہ مارنا ہے۔ مکمل طاقت کے ساتھ۔ اس وقت جتنے بھی راؤنڈ ہیڈز مختلف پوائنٹس اور شہر میں موجود ہیں۔ ان سب کو کال کر کے کہہ دو کہ وہ سب تبریز کالونی کے پہلے چوک پر پہنچ جائیں۔ میں گل فراز کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤں گا۔ ان سب کو بموں اور گنوں سے پوری طرح مسلح ہونا چاہئے ————" آغا جمشید نے کہا۔

"جناب چوک پر اکٹھے ہونے سے کہیں وہ چونک نہ جائیں۔ کیوں نہ ہم سب کو یہاں اکٹھا کر لیں اور پھر اکٹھے ہی وہاں پہنچیں ————" گل فراز نے کہا۔

"نہیں اس طرح وقت ضائع ہو گا اور میں کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ آغا جان ان سب کو کہہ دیں کہ وہ بالکل خاموش رہیں اور محتاط رہیں اور جب سب پہنچ جائیں تو ہمیں اطلاع کرنا اور سنو زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے ں پہنچ جانے چاہئیں ————" آغا جمشید نے کہا۔

"بہتر جناب کیا یہاں موجود بھی سب راؤنڈ ہیڈز نے وہاں پہنچنا ہے" ا جان نے پوچھا۔

"یہاں کتنے موجود ہیں ——" آغا جمشید نے پوچھا۔

"سر میرے اور باس کے علاوہ دس راؤنڈ ہیڈز ہیں ——" آغا جان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اس وقت کل کتنے راؤنڈ ہیڈز موجود ہیں شہر میں ——" آغا جمشید نے پوچھا۔

"جناب۔ میرا خیال ہے پچاسی کے قریب تو ہوں گے ——" آغا جان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے پچاسی کافی رہیں گے۔ یہاں والوں کو ساتھ چلنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس مشن کے اختتام پر ہم یہاں آکر جشن منائیں گے۔ اس لئے یہاں فالتو لوگوں کو بھگا دو گیم روم اور ہال خالی کرا دو اور واپسی میں جشن کے لئے تیاری کر لو۔ یہاں سے صرف میں اور گل فراز جائیں گے ——" آغا جمشید نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب حکم کی تعمیل ہو گی باس ——" آغا جان نے کہا اور پھر مخصوص انداز میں سیلوٹ مار کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"باس اگر اجازت ہو تو میں بھی اس مشن میں شامل ہونے کے لئے تیاری کر لوں۔ اسلحہ وغیرہ ——" گل فراز نے کہا۔

"ہاں۔ تم بھی تیار ہو جاؤ۔ لیکن جلدی ——" آغا جمشید نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور گل فراز اٹھ کر تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران جب دو کوٹھیوں کی درمیانی دیوار میں موجود اس شگاف سے دوسری طرف نکل گیا جو اس نے بڑی احتیاط سے بنایا تھا تو اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ماہر نقب زن ہو۔ دیوار کے اس حصے کے قریب اونچے اونچے درخت تھے۔ اور بڑے بڑے پتوں والی بیل نے اس حصے کو پوری طرح ڈھانپ رکھا تھا۔ عمران عمارت کی سائیڈ سے نکل کر زمین پر رینگتا ہوا تیزی سے اس دیوار تک پہنچا تھا اور اس کی ہدایت کے مطابق باقی ساتھی بھی اسی طرح کراسنگ کرتے ہوئے وہاں تک پہنچے تھے۔ عمران کے ہاتھ میں ایک سلاخ تھی جس کا ایک سرا تھوڑا سا مڑا ہوا تھا۔ عمران نے بیل کے اندر بیٹھ کر اس سلاخ کی مدد سے ایک اینٹ نکالی اور پھر باقی اینٹیں تیزی سے علیحدہ ہوتی چلی گئیں۔ دوسری طرف بھی یہی بیل پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے کافی بڑا شگاف بن جانے کے باوجود دوسری طرف سے انہیں چیک نہ کیا جا سکا تھا۔ اس کے باقی ساتھی بھی

اس کے پیچھے لان کی گھاس میں لیٹے ہوئے تھے۔ عمران نے مڑ کر انہیں اشارہ کیا اور پھر اس شگاف کی دوسری طرف چلا گیا۔ وہ بیل کی سائیڈ سے نکلا تو اس نے کوٹھی کا لان خالی پڑا ہوا دیکھا۔ کوٹھی کی اندرونی عمارت میں بتیاں جل رہی تھیں۔ کسی کتے کے بھونکنے کی آواز بھی سنائی نہ دی تھی۔ اس لئے عمران اطمینان سے لان پر رینگتا ہوا اسی کوٹھی کی مخالف دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ہاتھ میں وہ سلاخ ابھی تک موجود تھی۔ اس کے ساتھی بھی قطار بنائے اس کے پیچھے رینگتے ہوئے آ رہے تھے۔ سامنے والی دیوار کے قریب پہنچ کر عمران دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے درمیانی دیوار کے ساتھ کان لگا دیئے۔ دوسری طرف خاموشی تھی۔ اس دیوار کے ساتھ بھی زیباتشی درخت موجود تھا۔ عمران نیچے جھکا اور پھر اس نے سلاخ کی مدد سے بڑی احتیاط سے اس دیوار کی ایک اینٹ نکالنی شروع کر دی اور پھر تھوڑی دیر میں وہ اس دیوار میں بھی ایک بڑا سا شگاف ڈالنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے لان کی گھاس میں لیٹے ہوئے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر دیوار کے اس شگاف سے دوسری طرف نکل گیا۔ اس کوٹھی کے پورچ میں اسے ایک اسٹیشن ویگن کھڑی نظر آئی۔ عمارت کے اندر ٹیلی وژن چلنے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران آہستہ آہستہ رینگتا ہوا اس اسٹیشن ویگن کی طرف آیا۔ اس کی توقع کے عین مطابق ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ لاک نہ تھا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا تو اندر لائٹ جل اٹھی۔ عمران نے پہنے ہوئے لباس کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک باریک سی تار باہر نکالی جس کا سرا مڑا ہوا تھا۔ اس نے تار کے اس سرے کو اگنیشن والے

سوراخ میں ڈالا اور اسے احتیاط سے ادھر ادھر گھمانے لگا۔ چند لمحوں بعد کلک کی آواز سنائی دی اور اس بار تار گھومتے ہی ویگن سے گھر گھر کی آواز سنائی دی۔ عمران نے فوراً ہی ہاتھ کو واپس گھمایا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے واپس رینگا۔ اس کے پیچھے جولیا لان پر لیٹی ہوئی تھی۔ عمران نے جولیا کے کان میں سرگوشی کی اور جولیا سر ہلاتے ہوئے مڑی اور اس نے اپنے پیچھے موجود صفدر کے کان میں سرگوشی کی۔ اس طرح یہ سرگوشی سب سے آخر میں موجود جوانا کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اس نے ہاتھ بڑھا کر اندرونی لائٹ بجھا دی اور اس کی ساتھ والی سیٹ پر جولیا آن چڑھی اور اسی لمحے سٹیشن ویگن کا سائیڈ کا دروازہ آہستگی میں کھلا اور باقی افراد بڑے احتیاط بھرے انداز میں اندر سیٹوں پر بیٹھتے چلے گئے۔ اور اسی لمحے اس نے سٹیشن ویگن کو ہلتا محسوس کیا۔ وہ سمجھ گیا کہ پلان کے مطابق اسے جوانا دھکیل رہا ہے اور جوزف پھاٹک کھولنے کے لئے اس کی طرف رینگ گیا ہو گا۔ سٹیشن ویگن اس بار حرکت میں آئی اور عمران نے سٹیرنگ کاٹا اور پھر سٹیشن ویگن آہستہ آہستہ حرکت کرتی ہوئی مڑی اور پھر اسی طرح رینگتی ہوئی پھاٹک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جوانا کی طاقت تھی کہ وہ اپنے ساتھیوں سے بھری ہوئی سٹیشن ویگن کو اکیلا ہی دھکیل رہا تھا۔ آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی سٹیشن ویگن پھاٹک کے قریب پہنچی تو عمران نے جوزف کو دیکھا جو بڑے محتاط انداز میں پھاٹک کھول رہا تھا۔ وہ اپنے آپ کو پھاٹک کے حصوں کے اندرونی طرف چھپائے ہوئے تھا۔ تاکہ باہر سے نظر نہ آ سکے اور سٹیشن ویگن اسی طرح رینگتی ہوئی

پھاٹک کراس کر گئی۔ اور عمران نے تیزی سے اگنیشن میں موجود تار کو گھمایا۔ اور سٹیشن ویگن کا انجن ہلکی سی غراہٹ کے ساتھ جاگ اٹھا۔ عمران نے لائٹس آن کر دیں وہ نگرانی کرنے والوں کو کسی طور پر بھی مشکوک نہ کرنا چاہتا تھا۔ حالانکہ اُسے یقین تھا کہ نگرانی کرنے والوں کی توجہ اصل ٹارگٹ سے دوسری کوٹھی کی طرف نہیں ہو سکتی لیکن پھر بھی وہ احتیاط کرنا چاہتا تھا۔ عمارت سے نکلنے کی اب تک کی ساری کارروائی بھی اس نے اسی احتیاط کے پیش نظر کی تھی۔ کیونکہ مصطفےٰ لیے کے فون کے بعد اُسے احساس ہو گیا تھا کہ ان کی نگرانی کسی اونچی عمارت سے کی جا رہی ہے۔ ورنہ سڑک پر ہونے والی نگرانی سے وہ یقیناً باخبر ہو جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ رینگتے ہوئے دیوار تک آئے اور پھر نقب لگا کر دوسری اور تیسری کوٹھی میں پہنچ گئے تھے۔ اب چونکہ انھیں سٹیشن ویگن کا سہارا مل گیا تھا۔ اس لئے مزید خدشہ بھی ختم ہو گیا تھا۔ اُسی لمحے جوزف اور جوانا بھی سٹیشن ویگن میں سوار ہو گئے۔ اور عمران نے سائیڈ دروازہ بند ہوتے ہی تیزی سے سٹیشن ویگن آگے بڑھا دی اور پھر وہ اپنی کوٹھی کے آگے سے نکلتے چلے گئے۔ کالونی سے نکل کر عمران نے سٹیشن ویگن کو اس سڑک کی طرف موڑ دیا جو ہائی وے کی طرف جاتی تھی۔ جہاں ڈاکٹر رانسن کا پرائیویٹ کلینک تھا۔ عمران — پہلے سے پورا منصوبہ بنا چکا تھا اور اسی منصوبے کی بنیاد پر ہی وہ پوری طرح تیار ہو کر باہر نکلے تھے۔ ان سب کی پشتوں پر بیگ بندھے ہوئے تھے۔ جن میں دیگر اسلحے کے ساتھ ساتھ مشین گنوں کے پارٹس بھی موجود تھے۔ جنھیں جوڑ کر وہ اسے فائرنگ کے لئے آسانی سے تیار کر سکتے تھے۔ صرف عمران کی پشت پر کوئی بیگ

موجود نہ تھا۔ بلکہ اس نے اپنے لباس کے اندر اپنی مخصوص جیکٹ پہن رکھی تھی جسے وہ عمرو عیار کی زنبیل کہا کرتا تھا جس کی بے شمار چھوٹی بڑی خفیہ جیبوں میں ہر قسم کی صورت حال کے مقابلے کے لئے وافر سامان موجود رہتا تھا۔ ہائی وے پر پہنچتے ہی اس نے سٹیشن ویگن کو اس طرف موڑ دیا جس طرف ڈاکٹر رانسن کا کلینک تھا۔ چونکہ وہ پہلے بھی اس کلینک میں آ چکا تھا۔ اس لیے اس کا محل وقوع جانتا تھا۔ پہلے بھی وہ آقا جمشید کو ڈھونڈنے یہاں آیا تھا لیکن اُسے کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ اس نے ایک وارڈ بوائے کو رشوت دے کر معلومات حاصل کی تھیں۔ لیکن اب مصطفےٰ لیے کے فون سے معلوم ہوا تھا کہ آقا جمشید وہیں کسی خفیہ کمرے میں موجود تھا۔ اس کا پروگرام یہ تھا کہ وہ اندر داخل ہو کر آقا جمشید کو اغوا کرنے اور اس کی جگہ کیپٹن شکیل کو اس کے میک اپ میں وہاں لٹا دے گا اور پھر کیپٹن شکیل آقا جمشید کے میک اپ میں صبح ہسپتال سے فارغ ہو کر جب نئے ہیڈ کوارٹر پہنچے گا تو وہ اور اس کے ساتھی اس ہیڈ کوارٹر کے اردگرد چھپے رہیں گے۔ آقا جمشید تمام راؤنڈ ہیڈز کو وہاں اکٹھا کرے گا۔ تو عمران اور اس کے ساتھی اس عمارت پر حملہ کر کے سب کا خاتمہ کر دیں گے اور اس طرح ان کا مشن مکمل ہو جائے گا۔

کلینک کے قریب پہنچتے ہی اس نے سٹیشن ویگن ایک طرف روکی اور پھر عمران اور کیپٹن شکیل نیچے اترے اور دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کلینک کے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے ابھی وہ گیٹ کے اندر داخل ہو کر اندر موجود اصل عمارت کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ ٹائروں کے چیخنے کی آوازیں انھیں اپنے عقب سے سنائی دیں اور وہ تیزی سے

ایک طرف ہٹ گئے۔ دوسرے لمحے ایک کار تیزی سے ان کے قریب سے نکلتی ہوئی پورچ میں جا رکی۔ کار پر راونڈ ہیڈ کا مخصوص نشان موجود تھا۔ اب وہ پورچ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ وہاں اور بھی لوگ آجا رہے تھے۔ اس لئے وہ مطمئن تھے۔ کار کا دروازہ کھلا اور پھر عمران کی قدوقامت والا نوجوان باہر نکل آیا۔ وہ راونڈ ہیڈ تھا۔ برآمدے میں موجود ہسپتال کے عملے کا ایک آدمی اسے دیکھتے ہی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اس کے انداز میں ہلکی سی دہشت تھی۔

"جی جناب فرمائیے ——" اس نے کار سے نکلنے والے راونڈ ہیڈ سے بڑے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"تم کون ہو ——" راونڈ ہیڈ نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں جناب ہسپتال کا آدمی ہوں۔ بڑے ڈاکٹر صاحب نے میری ڈیوٹی لگائی ہے۔ انھوں نے حکم دیا ہے کہ گل فراز صاحب راونڈ ہیڈ نے آنا ہے جیسے ہی وہ آئیں انھیں فوراً آغا جمشید کے پاس پہنچا دوں تاکہ ان کا وقت ضائع نہ ہو ——" پوچھنے والے نے انتہائی مودبانہ انداز میں سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ میرا نام گل فراز ہے ——" راونڈ ہیڈ نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تشریف لائیے سر۔ آغا صاحب کافی دیر سے آپ کے منتظر ہیں وہ کئی بار ہم سے آپ کے بارے میں پوچھ چکے ہیں ——" استقبال کرنے والے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ایک ضروری کام کی وجہ سے مجھے دیر ہو گئی ہے چلو ——" گل فرا

نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ دونوں برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اندر چلے گئے۔

کیپٹن شکیل مسئلہ آسان ہو گیا۔ یہ اس اڈے کا انچارج ہے گل فراز میری قدوقامت کا ہے۔ میں اسے ٹریپ کر لیتا ہوں۔ یہ آغا جمشید سے مل کر واپس آئے گا تو میں اس کے میک اپ میں اڈے پر چلا جاؤں گا۔ اس طرح زیادہ آسانی رہے گی۔ کیونکہ آغا جمشید تو دمیل جیبر پر ہوگا۔ اور دوسری بات یہ کہ وہ کہاں ہو۔ اسے ٹریپ کر کے اس کا میک اپ خاصا دشوار ہوگا ——" عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن پروگرام ——" کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ویسے ہی رہے گا۔ تم یہاں ٹھہرو۔ میں ایک طرف جا کر اس کے چہرے کا میک اپ کر لوں۔ اس کے واپس آنے پر لباس تبدیل کر لوں گا۔ ورنہ خواہ مخواہ دیر ہوگی ——" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر وہ پلاسٹک کا سر پہننے والا خول مجھ سے لے لیں۔ اس کے بغیر تو آپ گنجے ہو نہیں سکتے ——" کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور پشت پر لدے ہوئے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک چھوٹا سا ڈبہ عمران کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"ہاں بالکل۔ اس کے بغیر تو میں راونڈ ہیڈ بننے سے رہا ——" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ڈبہ کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے لے کر وہ تیزی سے لان کے اندھیرے حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ کیپٹن شکیل وہیں ایک ستون کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے تھک کر آرام کر رہا ہو۔ ہسپتال میں لوگ آجا رہے تھے۔ لیکن سب اپنے اپنے مسائل میں گھرے

ہوئے تھے۔ کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ تھوڑی دیر بعد عمران ایک چکر کاٹ کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ اب وہ گل فراز کے میک اپ میں تھا۔ اس کا سر بالکل گنجا لگ رہا تھا۔ چمکتی ہوئی سر کی کھال صاف نظر آ رہی تھی۔ یہ اس پلاسٹک خول کا کمال تھا۔ جسے خاص طور پر اس قسم کے میک اپ کے لئے تیار کیا جاتا تھا۔

"جیسے ہی گل فراز باہر آئے تم اُسے دائیں طرف لے آنا۔ باقی کام میں کر لوں گا ——" عمران نے اس سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا اور عمران دائیں طرف موجود عمارت کی سائیڈ میں اندھیرے کی طرف رینگتا چلا گیا۔ دس منٹ بعد اندرونی راہداری کا دروازہ کھلا اور گل فراز باہر نکلتا ہوا نظر آیا۔ جیسے ہی وہ کار کے قریب پہنچا کیپٹن شکیل تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"جناب میرے پاس آپ کے لئے ایک اطلاع ہے ——" کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اطلاع۔ کیسی اطلاع۔ کون ہو تم ——" گل فراز نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جناب میرا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔ میرے پاس ایک ایسی دستاویز موجود ہے جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف مُصطفےٰ ابے جولیا فائٹ گروپ سے ملا ہوا ہے اور انہیں سہولیات مہیا کر رہا ہے ——" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ —— تو یہ بات ہے۔ کہاں ہے دستاویز ——" گل فراز نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"جناب میری نگرانی ہو رہی ہے۔ آپ اس طرف اندھیرے میں آجائیے یں آپ کو دستاویز دے دیتا ہوں۔ ورنہ یہاں روشنی میں یہ بات چیک ہو سکتی ہے اور پھر میری موت یقینی ہو جائے گی۔ میں راونڈ ہیڈ کا ہمدرد ہوں۔ اس لئے اپنی جان پر کھیل کر آپ تک پہنچا ہوں ——" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے آؤ ——" گل فراز نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ صطفےٰ ابے کی بات سن کر اس نے مزید کچھ سوچنے سمجھنے کی ضرورت ہی مجھی تھی۔ کیونکہ یہ اس کی دانست میں دھماکہ خیز انکشاف تھا اور پھر پٹن شکیل اُسے لئے ہوئے اس حصے کی طرف بڑھتا آیا۔ جدھر عمران پہلے ہی ن کے میک اپ میں چھپا ہوا تھا۔ پھر جیسے ہی وہ دونوں اندھیرے ں پہنچے اچانک عمران بھوکے عقاب کی طرح گل فراز پر جھپٹا۔ گل فراز کے حلق سے ہلکی سی کراہ نکلی اور دوسرے لمحے اس کا جسم عمران کے ہاتھوں ں ہی ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ عمران کی کھڑی ہتھیلی کی ایک ہی طاقت ور رب نے اس کی گردن توڑ دی تھی۔ عمران نے جان بوجھ کر مخصوص انداز ں پوری قوت سے وار کیا تھا۔ کیونکہ وہ زیادہ وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا اور پھر گل فراز کو نیچے لٹا کر اس نے تیزی سے اس کا لباس اتارنا شروع ر دیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ اس کا لباس اور بوٹ تک اتار چکا تھا۔ اس کے بعد اس نے پھرتی سے جیکٹ کے سوا باقی لباس اتارا اور گل فراز کا لباس پہن لیا۔ اس کے ہاتھ خاصی تیزی سے چل رہے تھے۔ آخر میں اس نے گل فراز کے ماتھے پر بندھی ہوئی راونڈ ہیڈ کی مخصوص پٹی اتاری اور اپنے ماتھے پر باندھ لی۔ بوٹ پہننے کے بعد وہ اب مکمل طور پر

گل فراز بن چکا تھا۔

" یہ کپڑے سنبھالو۔ بعد میں وصول کر لوں گا۔ اور سنو ان کی جیبوں سے رقم نہ نکال لینا میں نے بہت سی جیبیں کاٹی ہیں۔ تب یہ رقم ملی ہے ——" عمران نے کپڑے سمیٹ کر پاس کھڑے ہوئے کیپٹن شکیل کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

" اور اس کا کیا کرنا ہے ——" کیپٹن شکیل نے زمین پر پڑے ہوئے گل فراز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" اسے سامنے کی طرف لے جانا تو خطرناک ہوگا۔ ایسا کرو کہ میرے جانے کے بعد اس کا چہرہ بوٹ کی نوک سے اچھی طرح کچل کر تم بھی چ جانا جب تک یہ پہچانا جائے گا۔ ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا ——" عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا اور عمران گل فراز کے انداز میں چلتا ہوا پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے جیبوں میں ہاتھ ڈالا تو اسے جیب میں سے کار کی چابیاں مل گئیں۔ اس نے چابیاں جیب سے نکال کر کار میں بیٹھنے کا ارادہ کیا تھا کہ اسے برآمد میں سے چند افراد دوڑ کر آتے دکھائی دیئے۔ وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ آ والوں نے جلدی سے وہاں موجود لوگوں کو اِدھر اُدھر ہٹانا شروع کر دیا۔

" ہٹ جاؤ۔ راؤنڈ ہیڈ کا چیف باس آ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس کے سامنے آ جاؤ تو وہ ڈھیر کر دے گا ——" لوگوں کو ہٹانے والوں چیخ چیخ کر کہا اور ان کی بات سن کر عمران بری طرح چونک پڑا۔ یہ صورتِ حال اس کے لئے نئی تھی کہ آقا جمشید صبح کی بجائے ابھی آ تھا۔ وہ بال بال بچا تھا۔ ورنہ وہ تو کار میں بیٹھ کر نکل جاتا اور آقا جمش

ورتِ حال سمجھ کر یقیناً اُسے ہلاک کر دینے کے احکامات جاری کر دیتا۔ ور وہ بے خبری میں ہی موت کے گھاٹ اُتر جاتا۔

وہ کار کے قریب ہی تن کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے چیف باس کے استقبال کے لئے کھڑا ہو۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور آقا جمشید ڈاکٹر کے ساتھ چلتا ہوا برآمدے پہنچ گیا۔ عمران آقا جمشید کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کیونکہ وہ وہیل چیئر پر نے کے بجائے اپنے قدموں پر چلتا ہوا آ رہا تھا۔ اور اس کا انداز بتا رہا ا کہ وہ بالکل ٹھیک ہو چکا ہے۔ عمران دل ہی دل میں ڈاکٹر رانسن مہارت کا قائل ہو گیا ورنہ جو حالت آقا جمشید کی جوانا نے کی تھی اس کے د اس کے اتنی جلدی ٹھیک ہو جانے کی اُسے امید نہ تھی۔ آقا جمشید اور کٹر چلتے ہوئے کار کے قریب پہنچے اور پھر آقا جمشید نے ڈاکٹر سے مصافحہ ا اور خود ہی کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی عمران نے بھی دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر نے اگنیشن میں چابی ڈالی۔

" اب کیا حکم ہے ——" عمران نے گل فراز کے لہجے میں پوچھا ظاہر ے اسے تو معلوم نہیں تھا کہ اندر ان دونوں کے درمیان کیا پروگرام طے ا ہے۔

" اپنے پوائنٹ پر چلو۔ وہاں چل کر بات کریں گے ——" آقا جمشید رخت لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے چابی گھما کر کار اسٹارٹ ور اُسے موڑ کر کمپاؤنڈ کی طرف لیتا چلا گیا۔

کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکل کر اس نے کار کو دائیں طرف موڑ دیا چونکہ

مصطفٰے اُسے گل فراز پوائنٹ کے متعلق بتا چکا تھا۔ اس لیے وہ اطم سے کار چلا رہا تھا۔

"تمہارے آدمیوں نے کوئی رپورٹ تو نہیں دی ——" تھوڑی دیر بعد آغا جمشید نے پوچھا۔

"کن آدمیوں نے جناب ——" عمران نے پوچھا۔ ظاہر ہے اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا تھا۔ وہ تو ہر بات سے مکمل طور پر لاعلم

"جو کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں ——" آغا جمشید کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ کرخت تھا۔

"وہ رپورٹیں تو دیتے رہتے ہیں جناب ——" عمران نے مبہم سا جواب دیا۔ وہ کوئی واضح بات تو نہ کر سکتا تھا۔

"میرا مطلب ہے جولیا گروپ وہاں موجود ہے ناں۔ کہیں نکل تو نہیں گیا ——" آغا جمشید کا لہجہ جھنجھلاہٹ سے پُر تھا۔

"نہیں جناب۔ وہ وہیں ہیں جناب ——" عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔ تم کچھ الجھے ہوئے نظر آ رہے ہو ——" آغا جمشید نے سخت لہجے میں کہا۔ وہ شاید عمران کے مبہم جوابوں سے مشکوک ہو گیا

"نہیں جناب۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔ بس تو آئندہ مشن کے بارے میں سوچ رہا ہوں ——" عمران نے فوراً ہی جواب دیا۔

"ہاں آئندہ مشن مکمل مشن ہو گا اور میں دل بھر کر ان لوگوں سے انتقام لینا چاہتا ہوں ——" آغا جمشید نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ صورتِ حال کو سنبھالنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

پھر وہ گل فراز بار اینڈ گیم ہاؤس تک پہنچ گیا۔ اس نے کار کمپاؤنڈ کے اندر موڑ کر عمارت کے سامنے روک دی اور پھر باہر نکل آیا۔ پھر اس نے احترام کا چکر ڈال کر اپنے آپ کو آغا جمشید کے پیچھے کر لیا۔ کیونکہ وہ اس پوائنٹ پر پہلی بار آیا تھا۔ اس لیے اُسے اندرونی صورتِ حال کا علم ہی نہ تھا اور وہ پہلے سے مشکوک آغا جمشید کو مشکوک نہ کرنا چاہتا تھا۔ آغا جمشید تو ظاہر ہے یہاں آتا رہتا ہو گا۔ اس لئے وہ خود دفتر میں پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے خود ہی وہاں کے سیکنڈ انچارج آغا حیان کا کہہ کر عمران کی مشکل حل کر دی۔ جب آغا جمشید نے سارا پروگرام بنا کر آغا حیان کو بھیجا تو عمران نے بھی تیاری کی بات کر کے اس سے اجازت لے لی کیونکہ پروگرام بدل گیا تھا۔ اور وہ اپنے گروپ کو نئی ہدایات دینا چاہتا تھا۔ دفتر سے باہر نکل کر وہ راہداری میں سے ہوتا ہوا ہال میں پہنچا اور پھر تیزی سے ایک باتھ روم میں گھستا چلا گیا۔ اس نے باتھ روم کا دروازہ اندر سے بند کیا۔ اور پھر جیکٹ میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک چھوٹا سا جدید ترین ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ یہ محدود رینج کا ٹرانسمیٹر تھا چونکہ اُسے یقین تھا کہ اس کے ساتھی اس پوائنٹ تک پہنچ چکے ہوں گے۔ اس لئے اس نے اسے استعمال کیا تھا۔ بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی زوں زوں کی آواز نکلنے لگی اور پھر اس کے کونے میں موجود سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"ہیلو پرنس سپیکنگ اوور ——" عمران نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"یس فٹزواٹر سپیکنگ اوور ——" دوسری طرف سے جولیا نے بھی احتیاط برتتے ہوئے جولیا کی بجائے اپنے نام کا دوسرا حصہ بتا دیا

"سنو آغا جمشید نے پروگرام بدل دیا ہے۔ وہ تمام راؤنڈ ہیڈز کو تبریز کالونی کے چوک پر اکٹھا کر کے ہماری کوٹھی پر حملہ کرے گا اور پھر وہاں سے واپس آ کر یہاں جشن منائے گا۔ لیکن چونکہ اُسے کوٹھی خالی ملے گی اس لئے ظاہر ہے وہ جشن نہیں منائے گا۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ فوراً چوک پر پہنچ جاؤ۔ جیسے ہی وہ سب وہاں اکٹھے ہوں، انہیں گھیر کر ان پر بموں کی بارش کر دو۔ کوئی زندہ بچ کر نہ جائے۔ آغا جمشید کو میں خود سنبھال لوں گا۔ اوور ـــــــ" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن ان کی تعداد کیا ہو گی۔ تاکہ ان کی تعداد کے مطابق پروگرام بنا سکیں۔ اوور ـــــــ" جولیا نے پوچھا۔

"اسی پچاس ہوں گے اوور ـــــــ" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ یہ تو بہت زیادہ تعداد ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے اوور ـــــــ" جولیا نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل ـــــــ" عمران نے کہا اور بٹن آف کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کو واپس جیکٹ کی جیب میں ڈالا اور پھر باتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور دوبارہ دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی چال میں اطمینان تھا۔ دفتر کا دروازہ کھول کر جب وہ اندر داخل ہوا تو اس نے آغا جمشید کو غائب پایا۔ ابھی عمران حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ ایک بغلی دروازے سے آغا جمشید باہر نکلتا دکھائی دیا۔

"تم آ گئے گل فراز تیار ہو گئے ہو ـــــــ" آغا جمشید نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"یس باس ـــــــ" عمران نے جواب دیا

"ادھر کمرے میں جا کر وہ مشین بھی اٹھا لو۔ جو میں نے میز پر رکھ دی ہے۔ یہ آپریشن میں کام دے گی ـــــــ" آغا جمشید نے اسی دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں سے وہ باہر نکلا تھا اور عمران سر ہلاتا ہوا تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر جیسے ہی وہ اس چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی پشت پر دروازہ آٹومیٹک طریقے سے بند ہو گیا۔ کمرہ خالی تھا۔ وہاں کوئی میز موجود نہ تھی اور نہ مشین۔ دروازہ بند ہوتے ہی عمران چونک کر مڑا ہی تھا کہ کمرہ ایک جھٹکے سے کسی لفٹ کی طرح تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لی۔ ظاہر ہے اب اس میں کوئی شک کی بات نہ رہی تھی کہ عمران کو ٹریپ کر لیا گیا ہے اور ظاہر ہے یہ ٹریپنگ اسی کال کی وجہ سے ہی ہو سکتی تھی۔ دوسرے لمحے کمرہ ایک جھٹکے سے رکا اور اسی لمحے عمران کے قدموں تلے سے فرش غائب ہو گیا اور عمران ایک جھٹکے سے گہرائی میں گرتا چلا گیا۔ لیکن یہ گہرائی معمولی ہی ثابت ہوئی کیونکہ چند لمحوں بعد عمران ایک دھماکے سے ٹھوس زمین سے ٹکرایا۔ زمین سے ٹکراتے ہی وہ تیزی سے اچھلا اور اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس طرح وہ اچانک نیچے گرنے سے لگنے والی چوٹ سے محفوظ ہو گیا۔ لیکن اچھل کر جیسے ہی وہ سیدھا ہوا اس کے ذہن میں یک لخت تاریکی سی چھاتی چلی گئی۔ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ اسے بے ہوش کر دینے والی گیس کی بو محسوس ہو گئی تھی لیکن شاید گیس پہلے سے وہاں موجود تھی۔ اس لئے عمران گرنے اور اچھل کر سیدھا ہونے کی وجہ سے کئی سانس لے چکا تھا۔ چنانچہ اس کا ذہن باوجود کوشش کے کنٹرول نہ ہو سکا اور عمران کٹے ہوئے شہتیر

کی طرح زمین پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

گل فراز بار اور گیم ہاؤس کے بڑے تہہ خانے میں جو ایک بہت بڑے ہال پر مشتمل تھا۔ تمام فرنیچر ہٹا دیا گیا تھا۔ شمالی دیوار کے ساتھ ایک اونچی سٹیج پر دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور اس دیوار کے علاوہ باقی تینوں دیواروں کے ساتھ راونڈ ہیڈز چپکے ہوئے تھے۔ صرف ایک طرف بنے ہوئے دروازے کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ ہال کی دیواروں کے ساتھ چپکے ہوئے راونڈ ہیڈز کی تعداد پچیس سے کم نہ تھی۔ وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے کھڑے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔ وہ سب خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ ان سب کی نظریں اس دروازے کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور آغا جمشید اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے پولیس کمشنر طاہر بیگ تھا۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی ہال میں موجود تمام راونڈ ہیڈز نے بڑے چوکنے انداز میں انہیں سیلوٹ کیا۔ آغا جمشید سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر سٹیج پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ پولیس کمشنر طاہر بیگ

نے اس کے ساتھ والی کرسی سنبھال لی۔ ہال کی چھت کے درمیان میں ایک بڑا سا فانوس لٹک رہا تھا جس کی تیز روشنی سے ہال منور تھا۔

"ان لوگوں کو لایا جائے ـــــ" آغا جمشید نے کرسی پر بیٹھتے ہی کرخت لہجے میں کہا اور دروازے کے قریب کھڑا ہوا آغا جان تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو عمران اور اس کے سب ساتھی سٹین گنوں کے سائے میں اندر داخل ہوئے۔ ان کو باندھنے کی ضرورت شاید اس لئے نہ سمجھی گئی تھی کہ اتنے آدمیوں کے درمیان وہ کیسے بھاگ سکتے تھے۔ انہیں ہال کے درمیان میں لا کر کھڑا کر دیا گیا۔ عمران اپنی اصل شکل میں تھا۔

"یہ لوگ کیسے پہنچے تو پکڑے گئے ـــــ" طاہر بیگ نے قریب بیٹھے ہوئے آغا جمشید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ لوگ شیطان سے بھی زیادہ عیار واقع ہوئے ہیں۔ اگر یہ عمران یہاں پوائنٹ پر سے اپنے ساتھیوں کو ٹرانسمیٹر کال نہ کرتا تو یہ کبھی نہ پکڑے جاتے۔ گل فراز کے میک اپ میں ہسپتال سے میرے ساتھ آیا۔ اس کی باتوں سے ں کچھ مشکوک ہو گیا تھا۔ لیکن پھر جیسے ہی اس نے باتھ روم میں گھس کر کال ی۔ وہ نزکے مین ٹرانسمیٹر پر کال نشر ہونے لگی جس پر آغا جان نے فوری طور پر کال کا دوسرا سرا ٹریس کر لیا۔ اس کے یہ ساتھی ایک اسٹیشن ویگن میں پوائنٹ کے نزدیک ہی موجود تھے۔ چنانچہ انہیں گرفتار کرا لیا گیا۔ اس لئے میں نے فیصلہ یا کہ ان کو تمام راونڈ ہیڈز کی موجودگی میں عبرتناک سزا دی جائے تاکہ ونڈ ہیڈز کا اعتماد بحال ہو سکے۔ اور یہ تماشا دکھانے کے لئے میں نے ہیں بھی بلا لیا۔ اب تم دیکھو کہ راونڈ ہیڈز اپنے دشمنوں سے کس طرح انتقام

لیتے ہیں ——" آغا جمشید نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"بزدل راؤنڈ ہیڈ تنظیم کے ہو آغا جمشید۔ ہاتھ باندھ کر انتقام لینا بزدلوں کا شیوہ ہے ——" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ تم ایسے الفاظ کہہ کر اپنی موت کو اور زیادہ بھیانک بنا رہے ہو ——" آغا جمشید نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ان کی مکمل تلاشی لے لی گئی ہے — ایسا نہ ہو کہ ان کے پاس کوئی خطرناک حربہ موجود ہو ——" طاہر بیگ نے آغا جمشید سے پوچھا۔

"ہاں۔ بالکل پہلے میں نے اسی بات کا حکم دیا تھا۔ اور ان سب کے پاس سے انتہائی جدید ترین اسلحہ ملا ہے۔ خاص طور پر اس عمران کی جیکٹ میں عجیب و غریب چیزیں ملی ہیں ——" آغا جمشید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"صفدر بلاسٹرز فٹ کر دیتے ہیں ناں۔ تاکہ ہمارے ساتھ ان کی موت بھی عبرت ناک بن سکے ——" عمران نے اونچے لہجے میں قریب کھڑے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے اس کا لہجہ سنتے ہی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوہ کیسے بلاسٹرز۔ تم نے کیسے بلاسٹرز فٹ کئے ہیں ——" آغا جمشید عمران کی بات سن کر چونک پڑا۔

"بلاسٹرز نہیں جانتے تم۔ تو طاہر بیگ سے پوچھ لو۔ جن کے پھٹنے سے یہ عمارت تنکوں کی طرح بکھر جائے گی اور اس میں موجود ہر شخص کے ریزے فضا میں پھیلے ہوئے ذرات میں مل جائیں گے۔ آغا جمشید ہم تو جان پر کھیل کر یہاں آئے ہیں۔ ہم نے تو بہر حال مرنا ہی ہے لیکن تمہاری موت ہم سے بھی زیادہ عبرت ناک ہو گی ——" عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا

اور عمران کی بات سنتے ہی ہال میں موجود راؤنڈ ہیڈز کے چہروں پر واضح طور پر سراسیمگی پھیلتی چلی گئی۔

"یہ بکواس کر رہا ہے جناب۔ اگر بلاسٹرز فٹ ہوتے تو ہمیں فوراً پتہ چل جاتا اور دوسری بات یہ کہ اپنی کال میں لازماً اس کا ذکر کرتا۔ یہ خواہ مخواہ چکر دے رہا ہے ——" آغا جمشید کے قریب کھڑے آغا جان نے اونچے لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں پتہ چل سکتا تو پھر ہم جولیا فائٹ گروپ کی بجائے ڈلیپا نائٹ گروپ کہلاتے آغا جان۔ آزمائش شرط ہے۔ تمہاری زندگی کے لمحات گھٹتے جا رہے ہیں ——" عمران نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس بار عمران نے آغا جمشید کے چہرے پر بھی تذبذب اور کشمکش کے آثار ابھرتے دیکھے۔ طاہر بیگ کا رنگ تو بلاسٹرز کا نام سنتے ہی زرد پڑ چکا تھا۔ وہ تو کرسی پر یوں سمٹ گیا تھا جیسے بلاسٹر اس کے سر پر ہی پھٹنے والا ہو۔

"تم آغا جان۔ فوراً جا کر عمارت کا چپہ چپہ چھان لو۔ پوری طرح تسلی کر آؤ۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے ——" آغا جمشید نے آغا جان سے مخاطب ہو کر کہا اور آغا جان سر ہلاتا ہوا تیزی سے بغلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"رسک لینے کی کیا ضرورت ہے آغا جمشید۔ فوراً یہ عمارت خالی کر کے کسی اور عمارت میں شفٹ ہو جاؤ۔ انہیں بھی ساتھ لیتے جاؤ۔ یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بلاسٹر تلاش نہ کر سکیں اور......" طاہر بیگ نے آغا جمشید سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ فوری طور پر اس عمارت سے باہر نکل جانا چاہتا ہو۔

"تمھاری بات درست ہے۔ یہ لوگ واقعی خطرناک ہیں ـــــ" آغا جمشید بھی شاید اس قسم کے کسی مشورے کا منتظر تھا۔

"موت سے کتنے ڈرتے ہو آغا جمشید۔ صرف دوسروں کو مارنے کے لئے ہی شیر ہو ـــــ" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی باتیں کرنے سے تمھاری موت آسان نہیں ہو سکتی عمران۔ میں نے تمھیں عبرت ناک موت مارنے کا فیصلہ کیا ہے ـــــ" آغا جمشید نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ طاہر بیگ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"باس کوئی بلاسٹر موجود نہیں ہے۔ میں نے سائنسی طور پر چیک کر لیا ہے ـــــ" اسی لمحے دروازے سے آغا جان نے داخل ہوتے ہوئے کہا

"میرا خیال ہے کوئی رسک نہ لیا جائے بلکہ کسی اور پوائنٹ پر جا کر ان کا خاتمہ کیا جائے ـــــ" طاہر بیگ نے فوراً ہی کہا۔ اسے شاید بھاگنے کی جلدی تھی۔

"باس یہ سب ان کا چکر ہے۔ یہ باہر نکلتے ہی فرار ہونے کی کوشش کریں گے۔ اگر آپ نے عمارت خالی کرنی ہی ہے تو کم از کم انھیں گولی مار دی جائے۔ ویسے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں عمارت میں کوئی بلاسٹر نصب نہیں ہے ـــــ" آغا جان نے کہا۔

"ہمارا سامان چیک کیا ہے تم نے آغا جان۔ اس میں آپریشن مشین موجود ہوگی۔ جس پر دس منٹ کا وقت بھی تمھیں نظر آ جائے گا اور میرا خیال ہے صرف دو منٹ باقی رہ گئے ہوں گے ـــــ" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ فوراً ان کا سامان چیک کرو۔ آپریشن مشین آف کر دو۔ جلدی

اب یہاں سے نکلنے کا وقت بھی نہیں رہا ـــــ" آغا جمشید نے جھلاّتے ہوئے انداز میں کہا اور آغا جان تیزی سے دوڑتا ہوا واپس دروازے سے باہر نکل گیا۔

"اب بھی وقت ہے آغا جمشید۔ ہمارے ساتھ صلح کر لو۔ ہمیں بھی انقرہ میں کام کرنے کا موقع دو۔ نہ تم ہمیں چھیڑو۔ نہ ہم تمھیں۔ بولو اگر تمھیں منظور ہے تو میں ایک لمحے میں یہاں کھڑے کھڑے بلاسٹر ناکارہ کر سکتا ہوں۔ تمھیں بتا دوں کہ اس کا سسٹم میرے منہ میں موجود ہے۔ صرف دانتوں کو دبانے سے پوری عمارت کو اڑا سکتا ہوں ـــــ" عمران نے اچانک پینترا بدلتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کر کے ایک لمحے کے لئے مخصوص انداز میں پلکیں جھپکائیں اور پھر سیدھا ہو گیا۔

"بکواس۔ تم اب نیا چکر دینا چاہتے ہو ـــــ" آغا جمشید نے چیختے ہوئے کہا۔ عمران کی لمحہ بہ لمحہ بدلتی ہوئی باتوں نے اسے واقعی چکرا دیا تھا۔

"انھیں گولی مار دو آغا جمشید۔ زیادہ چکر میں نہ پڑو۔ یہ شیطان ہیں شیطان" طاہر بیگ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بائیں دیوار خالی کر دو۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ واقعی ہمیں چکر دے رہا ہے ـــــ" آغا جمشید نے چیختے ہوئے کہا اور بائیں طرف کی دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے راؤنڈ ہیڈز تیزی سے بھاگتے ہوئے ان کے قریب سے گزر کر دوسری سائیڈوں میں جانے لگے۔

"ان میں گھس جاؤ۔ جلدی کرو ـــــ" عمران نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے چلے اور پھر وہ بھاگتے ہوئے راؤنڈ ہیڈز میں شامل ہو گئے۔ عمران نے وہیں سے

چھلانگ لگائی اور تیزی سے ایک راؤنڈ ہیڈ کی سٹین گن چھین کر وہ بھی راؤنڈ ہیڈز کی بھیڑ میں گھستا چلا گیا۔

"فائر۔ فائر کر دو ———" آغا جمشید نے ان سب کو اس طرح راؤنڈ ہیڈز میں محفوظ ہوتے دیکھ کر چیخ کر کہا۔ لیکن ظاہر ہے وہ لوگ ان میں اس طرح شامل ہو چکے تھے کہ کسی کو بھی فائر کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور اسی لمحے عمران نے ٹریگر دبا دیا اور ہال کے درمیان میں جلتا ہوا فانوس ایک زوردار دھماکے سے نیچے گرا اور ہال میں اچانک گھپ اندھیرا سا چھا گیا۔ اندھیرا ہوتے ہی ہال میں خوفناک بھگدڑ مچ گئی۔ ہر شخص جان بچانے کے لئے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔

"لائٹ لائٹ ———" آغا جمشید کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن ظاہر ہے کوئی رکتا تو لائٹ بھی آن کرتا۔ دروازے کے پٹ زوردار دھماکوں سے ٹوٹ چکے تھے اور اب ہال میں چیخوں کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔

جیسے ہی آغا جمشید کے حلق سے لائٹ کی آواز نکلی عمران جو اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اندازے سے ہی اس پر جھپٹ پڑا۔ آغا جمشید نے اُسے جھٹکنے کی کوشش کی لیکن عمران تو کسی جونک کی طرح اس سے چمٹ گیا تھا اور پھر عمران نے بڑی پھرتی سے اس کے حرام مغز پر اپنے انگوٹھے کا پورا دباؤ ڈال دیا۔ اور دوسرے لمحے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرتا ہوا آغا جمشید عمران کے ہاتھوں میں جھول گیا۔ عمران نے اس کا اعصابی نظام وقتی طور پر مفلوج کر دیا تھا۔ آغا جمشید کے ڈھیلے پڑتے ہی عمران اُسے ایک جھٹکے سے ایک کونے میں گھسیٹتا چلا گیا۔

"شکیل۔ کیپٹن شکیل ———" عمران نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب میں یہاں ہوں ———" قریب سے ہی کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے کیپٹن شکیل اس کے قریب پہنچ گیا۔ اب اندھیرے میں عمران کو کچھ کچھ نظر آنے لگ گیا تھا۔ دروازے پر زور آزمائی

تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ البتہ دروازے کے پاس بھی چند سائے ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"اس کو سنبھالو۔ یہ ترپ کا پتہ ہے ———" عمران نے کہا اور ہاتھوں میں سنبھالے ہوئے آقا جمشید کو اس نے کیپٹن شکیل کی طرف دھکیل دیا اور خود اچھل کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ہم سب موجود ہیں عمران ———" اچانک ہال کے کونوں سے عمران کو اپنے ساتھیوں کی آوازیں سنائی دیں۔

"گڈ شو۔ تم نے عقل مندی کا ثبوت دیا ہے۔ سٹین گنیں سنبھال لو" عمران نے دروازے کے قریب پہنچتے ہوئے کہا اور وہ سب مختلف کونوں سے نکل کر عمران کے قریب پہنچ گئے۔ ان سب کے ہاتھوں میں سٹین گنیں موجود تھیں۔

"ہم آپ کا آئی کوڈ سمجھ گئے تھے۔ اس لئے ہال میں رہ گئے ورنہ سب سے پہلے باہر ہوتے ———" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا اس کا مطلب ہے ابھی جوانی کی رمق تم میں موجود ہے جو آنکھوں کے اشارے سمجھ لیتے ہو ———" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دروازے سے باہر محتاط انداز میں جھانکنے لگا۔ باہر راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ تنگ سی راہداری میں بھی دو راؤنڈ ہیڈز بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

"آ جاؤ۔ اس آقا جمشید کو بھی لے آؤ ———" عمران نے ہاتھ ہلا کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اس راہداری میں دوڑتے چلے گئے۔ راہداری کے آخر میں سیڑھیاں اوپر کی طرف جا رہی تھیں۔ عمران

سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر موجود دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کا مخالف دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ سب اس کمرے میں پہنچ گئے۔ کیپٹن شکیل نے آقا جمشید کو کاندھے پر لادا ہوا تھا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک راہداری تھی۔ عمران نے احتیاط سے جھانک کر باہر دیکھا۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ شاید سارے راؤنڈ ہیڈز جانیں بچانے کے لیے عمارت سے باہر نکل گئے تھے۔ عمران نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ سب راہداری میں پہنچ گئے۔ راہداری کا اختتام اس راہداری میں ہوا جس میں دفتر موجود تھا اور جس کا دوسرا سرا بار ہال میں تھا۔ عمران ——— تیزی سے اس دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اس کی پیروی کر رہے تھے۔ عمران ——— دفتر میں داخل ہوتے ہی تیزی سے اس میز کی طرف بڑھا جس پر ان کا سامان بکھرا ہوا پڑا تھا۔

"سامان سنبھالو جلدی کرو۔ اور صفدر تم پلاسٹر جا کر اسی ہال میں فٹ کر دو۔ جلدی کرو۔ تنویر اور چوہان تم دونوں ہال والے سرے پر پہرہ دو۔ کوئی نظر آئے اسے گولی مار دینا ———" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی تو اسے اس میں ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر پڑا ہوا نظر آ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کو آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی اس میں سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور اس پر موجود سرخ رنگ کا ایک بڑا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ہیلو آقا جمشید کالنگ اوور ———" عمران نے آقا جمشید کے

لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"یس باباں اٹینڈنگ اوور ——" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے باباں کی آواز ابھری۔

"آلو کے پٹھے۔ تم لوگ کہاں مر گئے ہو۔ آقا جان کہاں ہے اوور" عمران نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"آقا جان بھگدڑ میں شدید زخمی ہو گیا ہے باس۔ اُسے ہسپتال بھیج دیا گیا ہے۔ باس ہم باہر موجود ہیں باس اندر بلاسٹر لگے ہوتے ہیں اوور۔" باباں نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یو فول نانسنس۔ بزدل چوہے۔ بھاگنے کی کیا ضرورت تھی۔ جب آقا جان نے کہہ دیا تھا کہ بلاسٹرز نہیں ہیں تو پھر۔ اوور ——" عمران نے آقا جمشید کے لہجے میں اور زیادہ جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے صفدر واپس دفتر میں داخل ہوا۔ اس نے سر ہلا کر بتا دیا کہ وہ بلاسٹر نصب کر آیا ہے۔

"یس باس سب بھاگ پڑے باس۔ اوور ——" باباں نے پہلے سے زیادہ کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا سنو۔ اب میرے بعد تم انچارج ہو۔ سب کو اکٹھا کر کے اسی ہال میں پہنچو۔ میں نے مخالفوں کو تہہ خانے میں قید کر دیا ہے۔ کوئی راؤنڈ میٹنگ باہر نہ رہ جائے۔ جلدی کرو۔ اوور ——" عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مم مگر باس وہاں تو لائٹ ... اوور ——" باباں نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اُلو کے تخم وہاں فانوس کے علاوہ بھی لائٹیں ہیں۔ جلدی کرو۔ پہنچو جلدی۔ یہ ٹرانسمیٹر ساتھ لے جاؤ۔ جب سب پہنچ جائیں تو مجھے کال کرو۔ اوور ——" عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور ——" باباں نے کہا۔

"اوور اینڈ آل ——" عمران نے چیخ کر کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے صفدر سے کہا۔

"جلدی سے تنویر اور چوہان کو بلاؤ۔ جلدی اندر بلاؤ وہ انہیں دیکھ نہ لیں ——" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور صفدر اس کی بات سنتے ہی تیزی سے واپس بھاگا۔ چند لمحوں بعد وہ تنویر اور چوہان کو ہمراہ لے کر کمرے میں آ گیا۔

"دروازہ بند کر دو اور کیپٹن شکیل الماری میں میک اپ کا سامان موجود ہے۔ تم جلدی سے آقا جمشید کا میک اپ کرو۔ اور اس کا لباس پہن لو جلدی کرو ——" عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن شکیل مفلوج پڑے ہوئے آقا جمشید کو اٹھا کر ملحقہ غسل خانے میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو وہ آقا جمشید کے میک اپ میں تھا۔ صرف سر پہ گنجے والا خول موجود نہ تھا۔

"صفدر تم اپنے والا خول اسے دے دو ——" عمران نے صفدر سے کہا۔ اور صفدر نے اپنے سامان میں سے خول والی ڈبیا نکال کر کیپٹن شکیل کو دے دی۔ کیپٹن شکیل نے اُسے سر پر اچھی طرح مڑھ لیا۔ اب وہ گنجا نظر آ رہا تھا۔ جس جگہ خول کی لائن پیشانی پر بنتی تھی۔ وہاں اس نے مخصوص پٹی باندھ لی۔ اس طرح یہ خول شک کی حدود سے باہر ہو گیا۔ وہ آقا جمشید تو باہر

لے آیا تھا۔ اس نے آغا جمشید کو اپنا لباس پہنا دیا تھا۔ عمران نے فوراً ہی اپنی جیکٹ سے میک اپ باکس نکالا اور مفلوج پڑے ہوئے آغا جمشید پر کیپٹن شکیل کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

"اس کے بالوں کا کیا ہوگا ــــــ" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں یہی مسئلہ ہے۔ یار تم بھی راؤنڈ ہیڈ ہوتے تو کم از کم اس وقت یہ الجھن نہ ہوتی ــــــ" عمران نے میک اپ باکس کے نچلے حصے کو دباتے ہوئے کہا۔ نچلا حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھل گیا تو عمران نے اندر سے موجود ایک پلاسٹک رول سا باہر نکال لیا۔ اس رول پر پلاسٹک کے بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے سیاہ رنگ کے بال موجود تھے۔ عمران نے یہ رول آغا جمشید کی گنجی کھوپڑی پر چپکانا شروع کر دیا اور چند ہی لمحوں بعد آغا جمشید کی گنجی کھوپڑی بالوں سے پر ہو چکی تھی۔ عمران نے باقی رول باکس میں رکھا اور اسے بند کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"ویری گڈ۔ یہ واقعی نیا آئیڈیا ہے ــــــ" کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو کیپٹن شکیل اب تم نے اسے اٹھا کر ہال میں لے جانا ہے اور پھر اس کے حرام مغز کی درمیانی رگ کو تین بار دبا دینا۔ اس رگ کے اس طرح دبنے کے دو منٹ بعد یہ صحیح ہو جائے گا۔ رگ دبانے کے فوراً بعد تم تمام راؤنڈ ہیڈز کو یہ بات کہہ کر آ جانا کہ اس کی حفاظت کریں۔ یہ لاکھ چیختا رہے کہ میں آغا جمشید ہوں۔ اس کی بات نہ ماننا۔ اس دوران ہم عمارت سے باہر نکل جائیں گے۔ اور تم بھی باہر آ جانا یہ کہہ کر کہ باقی آدمیوں کو لینے جا رہا ہوں۔ ہم اسٹیشن ویگن میں موجود ہوں گے۔ تمہارے باہر آتے ہی میں بلاسٹر دبا دوں گا۔ اس طرح یہ سب اکٹھے ہی ایک قبر میں دفن ہو جائیں گے ــــــ" عمران نے کیپٹن شکیل کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ایسا ہی ہوگا ــــــ" کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا۔ ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ عمران نے آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"بابان کالنگ باس۔ اوور ــــــ" بابان کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ باس سپیکنگ۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور ــــــ" عمران نے آغا جمشید کے لہجے میں پوچھا۔

"باس حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔ ہم سب ہال میں پہنچ گئے ہیں۔ لائٹ آن کر لی گئی ہے باس۔ اوور ــــــ" بابان نے کہا۔

"او۔ کے۔ میں آ رہا ہوں میرا انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل ــــــ" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"چلو شکیل لے جاؤ اسے ــــــ" عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل نے فرش پر پڑے ہوئے آغا جمشید کو اٹھایا۔ اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

"آؤ اب ہم سب نکل چلیں ــــــ" عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور پھر جیسے ہی کیپٹن شکیل دوسری راہداری میں مڑا۔ عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ راہداری سے ہوتا ہوا عمارت کے باہر پہنچ گیا۔ باہر اندھیرا تھا اور کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لیے وہ تیزی سے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر سڑک کی دوسری طرف کھڑی ہوئی اسٹیشن ویگن کی طرف بڑھتے چلے گئے پھر جیسے ہی وہ اسٹیشن ویگن میں سوار ہوئے انھیں کمپاؤنڈ گیٹ سے کیپٹن شکیل

آغا جمشید کے روپ میں باہر آتا دکھائی دیا۔

"وہ ٹھیک ہو گیا ہے —" عمران نے چیخ کر پوچھا۔

"ہاں۔ اور اب اپنے ساتھیوں کو گالیاں دے رہا ہے کہ وہ اصلی آغا ہے —" کیپٹن شکیل نے جلدی سے ویگن میں چڑھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں —" عمران نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکال لیا جس کے اوپر ایک ڈائل تھا اور نیچے ایک بٹن اور ناب موجود تھی۔ عمران نے تیزی سے بٹن کو دبایا تو ڈائل روشن ہو گیا اور پھر عمران کے ناب گھمانے سے سوئی ایک طرف موجود سرخ رنگ کے حرف ڈی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جب سوئی ڈی کے قریب پہنچی۔

"ارے وہ تو نکل رہے ہیں —" اچانک جولیا نے چیخ کر کہا اور عمران نے سر اٹھا کر دیکھا تو عمارت سے راؤنڈ ہیڈ تیزی سے باہر نکل رہے تھے۔

"چلو۔ جو نکل گئے۔ ان کی قسمت —" عمران نے کہا اور بٹن کو انگوٹھے سے دبا دیا۔ دوسرے لمحے عمارت کے اندر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور پھر آگ اور گرد و غبار کا ایک بادل سا آسمان کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ دھماکے کے ساتھ ہی اندر سے چیخوں کا شور سا بلند ہوا اور پھر دھماکے کی گونج میں ہی ختم ہو گیا۔ باہر نکلنے والے کچھ افراد تو بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے جبکہ باقی ملبے کی زد میں آ گئے۔

عمران نے مشین جیب میں ڈالی اور پھر اسٹیشن ویگن کو بغیر لائٹیں جلائے تیزی سے ایک طرف بھگاتا چلا گیا۔

"جولیا فائٹ گروپ آخر کار جیت ہی گیا —" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں جیت گیا ابھی راؤنڈ ہیڈ کا سربراہ تو موجود ہے —" عمران نے مسکرا کر کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ واقعی یہ تو موجود ہے —" جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن شکیل نے جلدی سے سر سے پٹی اتار کر غلاف اتارنا شروع کر دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جلد از جلد اپنے اصل روپ میں آنا چاہتا ہو اور اس کے اس انداز کو دیکھتے ہوئے سب بے اختیار ہنسنے لگے۔

"ارے اتنی کیا جلدی ہے کیپٹن شکیل رہنے دو۔ وہاں پاکیشیا میں راؤنڈ ہیڈز لڑکیوں میں بڑے مقبول ہوتے ہیں —" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس لئے مقبول ہوتے ہوں گے۔ تاکہ لڑکیاں ان کے سر پر چپتیں مار سکیں اور میرا فی الحال چپتیں کھانے کا موڈ نہیں ہے —" کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور اس بار سب کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے اسٹیشن ویگن گونج اٹھی۔

ختم شد

افریقہ کے گھنے جنگلات میں مکمل ہونے والا دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

—— عمران سیریز میں ایک یادگار اضافہ ——

بلیک فیس

مصنف —— مظہر کلیم ایم اے

بلیک فیس —— یہودیوں کی خفیہ بین الاقوامی تنظیم —— جس نے پراسرار طور پر پاکیشیا میں اہم مشن مکمل کرنا چاہا۔ لیکن ——؟

بلیک فیس —— جس کا ہیڈ کوارٹر افریقہ کے انتہائی گھنے اور خوفناک جنگلوں میں تھا —— جہاں وحشی قبائل اور خونخوار درندوں کی کثرت تھی۔

بلیک فیس —— جس کے خلاف کارروائی کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو خونخوار اور وحشی قبائلیوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔

بلیک فیس —— جس کے ہیڈ کوارٹر کے نیچے دنیا کے انتہائی خوفناک کاسمک میزائلوں کی لیبارٹری تھی —— لیکن عمران نے ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری کی تباہی کے لئے کام کرنے سے انکار کر دیا —— کیوں ——؟

انتھونی —— بلیک فیس کا ایک ایسا ایجنٹ —— جو ذہانت اور کارکردگی میں عمران سے بھی دو قدم آگے تھا اور عمران کو بھی اُسے ہر لحاظ سے برتر تسلیم کرنا پڑا —— کیا واقعی وہ ایجنٹ ایسا تھا —— یا ——؟

بلیک فیس —— جس کے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ اس حد تک ناممکن تھا کہ عمران کو بھی ناکامی کا اعلان کرنا پڑا —— کیوں اور کیسے ——؟

جوزف —— افریقہ کے گھنے اور خوفناک جنگلات میں جوزف کی حیرت انگیز صلاحیتیں اور کارکردگی۔

وہ لمحہ —— جب عمران اور اس کے ساتھی جنگل میں اندھی موت کا شکار ہو گئے —— کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کا مدفن افریقہ کا جنگل بنا —— یا ——؟

بلیک فیس —— انتھونی اور عمران کے درمیان ہونے والے مقابلے میں آخری فتح کسے حاصل ہوئی ——؟

انتہائی دلچسپ، منفرد اور انوکھے واقعات
سے بھرپور —— تیز اور خوفناک ایکشن کے
ساتھ ساتھ بے پناہ اور جان لیوا سسپنس

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں فورسٹارز سلسلے کا نیا اور منفرد ناول

مکروہ جُرم

مصنف :- مظہر کلیم ایم۔ اے

- جعلی اور نقلی ادویات —— جس سے ہزاروں لاکھوں بے گناہ مریض تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتے ہیں۔
- جعلی اور نقلی ادویات —— جو ایسا مکروہ جرم ہے جسے کوئی بھی معاشرہ کسی صورت بھی قبول نہیں کر سکتا۔
- مکروہ جُرم —— جس کے خلاف فورسٹارز اپنی پوری قوت سے میدان میں نکل آئے۔
- جعلی اور نقلی ادویات —— جس کا جال پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا اور کھلے عام جعلی اور نقلی ادویات فروخت کی جا رہی تھیں۔
- مکروہ جُرم —— جس کا پھیلاؤ دیکھ کر عمران اور فورسٹارز بھی حیران رہ گئے —— کیا یہ سب کچھ حکومتی سرپرستی میں ہو رہا تھا —— ؟
- ایسے مجُرم —— جو بظاہر انتہائی معزز تھے لیکن دراصل وہ مکروہ اور انتہائی قابلِ نفرت مجُرم تھے۔

- وہ لمحہ —— جب سب سے بڑے مجرم کے خلاف قدرت کا قانونِ مکافاتِ عمل حرکت میں آ گیا —— پھر کیا ہوا —— انتہائی حیرت انگیز اور عبرت ناک نتیجہ —— ؟
- وہ لمحہ —— جب فورسٹارز نے سوپر فیاض کو بھی اس مکروہ جُرم کے مجرموں کے ساتھ اغوا کرا لیا اور پھر موت کے بے رحم پنجے سوپر فیاض کی طرف بڑھنے لگے —— کیا سُوپر فیاض بھی اس جُرم میں شریک تھا —— کیا وہ بھی ہلاک ہو گیا —— یا —— ؟
- سماجی بُرائی کے اس قابلِ نفرت جال کو فورسٹارز نے کس طرح توڑا —— توڑ بھی سکے یا نہیں —— ؟
- انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہو گیا۔

- —— تیز اور مسلسل ایکشن
- —— لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات
- —— اعصاب شکن سسپنس

یُوسُف برادرز۔ پاک گیٹ مُلتان